

ضمائم القرآن

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	ضمائر القرآن
مصنف	:	ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی
سال طباعت	:	۲۲ نومبر ۲۰۰۲ء
صفحات	:	۵۶۰
قیمت	:	۳۰۰ روپے
کمپوزنگ	:	تبریز عالم قاسمی
	:	اقراء کمپیوٹر سینٹر، اوکھلا، نئی دہلی، ۲۵۔
مطبوعہ	:	جے، کے، آفسیٹ جامع مسجد ولی، ۶۔
ناشر	:	شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، ڈی ۳۴، ابوالفضل انکلیو،
	:	اوکھلا، نئی دہلی، ۱۱۰۰۲۵۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحات	نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	پیش لفظ	۸	۱۶	۱۳-رعد	۲۳۲
۲	کچھ مصنف کے بارے میں	۱۵	۱۷	۱۴-ابراہیم	۲۴۰
۳	دیباچہ	۱۹	۱۸	۱۵-حجر	۲۴۳
۴	۱- فاتحہ	۲۳	۱۹	۱۶-نحل	۲۵۵
۵	۲- بقرہ	۲۴	۲۰	۱۷-اسراء (بنی اسرائیل)	۲۷۱
۶	۳- آل عمران	۷۹	۲۱	۱۸-کہف	۲۸۴
۷	۴- نساء	۹۵	۲۲	۱۹-مریم	۳۰۱
۸	۵- مائدہ	۱۱۵	۲۳	۲۰-طہ	۳۰۸
۹	۶- انعام	۱۳۱	۲۴	۲۱-انبیاء	۳۲۰
۱۰	۷- اعراف	۱۵۵	۲۵	۲۲-حج	۳۳۲
۱۱	۸- انفال	۱۷۰	۲۶	۲۳-مؤمنون	۳۴۰
۱۲	۹- برآۃ (توبہ)	۱۷۷	۲۷	۲۴-نور	۳۵۱
۱۳	۱۰- یونس	۱۹۰	۲۸	۲۵-فرقان	۳۵۸
۱۴	۱۱- ہود	۱۹۸	۲۹	۲۶-شعراء	۳۶۴
۱۵	۱۲- یوسف	۲۱۰	۳۰	۲۷-نمل	۳۶۹

۴۷۸	۵۰-ق	۵۳	۴۷۶	۲۸-قصص	۳۱
۴۸۰	۵۱-ذاریات	۵۴	۴۸۷	۲۹-عنکبوت	۳۲
۴۸۳	۵۲-طور	۵۵	۴۹۰	۳۰-روم	۳۳
۴۸۵	۵۳-نجم	۵۶	۴۹۵	۳۱-لقمان	۳۴
۴۸۸	۵۴-قمر	۵۷	۴۹۷	۳۲-سجده	۳۵
۴۹۰	۵۵-رحمن	۵۸	۴۰۱	۳۳-احزاب	۳۶
۴۹۳	۵۶-واقعه	۵۹	۴۰۵	۳۴-سبا	۳۷
۴۹۶	۵۷-حدید	۶۰	۴۱۱	۳۵-فاطر	۳۸
۴۹۹	۵۸-مجادله	۶۱	۴۱۷	۳۶-طین	۳۹
۵۰۰	۵۹-حشر	۶۲	۴۲۳	۳۷-صافات	۴۰
۵۰۱	۶۰-ممتحنه	۶۳	۴۳۲	۳۸-ص	۴۱
۵۰۳	۶۱-صف	۶۴	۴۳۶	۳۹-زمر	۴۲
۵۰۴	۶۲-جمعه	۶۵	۴۴۱	۴۰-غافر (مومن)	۴۳
۵۰۶	۶۳-منافقون	۶۶	۴۴۴	۴۱-فصلت (خم سجدہ)	۴۴
۵۰۷	۶۴-تغابن	۶۷	۴۴۹	۴۲-شوری	۴۵
۵۰۸	۶۵-طلاق	۶۸	۴۵۴	۴۳-زخرف	۴۶
۵۱۰	۶۶-تحریم	۶۹	۴۵۹	۴۴-دخان	۴۷
۵۱۲	۶۷-ملک	۷۰	۴۶۱	۴۵-جاثیہ	۴۸
۵۱۴	۶۸-قلم	۷۱	۴۶۵	۴۶-احقاف	۴۹
۵۱۶	۶۹-حاقہ	۷۲	۴۷۲	۴۷-محمد	۵۰
۵۲۲	۷۰-معارج	۷۳	۴۷۴	۴۸-فتح	۵۱
۵۲۵	۷۱-نوح	۷۴	۴۷۷	۴۹-حجرات	۵۲

۵۴۸	۸۳-مطفقین	۸۶	۵۲۶	۷۲-جن	۷۵
۵۵۰	۸۴-انشقاق	۸۷	۵۳۰	۷۳-مزل	۷۶
۵۵۱	۸۵-بروج	۸۸	۵۳۳	۷۴-مدثر	۷۷
۵۵۲	۸۶-طارق	۸۹	۵۳۵	۷۵-قیامہ	۷۸
۵۵۳	۸۷-اعلیٰ	۹۰	۵۳۸	۷۶-دھر	۷۹
۵۵۴	۸۸-غاشیہ	۹۱	۵۴۰	۷۷-مرسلات	۸۰
۵۵۵	۸۹-فجر	۹۲	۵۴۱	۷۸-نبا	۸۱
۵۵۷	۹۱-شمس	۹۳	۵۴۲	۷۹-نازعات	۸۲
۵۵۹	۹۷-قدر	۹۴	۵۴۴	۸۰-عبس	۸۳
۵۶۰	۱۰۰-عادیات	۹۵	۵۴۵	۸۱-تکویر	۸۴
			۵۴۷	۸۲-انفطار	۸۵



پیش لفظ

قرآن کریم رشد و ہدایت کا وہ ابدی منبع و سرچشمہ ہے، جسے خالق کائنات نے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت و نجات کے لئے نازل فرمایا ہے، اور اس کو قیامت تک کے لئے کسی قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ڈالی خود اپنے ذمہ لی ہے۔

رب کریم کا فرمان ہے کہ: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (ہم ہی نے قرآن کو اتارا ہے، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)۔

قرآن کے ابدی پیغام اور کتاب ہدایت ہونے کے باوجود آج کے دور کی طرح عہد وسطیٰ میں بھی اس کے تراجم و تفاسیر سے بے اعتنائی و غفلت برتی گئی ہے، اسی عہد کے کچھ اس طرح کے واقعات مشہور ہیں کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں جب علماء اور انگریز پادریوں کے مابین مذہبی مباحثے و مناظرے ہوتے تھے، تو انگریز پادری اپنی کج فہمی و لاعلمی کی وجہ سے قرآن کریم کے بعض واقعات و اندراجات پر اعتراض کرتے تھے، تو ان کو معقول و مدلل جواب دینے کے بجائے بسا اوقات عہد اکبری کے علماء یہ کہہ دیتے تھے کہ یہ قرآن کریم میں موجود ہی نہیں ہیں، اور جب قرآن کریم کھول کر دیکھا جاتا تھا تو وہ حوالے نکلتے تھے۔

چونکہ انگریز پادری انگریزی ترجموں کی وجہ سے قرآن کے مباحث و مطالب سے خوب واقف تھے مگر افسوس ہمارے علماء قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر سے بے خبر تھے، جس کی وجہ سے انگریز پادریوں کے سامنے بے بس ہو جاتے تھے، چونکہ ان کی زیادہ تر توجہ فقہ اور منطق و فلسفہ کی طرف مرکوز تھی۔

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو قرآن کریم کے تین علماء کی بے توجہی

و بے اعتنائی بلکہ مجرمانہ غفلت کا احساس تھا، خود حضرت شاہ ولی اللہؒ کے عہد میں (جو دراصل عالمگیر اورنگ زیبؒ کے اقتدار کے اختتام کا دور ہے) قرآن کریم سے اسلامیان ہند کا تعلق روایتی طور پر قرآنی آیات کی تلاوت تک ہی محدود تھا، اس کے سمجھنے سمجھانے اور اس میں غور و فکر کرنے کا ماحول قطعاً نہ تھا، عوام و خواص شیخ سعدیؒ کی گلستاں و بوستاں، مولانا رومؒ کی مثنوی، شیخ فرید الدین عطارؒ کی منطق الطیر اور مولانا جامیؒ کی یوسف زلیخا اور فحاشات الانس ہی کو اپنی اپنی مجلسوں و محفلوں میں حلقے بنا بنا کر پڑھتے تھے اور جھومتے تھے، اور ان ہی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے کو ذریعہ نجات تصور کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس بیمار ذہنیت کے خلاف عملی قدم اٹھایا اور ”فتح الرحمن“ کے نام سے قرآن کریم کا عام فہم و سلیس فارسی ترجمہ کیا اور اصول تفسیر پر بھی کتاب تصنیف کی۔

ماضی میں بعض علماء نے قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر لکھنے کا اہتمام ضرور کیا تھا، مگر یہ کام کوئی منصوبہ بند طریقہ سے نہیں کیا گیا تھا، غالباً ان کے پیش نظر کوئی طویل المیعاد منصوبہ بھی نہیں تھا، البتہ وقتی جذبہ ضرور کار فرما تھا، جو ہر مومن کے دل میں موجزن ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے، جنہیں مجدد و وقت ہونے کا شرف حاصل تھا، ایک وسیع پیمانے پر رجوع الی القرآن کی تحریک چلائی اور قرآن فہمی و احکام شناسی کے ذریعہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار اور نظر و فکر کی اصلاح کی مخلصانہ جدوجہد کی اور قرآن کریم سے مسلمانوں کا صدیوں سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے جوڑ دیا، یہ آپ کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحریک رجوع الی القرآن اس قدر منصوبہ بند تھی کہ آپ کے بعد بھی متحرک و فعال رہی، آپ کے عالی مقام صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو مزید ہمہ گیر و ہمہ جہت بنانے کی مخلصانہ سعی بلیغ کی، آپ کے بڑے صاحبزادے سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جیسے نکتہ شناس اور دیدہ و مفسر و متکلم اسلام نے آپ کی تحریک کو بامعروج تک پہنچانے میں کلیدی رول ادا کیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فارسی زبان میں تفسیر ”فتح العزیز“ تصنیف کی اور اس میں قرآنی حقائق و معارف کا دریا بہا دیا، اس کے ساتھ ساتھ عوامی درس قرآن کریم کا ایسا شاندار اہتمام کیا جس میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ نامور علماء اور قادر الکلام شعراء (مثلاً

شیخ ابراہیم ذوق دہلوی، حکیم مومن خان مومن اور مفتی صدر الدین آزر دہلوی (بھی شریک ہوتے تھے، اور فکر ولی اللہی سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے جب محسوس کیا کہ فارسی زبان جو دراصل سرکاری زبان تھی، رو بہ زوال ہے، اس کی جگہ اردو زبان لے رہی ہے، تو آپ نے نئے دور کے تقاضے کے مطابق قرآن کریم کا تحت اللفظ اردو ترجمہ کیا، اردو ترجمہ میں عربی جملے کی ترکیب اور ساخت کی بڑی پابندی کی، یہی لفظی رعایت اسی ترجمہ کی اصل روح ہے، اس کے باوجود زبان بہت ہی سادہ و شگفتہ ہے، اور عام فہم ہے، دراصل اس ترجمہ میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی علمی قابلیت سے زیادہ ان کے خلوص و التہمت کا دخل ہے۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے امام المفسرین حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر نو خیز و نوزائیدہ اردو زبان میں با محاورہ ترجمہ کیا، آپ کا ترجمہ ”موضح قرآن“ نہ صرف قدیم اردوئے معلیٰ کا نمونہ بلکہ مراد خداوندی کو صحیح صحیح ادا کرنے کے لحاظ سے بھی ترجمہ اپنے صاحب دل مترجم و مفسر کی الہامی بصیرت کا شاہکار ہے، آپ کے تفسیری فوائد بھی نہایت ہی عجیب و غریب حکیمانہ نکات و معارف پر مشتمل ہیں جو آج کے دور کے مترجمین و مفسرین کے لئے رہنمائی و آگاہی کے باعث ہیں۔

ان دونوں صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو آگے بڑھایا اور اس کو عوام و خواص میں مقبول و محبوب بنایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نسبی خانوادہ کے بعد آپ کے روحانی و فکری خاندان کا دور آتا ہے، آپ کے روحانی و فکری خانوادہ نے بھی ”تحریک ولی اللہ اللہی“ کو مضبوط و مستحکم کرنے میں تاریخ ساز رول ادا کیا ہے۔

مابعد کے ان ولی اللہی فکر مترجمین و مفسرین اور علماء و مشائخ تفسیر میں ”من موہن کی باتیں“ کے مصنف حضرت شاہ فضل رحمان ”کنج مراد آبادی“، ”ترجمہ شیخ الہند“ کے مصنف شیخ الہند مولانا محمود حسن ”اسیر مالا“، ”غلیۃ البیان فی تفسیر القرآن“ کے مصنف مولانا احمد حسن محدث امرہوی، ”تفسیر عثمانی“ کے مصنف شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، ”مشکلات القرآن“ کے مصنف علامہ انور شاہ صاحب کشمیری، ”بیان القرآن“ کے مصنف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تھانوی، ”تفسیر ثنائی“ کے مصنف مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، ”فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی“ کے مفسر و مصنف مولانا ابومحمد عبدالحق حقانی دہلوی، ”غرائب القرآن“ کے مصنف ڈپٹی نذیر احمد، ”ترجمان القرآن“ کے مصنف امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، ”ترجمہ فتح الحمید“ کے مصنف مولانا فتح محمد جالندھری، ”امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا تعارف“ کے مصنف مولانا عبید اللہ سندھی، ”موضیہ القرآن“ کے مصنف مولانا وحید الزماں، ”معارف القرآن“ کے مصنف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، ”تفسیر ماجدی“ کے مصنف مولانا عبدالماجد دریا آبادی، ”تفسیر بیان السجان“ کے مصنف مولانا عبدالدائم جلالی، ”کشف الرحمن“ کے مصنف سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، ”ترجمان القرآن“ کے بانی، مدیر مولانا ابومصلح سہسرای ثم حیدر آبادی، ”محاسن موضح قرآن“ کے مصنف مولانا اخلاق حسین قاسمی ماہنامہ ”میثاق“ کے مدیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور آخر میں ”ضمائر القرآن“ کے مصنف ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم فکر ولی الہمی کی روشنی میں تحریک رجوع الی القرآن کے پر جوش حامی و مبلغ تھے، آپ نے اپنی گرانقدر تصنیف ”ضمائر القرآن“ کی ابتداء شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معرکہ الآراء تصنیف ”الفوز الکبیر“ کے ایک اہم اقتباس سے کی ہے، جس سے آپ کی حضرت شاہ صاحب سے ذہنی و فکری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ نے بھی ولی الہمی روایت کے مطابق قرآن فہمی کی تحریک کو مضبوط و مستحکم کرنے کی خاطر درس قرآن کریم کا بھی اہتمام کیا، جس میں ارباب علم و تحقیق شریک ہوتے تھے، اور آپ کے بیان کردہ تفسیری نکات و حقائق سے مستفیض ہوتے تھے۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے اگرچہ تاریخ، ادب، اسلامیات اور دکنی ادبیات پر بہت کچھ لکھا ہے اور وہ سب ملک و بیرون ملک کے موقر جرائد و رسائل میں چھپے بھی ہیں، مگر آپ کی تحقیق و جستجو کا اصل میدان مطالعہ قرآن، اور درس قرآن ہی رہا ہے، اور یہی آپ کا اصل ذوق و مذاق تھا۔

آپ نے ”ضمائر القرآن“ کے علاوہ ”الاشباہ والنظائر فی القرآن الکریم“ اور ”قرآن میں الکاف تشبیہ“ جیسی اہم کتابیں تصنیف کیں ہیں، مگر یہ دونوں کتابیں اب تک زیور طباعت سے مزین نہ ہو سکیں ہیں، ان کے علاوہ ”قرآن مجید میں نبائی الفاظ“ اور ”قرآن مجید کی رجائیت انگیز آیتیں“ کے نام سے تحقیقی مقالات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

غرضیکہ ڈاکٹر خالدی مرحوم..... کوئی مجہول و گمنام شخصیت کا نام نہیں ہے، جن کا تعارف

کرایا جائے، آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عظیم اسلامی اسکالر، عربی ادب و لغات کے ماہر اور صاحب طرز ادیب تھے، نصف صدی تک علم و تحقیق کے مرد میدان رہے ہیں، آپ کم و بیش (۴۲،۴۰) اہم تحقیقی و تنقیدی کتابوں کے عظیم مصنف تھے، آپ کی بعض تحقیقی کتابیں ندوۃ المصنفین دلی اور انجمن ترقی اردو ہند جیسے مستند و معیاری اداروں سے چھپ چکی ہیں، اور ارباب علم و ادب کے حلقوں میں مقبول ہو چکی ہیں، مولانا عبدالماجد آبادی، مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ بھی آپ کے تحقیقی ذوق و تبحر علمی سے متاثر تھے۔

پس نظر کتاب ”ضمائر القرآن“ دراصل اس کا موضوع قرآنیات بھی ہے اور عربی ادب کے قواعد و نحو صرف بھی ہے۔

قرآن کریم کی بعض ضمیر والی آیات کے معانی و مفاہیم کا تعین کتنا مشکل امر ہے جسے ترجمہ و تفسیر سے دلچسپی و شغف رکھنے والے اصحاب علم و فضل ہی جانتے ہیں کہ جب تک آیات میں استعمال ضمائر اور ان کے سیاق و سباق کا صحیح علم نہ ہو تو مقاصد تک رسائی بہت مشکل ہوتی ہے، بلکہ اکثر مفہوم ہی غلط ہو جاتا ہے، قرآنی آیات کے صحیح فہم و ادراک اور ان کو اپنے مقاصد پر باقی رکھنا ایمان کا حصہ ہے، اور ان میں ادنیٰ تساہل موجب سزا ہے۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم نے ضمائر اور مراجع کی تعیین میں معتبر عربی کتب تفسیر سے مراجعت کی ہے، بڑی عرق ریزی، جگر کاوی اور وقت نظر و وسعت مطالعہ سے اصل منشاء خداوندی تک پہنچنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے، اور اپنی طرف سے کوئی رائے دینے کے بجائے قدیم تراجم و تفاسیر ہی پر انحصار کیا ہے، البتہ بعض بعض مقامات پر مراجع کی تعیین میں جو بعض مترجمین و مفسرین کی طرف سے بے جا تکلف سے کام لیا گیا ہے، اس پر موصوف نے علمی انداز میں تنقیدیں کی ہیں، اور وہ با وزن تنقیدیں ہیں۔

مرحوم نے اگرچہ ”دیباچہ“ میں ازراہ عجز و انکسار تحریر فرمایا کہ یہ مقالہ مولوی یا اس سے اونچے درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس تحقیقی کتاب سے علماء اور اساتذہ فن ہی بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں، کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے اس کتاب کو کما حقہ سمجھنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، چونکہ فاضل مصنف نے عموماً ایک ایک ضمیر کے مراجع کے سلسلہ میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں، اور ان اقوال میں جو لطیف معنوی فرق ہے، اس کو واضح

کرنے میں بڑی تفسیری گہرائی و گیرائی کا ثبوت دیا ہے۔

اسی طرح موصوف نے لغات القرآن کی تحقیق میں بھی اپنی غیر معمولی عربی دانی اور تبحر علمی کا ثبوت دیا ہے، میں نے یہ بات یوں ہی نہیں بیان کی ہے، بلکہ مجھے مصنف کے بیان کردہ بعض الفاظ کی تذکیر و تانیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق عربی قواعد میں اور عربی محاورات کی کتابوں سے رجوع کے دوران اندازہ ہوا کہ مصنف ضمائ القرآن نے قرآنی الفاظ کی تذکیر و تانیث کی تعیین کے باب میں کوئی دعویٰ بلا دلیل نہیں کیا ہے، بلکہ آپ کی تحقیق و جستجو کی پشت پر مضبوط دلیل اور برہان قاطع موجود ہے۔

میں نے لفظ ”امۃ“ اور لفظ ”ذہب“ کی تحقیق کے دوران مصنف کی دقت نظری کو شدت سے محسوس کیا، جس کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے، اسی طرح لفظ ”ضیف“ کے متعلق مصنف کی رائے بالکل صائب و درست ہے، اور قواعد میں اور عربی محاورات آپ کی رائے کے موید ہیں۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے ضمائ اور ان کے مراجع کے تعیین کے بعد ”توضیح“، ”انتباہ“ اور ”تشریح“ کے عنوانات سے آیات کی تشریحات و توضیحات بیان کیں ہیں، اور ان آیات قرآنی کی تفسیری توضیحات و تشریحات کے بیان میں، مشہور اردو تراجم و تفاسیر میں تفسیر عثمانی (ترجمہ حضرت شیخ الہند محمود حسن) ترجمان القرآن (مولانا ابوالکلام آزاد) ترجمہ فتح الحمید (مولانا فتح محمد جالندھری) تفہیم القرآن (سید ابوالاعلیٰ مودودی) اور تفسیر ماجدی (مولانا عبدالماجد دریا آبادی) سے بھرپور استفادہ کیا ہے، اس اعتبار سے مجموعی طور پر یہ کتاب اپنے موضوع اور فن میں منفرد اور مستند کتاب ہو گئی ہے، میری ناقص رائے میں اردو زبان میں ضمائ القرآن کے موضوع پر یہ واحد کتاب ہے، جو ماخذ و مصادر کی حیثیت سے آئندہ امت کو کام آئے گی۔

”ضمائ القرآن“ کی فنی اہمیت و افادیت کے پیش نظر یہ معرکتہ الاراء تصنیف، ”شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ“ نئی دہلی کے زیر اہتمام شائع کی جا رہی ہے، ”شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ“ نئی دہلی کے قیام کے مقاصد و اہداف میں ایک اہم مقصد قرآنیات کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت و ترویج بھی ہے۔

اسی عظیم مقصد سے یہ مستند و معتبر کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔
بڑی ناسپاسی ہوگی کہ اگر میں اپنے کرم فرما اور علوم قرآنی سے دلچسپی رکھنے والے

بزرگ سائنس دان ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کی وساطت سے ضمائر القرآن کو بغور پڑھنے کا موقع ملا، اور ان ہی کی فرمائش پر مصنف علام کے لائق و فائق اور سعادت مند صاحبزادے ڈاکٹر عمر خالدی صاحب (جنہیں، میں نے اپنی تصنیف سے زیادہ اپنے والد مرحوم کی تصانیف کی اشاعت و ترویج کے لئے فکر مند پایا ہے) سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اگرچہ ڈاکٹر عمر خالدی صاحب پہلے سے میری کتابوں کے حوالے سے مجھ سے واقف تھے، مگر میں ان سے ناواقف تھا، انہوں نے پہلی ملاقات ہی میں ایسی محبت آمیز گفتگو کی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں برسوں سے ان سے آشنا تھا۔

انہوں نے بھی ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب کی طرح اس کتاب کی اشاعت پر زور دیا، میں ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکا، پھر تو انہوں نے فون اور خطوط کے ذریعہ سے اس قدر تقاضا کیا کہ میں نے ان کے مسلسل تقاضوں سے مجبور ہو کر ”ضمائر القرآن“ کی تصحیح، تنقیح اور تعلیق کا کام شروع کر دیا، مگر یہ کام کافی محنت طلب اور وقت طلب تھا۔

میں، حضرت مولانا عمید الزماں کیرانوی صاحب مرتب ”القاموس الوحید“ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے لغات کی تحقیق میں بھرپور تعاون کیا اور اپنی ذاتی لائبریری سے عربی لغات کی کتابیں عنایت فرمائیں۔

مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اگر برادر محترم مولانا مفتی احمد نادر القاسمی صاحب کی معاونت شامل نہ ہوتی تو اتنی جلدی اس کی اشاعت ممکن نہ ہوتی، میں ان کا بھی صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، میں اپنے عزیز مولوی تبریز عالم قاسمی کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی محنت و لگن اور باریک بینی سے قرآنی آیات کی کمپوزنگ کی ہے۔

آخر میں میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اور امت کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

عطاء الرحمن قاسمی

چیمبر مین

بتاریخ ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ

ڈی ۳۳، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی۔

کچھ مصنف کے بارے میں

ہمیں بہت کم خاندان ایسے ملیں گے جن کو اپنی سابقہ تین چار پشتوں سے زیادہ کی معلومات ہوں، پچھلی تین چار پشتوں سے متعلق بھی بعض کو صرف ناموں ہی کا علم ہوتا ہے، ان کے پیٹے، مشاغل اور دیگر احوال سے واقفیت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، ہر چند کہ بعض کے یہاں تحریری طور پر یا سینہ بہ سینہ سلسلہ نسب کی مکمل معلومات محفوظ ہوں، بہر حال زیادہ تفصیلات میں گئے بغیر محترم خالدی مرحوم کے آباء و اجداد کے بارے میں اس حد تک علم ہے کہ وہ لوگ چودھویں صدی عیسوی میں محمد بن تغلق کے عہد میں چودہ سو پالیکیوں کے ساتھ دکن کا رخ کئے تھے، اور اکثر کا تعلق اہل سیف سے تھا، چنانچہ نواب ناصر الدولہ (۱۸۲۹ء، ۱۸۵۷ء) کے دور میں آپ کے جد اعلیٰ عبداللہ حیدر خان فوج میں سلخ دار تھے، کسی وجہ سے انہوں نے فوج کی ملازمت ترک کر دی، اور اس واقعہ سے اہل خاندان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، عبداللہ حیدر خان کے بیٹے حسین خان تھے، اور حسین خان کے لڑکے کا نام محمد علی تھا، جو سیاہ فام ہونے کی وجہ سے کلکن خان یا کالے خان کے نام سے مشہور ہوئے، ان کا پیشہ تجارت تھا، جو کچھ پونجی کمائی تھی اس سے حج کے لئے روانہ ہو گئے، ۱۸۶۰ء میں حج سے واپس ہونے کے بعد کاروبار چھوڑ دیئے اور توکل کی زندگی بسر کرنے لگے، عزیز واقارب، دوست، احباب حاجی صاحب یا کالے شاہ کے نام سے پکارتے تھے، کالے شاہ کے ددڑ کے تھے، ایک کا نام محمد حسین خان تھا، اور دوسرے کا احمد خان، یہی محمد حسین خان میرے دادا تھے، جنہوں نے اپنے بڑے کنبے کی پرورش اور گزر بسر

کے لئے جلو خانہ سے قریب لارڈ بازار (چار مینار) میں ایک چھوٹی سی دکان کھول رکھی تھی، ان کے ذکور و اناث ملا کر چودہ بچے، جن میں آٹھ بچے خوراک کی کمی یا طبی سہولتوں کی عدم موجودگی کے باعث پیدا ہوتے ہی، اور بعض شیر خواری ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، بقید حیات سلامت رہنے والوں میں ترتیب وار غلام محی الدین (خوشنویس سنٹرل ریکارڈ آفس) محمد سیف الدین عرف غلام غوث خان ان کے بعد محمد شرف الدین اور غلام محمد، درمیان میں دو بہنیں تھیں تھوڑی سی عمر یا کرا انتقال کر گئیں۔

یہ تھے میرے والد مرحوم۔ ان کا نام محمد شرف الدین حیدر آباد کے مشہور ولی اللہ حضرت بابا شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۶ھ) سے ان کے والدین کی عقیدت پر رکھا گیا، ان کی درگاہ پہاڑی شریف کے نام سے مشہور ہے، اور حیدر آباد شہر کے جنوب میں ایک اونچی پہاڑی پر واقع ہے۔

گوکہ ان کا نام محمد شرف الدین رکھا گیا تھا، لیکن وہ بعد میں ابوالنصر محمد خالدی کے نام سے مشہور ہوئے، نام کی اس تبدیلی کی داستان بھی دلچسپ ہے، جو آگے آئے گی، حال حال تک ہمارے ملک میں عموماً اور متوسط اور غریب خاندانوں میں خصوصاً باضابطہ تاریخ پیدائش درج نہیں کی جاتی تھی، زیادہ سے زیادہ قمری ہجری مہینے کی تاریخ یاد رکھی جاتی تھی۔ ہمارے یہاں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ میرے والد کو اپنا سن پیدائش معلوم نہ تھا۔ ایک بار انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کے والد، یعنی ہمارے دادا کا خیال تھا کہ وہ طغیانی موسیٰ ندی ۱۹۰۸ء میں جو ماہ ستمبر میں آئی تھی اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی، اس حساب سے وہ غالباً ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ لیکن بعد کی تعلیمی اسناد میں سن ولادت ۱۹۱۶ء درج ہو گیا یا کر دیا گیا۔

میرے والد کی ابتدائی تعلیم مقامی درس گاہ میں ہوئی، رضاعی خالو رحیم الدین مرحوم سے اتنی اردو سیکھ لی تھی کہ فارسی شروع کرنے کے قابل ہو گئے، درجہ ہفتم کے فارسی نصاب کی حد تک استعداد پیدا کر لی، پھر مدرسہ دارالعلوم میں شریک ہوئے جہاں سے ۱۹۲۸ء میں میٹرک کیا۔ پھر ۱۹۳۴ء میں جامعہ عثمانیہ سے بی، اے کی ڈگری لی، اس کے دو سال بعد ۱۹۳۶ء میں تاریخ

اسلام میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر لی۔

زمانہ طالب علمی، والد مرحوم نے حیدر آباد کے علماء، صوفیاء اور شعراء اور ادباء کی صحبت میں گزارا، ان کی اردو، عربی، فارسی اور اسلامیات سے شغف اور مطالعہ کا ذوق دیکھتے ہوئے مشہور شاعر حضرت صفی اورنگ آبادی مرحوم نے ان کو ابوالنصر کا خطاب دیا۔ اسی کنیت کی نسبت سے احباب ”فارابی“ پکارنے لگے، آگے چل کر جامعہ عثمانیہ کے ایک استاد نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی نسبت سے ”خالدی“ کے خطاب سے نوازا، خصوصاً اس وجہ سے کہ والد مرحوم کو تاریخ اسلام سے گہری دلچسپی تھی۔ ۱۹۳۹ء میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ملازمت مل گئی جو بعد میں شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ میں منتقل کر دی گئی، میرے والد مرحوم جولائی ۱۹۴۶ء میں تعلیمی وظیفہ پر قاہرہ کی مشہور یونیورسٹی ”جامعہ فواد لاؤل“ میں داخل ہوئے، جہاں سے انہوں نے ۱۹۴۹ء میں ڈی، لٹ یعنی دکتورا لاداب کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد وہ حیدر آباد لوٹے اور جامعہ عثمانیہ میں اپنے عہدہ پر فائز ہو گئے۔

تاریخ ہندو دکن، تاریخ اسلام، دکنی زبان و ادب اور قرآنیات وغیرہ آپ کی دلچسپی کے موضوعات تھے، آپ کے مضامین و مقالات علمی جرائد و رسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے، آپ کی مطبوعہ کتابیں ۳۰ تھیں ہیں، ان کے علاوہ غیر مطبوعہ کتابیں ۱۲ ہیں، ان مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست میری مرتبہ کتاب شمع فروزاں (حیدر آباد: عربی اینڈ سنس، ۱۹۹۲ء) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

والد مرحوم جامعہ عثمانیہ سے سن ۱۹۷۶ء میں تدریسی خدمات سے سبکدوش ہوئے، وظیفہ کے بعد بابا کی تمام دلچسپیاں مطالعہ قرآن پر ہی مرکوز ہو گئیں، باوجود خرابی صحت اور ضعیف العمری وہ قرآنیات کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے، اور قرآنیات سے متعلق نئی کتابوں کے متلاشی رہتے تھے۔ ان کی وہ تصانیف جو ان کی حیات میں چھپ نہ سکیں اس میں سرفہرست ”الاشاہ والنظار فی القرآن الکریم اور ضمائر القرآن“ شامل ہیں۔

میرے والد کا آخری خط جو میرے نام انہوں نے لکھا تھا وہ ان کے آخری دنوں کی

دلچسپی کا صحیح غماز ہے، انہوں نے کہا ہے:

اللہ کا احسان ہے تمہارے توسط سے ایک تمنا بر آئی، کل ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۵ء الجمان
(ایک عربی کتاب کا عنوان) کا نسخہ ملا، جزاک اللہ فی الدارين، اللہم اجعل عبدک
نصر اللہ عمر من الصالحین الأخیار! انشاء اللہ ذرا اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو جاؤں تو
قرآن فہمی میں مدد و معاون ایک اور تالیف تیار ہو جائے گی، اللہ قبول فرمائے۔

والسلام

محمد خالدی

خط لکھنے کے پانچ روز بعد ان کی وفات ۳ نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی، والد مرحوم کی وصیت
پر عمل کرتے ہوئے میں نے ان کی کتاب ضائر القرآن ۱۹۰ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں انجمن تارنخ
حیدرآباد اور اسلامک اکیڈمی، نئی دہلی سے شائع کی، لیکن مطبع نے چھپائی میں اتنی غلطیاں کیں کہ
کتاب کو اغلاط کے ساتھ اور وہ بھی قرآنی آیات کی غلطیوں کے ساتھ منظر عام پر لانا مناسب نہ
سمجھا، ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کی اعانت سے مولانا عطاء الرحمن قاسمی صاحب سے
ملاقات ہوئی، حضرت مولانا عطاء الرحمن قاسمی فاضل دیوبند ہیں، یہ ان کی مہربانی اور لطف و کرم
سے کتاب کی مکمل تصحیح ہوئی اور اب آپ کے سامنے ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ ڈاکٹر قریشی اور مولانا عطاء الرحمن قاسمی کی کوششیں
ثمر آور ہوئیں، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو اجر عظیم عطا کرے۔

ڈاکٹر عمر خالدی

۷ ستمبر ۲۰۰۲ء

دیباچہ

قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو یہ آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی ہدایت زبان و مکان سے محدود نہیں، یہ ہر انسان کے لئے ہے، اور مطالعہ کرنے سے پہلے یہ تو معلوم ہی تھا کہ قرآن عربی زبان میں ہے، اس لئے اس کے معنویات و مندرجات کا مفہوم و مطلب کا حصہ سمجھنے اور ان کے معنی متعین کرنے کے لئے عربی زبان و ادب سے واقفیت ناگزیر ہے، ظاہر ہے، کہ ”قرآنا عربیا“ کے ”غیر ذی عوج“ معنی و مفہوم و مطلب کا دار و مدار اہل عرب کے طریقہ تکلم کے مطابق ہونا چاہئے۔

جو لوگ قرآن کو ”تنزیل العزیز الرحیم“ مانتے ہیں، ان کے ایمان اور اس پر مبنی دستور العمل کی پہلی اور بنیادی کتاب قرآن ہی ہو سکتی ہے اور چودہ سو سال سے فی الواقع رہی بھی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ اختلاف احوال و ظروف کے لحاظ سے کسی دستور کی تشریح و تعبیر کا میدان خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ بہر حال دستور کی زبان اس کے الفاظ اس کے جملوں، اس کے محاوروں اور اس کے اسلوب سے محدود ہی رہے گا۔

عرب جس فنی بیان سے بخوبی واقف تھے وہ صرف رجز و شعر تھا، کائنات کے کچھ ابہامی فقرات یا خطیبوں کے چند حکیمانہ جملوں کی ان کی تہذیبی زندگی میں کوئی قابل لحاظ حیثیت نہیں تھی، دوران تنزیل کے ایک ناقد عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے قرآن کی قدر کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرتے ہوئے کہا تھا: ”واللہ ما ہو بالشعر ولا بالسحر ولا بالکھانۃ۔“

قرآن کریم کے طریقہ بیان اور اس کے طرزِ مخاطب کے سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے: ”قرآن مجید کو ابواب و فصول میں اس طرح مرتب نہیں کیا گیا ہے کہ ہر سمت ایک جداگانہ باب یا فصل میں بیان کیا جاتا، قرآن کو ہم کو مکتوبات کے مجموعہ کی طرح فرض کرنا چاہئے جس طرح کہ بادشاہ اپنی رعایا کو وقت کی ضرورت کے مطابق ایک فرمان لکھتا ہے، اس کے بعد دوسرا، پھر تیسرا، تا آنکہ کئی فرامین جمع ہو جاتے ہیں، اور کوئی شخص ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کرتا ہے، چونکہ سورتوں کا اسلوب شاہی فرامین کے طریقے سے پوری مناسبت رکھتا تھا، اس لئے سورتوں میں بھی اسی طریقہ کی رعایت رکھی گئی ہے، جس طرح بعض مکتوب خدا کی حمد سے شروع کئے جاتے ہیں، بعض غرض کے بیان سے، بعض کا تب یا مکتوب الیہ کے نام سے اور بعض رقعے اور مشقِ عنوان کے ہوتے ہیں، بعض طویل اور بعض قصیر ہوتے ہیں، اسی لئے بعض سورتیں اسی طرح کی ہیں“ (الفوز الکبیر، تیسرا باب)۔

قرآن کے اس فرمانی، خطیبانہ، تقریری اسلوب بیان کی ایک خصوصیت یہ ہے: ”اخلاقی ہدایتیں، شرعی احکام، دعوت، نصیحت، عبرت، تنبیہ، ملامت، بشارت، تسلی، دلائل و شواہد، تاریخ قصے اور آثار کائنات کی طرف اشارے بار بار ایک دوسرے کے بعد آرہے ہیں، ایک ہی مضمون مختلف طریقوں سے مختلف پیرایوں میں بار بار دہرایا جاتا ہے، ایک مضمون کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اچانک شروع ہو جاتا ہے، بلکہ ایک مضمون کے بیچ میں دوسرا مضمون یکا یک آ جاتا ہے، مخاطب اور متکلم بار بار بدلتے ہیں، اور خطاب کا رخ رہ رہ کر مختلف سمتوں میں پھرتا رہتا ہے“۔ (تفہیم القرآن کے مقدمہ کا اقتباس)۔

”چینی یا آریائی زبانیں بولنے والوں کے لئے ایک مسامی عربی زبان کی اشتقاقی و اعرابی (نحوی) دشواریوں سے قطع نظر قرآن کے محاضراتی، مکالماتی، خطیبانہ انداز بیان میں خبروں کا انتشار معمولی دشواری نہیں ہے، حال یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں کئی کئی

خبریں واحد و جمع یا مونث و مذکر اس طرح آجاتی ہیں کہ مراجع کی تلاش بامعان نظر ہی معلوم ہو سکتی ہے، حد و انتہا یہ کہ: ایک ہی آیت بلکہ جزء، آیت کے انداز ایک ہی خبر کا مراجع ابھی کچھ تھا، ابھی کچھ اور ہو گیا۔“ (تفسیر ماجدی کے افتتاحیہ سے)۔

قرآن کے معربوں اور مفسروں نے مدرسوں کی مشکلیں آسان کرنے کے لئے جو غیر معمولی قابل رشک کوششیں کی ہیں، ان میں خبروں کے مراجع کی توجیہ بھی شامل ہے، ان بزرگوں نے جہاں کسی خبر کے مراجع میں اختلاف ہو سکتا تھا وہاں اس کی تشریح کی ہے، لکھا ہے کہ: ابو بکر محمد بن القاسم (۴-۹-۱۲-۳۴۷) جیسے مصنف جنہوں نے ”کتا بانی تعیین الضمائر الواقعة فی القرآن“، جیسی کتاب لکھی (افسوس ہے کہ یہ کتاب اب قابل حصول نہیں رہی)۔

قرآن کی تدریس میں ان مضامین کے سیاہ کرنے والے کو بھی وہ دشواریاں پیش آئیں جو اس جیسے کم سواد مشائقین قرآن کو پیش آتی ہیں، از آں جملہ خبروں کے مراجع کی توجیہ بھی تھی اس لئے آئندہ اوراق میں آئی ہوئی صرف ان چند ہی خبروں کے مراجع کی وضاحت کی گئی ہے جہاں ان کے تعیین میں ایک سے زائد اقوال ہیں۔

یہ مقالہ مولوی یا اس سے اونچے درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، اس کے مخاطب وہ لوگ بھی نہیں جو ابن الحاجب (م-۶۶۶ھ) مع شروح و حواشی در سنا در ساپڑھے ہیں۔

یہ مقالہ عبداللہ اسامہ سلمہ، نصر اللہ عمر سلمہ اور ان جیسے جدید تعلیم پانے والوں کے لئے ہے جو عربی سے نا آشنا نہیں اور قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے وقت ضرورت عربی طریقہ تکلم جاننے کے لئے رائٹ کی عربک گرامر سے مدد لیتے ہیں۔

جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ معنی میری تصنیف تو ہے ہی نہیں، اپنی تالیف کہنا بھی غالباً درست نہیں، صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجموعہ بالا موضوع کے سلسلہ میں پچھلے بزرگوں نے جو کچھ کوشش کی تھی ان میں سے چند کے نتائج اپنی دکنہی (عثمانی) اردو میں یکجا

کر دیئے ہیں، اس پر کچھ اضافہ نہیں کر سکا، البتہ جس مقام پر میں کسی تاویل سے اتفاق نہ کر سکا جہاں کوئی توجیہ قرین صحت نہیں معلوم ہوئی وہاں مجھے اپنا خیال ظاہر نہ کرنا دیانت کے خلاف نظر آیا۔

یوں بھی کسی زبان کے اعلیٰ فنی ادب پارہ کا دوسری زبان میں منتقل ہونا ناممکن ہوتا ہے، چہ جائیکہ ”تنزیل رب العالمین“ کا ترجمہ، رہی ترجمانی سوا حقرا اس کا اہل بالکل ہی نہیں، اپنی معمولی سمجھ کے مطابق زیر غور آیتوں کی صرف وضاحت کی ہے، اللہ خطا بخشنے والا ہے، کیا عجب کہ وہی اس عاجز کے قصوروں کی اصلاح و تلافی کے لئے کسی صالح تر شخص کو منتخب کر لے۔

سید رضا علی مرحوم کے فرزند جناب سید محمود علی صاحب نے ازراہ کرم اس مسودہ پر تنقیدی نظر ڈالی اور مفید مشورے دیئے، ”جزاه اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرة“ لیکن جو نقص رہ گیا ہو اس کی ذمہ داری اس عاجز کے سر رہے گی، والکمال للہ۔
احقر کے آدھوں آدھ شریک کار کی حیثیت تو ایسی ہے جو مدتوں پہلے ایک عرب بھائی نے بیان کی تھی:

وإنا وإیامعاً کر جلی نعامة علی کل حال من غنی وفقیر

ایسے ساتھی کی شکر گزاری سے زبان قاصر ہے، اس موقع پر فرمودہ رسول اللہ ﷺ بے اختیار یاد آجاتا ہے: ”الدنیا متاعٌ وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة“ (مسلم۔
۶۴/۱) والحمد للہ أولاً و آخراً۔

ابوالنصر محمد خالدی

جمادی الآخر ۱۳۰۰ اپریل ۱۹۸۳ء

۱- فاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مَلِكِ
یَوْمِ الدِّیْنِ، اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ، غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ“ (۶۲۱)۔

سب ستائش (یا سب شکر) اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے، وہ
بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، خدا یا ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں، اور
تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم سب کو سیدھا راستہ بتا ان لوگوں کا راستہ جن کو تو نے اپنی نعمت سے
نوازا، نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہو گئے۔

الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ: سے مراد یہود ہیں۔

الضَّالِّیْنَ: سے مراد نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کی تقدیر کلام غیر صراط المغضوب علیہم بھی سمجھی گئی ہے، صرف
مضاف الیہ بیان کیا گیا اور مضاف محذوف ہے، عربی ادب و انشاء میں حذف موصوف و حذف
مضاف کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔

۲- بقرہ

”يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ، كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا..... الخ (۲۰)“
”كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ“

ضوء، ن، ضو، وضاء، وضوء (بفتح ن) وضياء۔ روشن ہونا۔

باب افعال: ”أَضَاءَ“ یہ ان افعال میں سے ہے جو اپنے مجرد سے لازم ہونے میں موافقت رکھتا اور متعدی بھی مستعمل ہے، باب افعال کبھی لازم استعمال ہوتا ہے اور کبھی متعدی، صرف متعدی ہی نہیں۔

الف۔ أضاء لازم ہو تو ”فيه في البرق أي في ضوء البرق“ تقدیر ہوگی:
”كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِّينَ مَشَوْا فِيهِ أَي فِي ضَوْءِ الْبَرْقِ“

توضیح:

قریب ہے کہ بجلی کی چمک کافروں، مشرکوں اور منافقوں کی بصارت اچک لے جائے، جب کبھی ان لوگوں پر بجلی چمکتی ہے تو وہ اس بجلی کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو حیران و پریشان کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

اور اگر خدا چاہتا تو ان کے کانوں کی سنوائی اور آنکھوں کی بینائی دونوں کو زائل

کر دیتا بلاشبہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

ب۔ اَضَاء۔ متعدی ہو تو تقدیر ہوگی:

”كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِّينَ الطَّرِيقَ مَشَوْا فِي الطَّرِيقِ“

اس صورت میں ”اَضَاء“ کا مفعول محذوف سمجھا جائے گا، یعنی ”فیہ، فی الطریق“۔

توضیح:

قریب ہے..... جب کبھی گم کردہ راہ لوگوں کے لئے بجلی نے راستہ روشن کیا تو وہ اس راستہ پر چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو اٹخ۔

● ”وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ“ (۲۳)۔

الف۔ مِّنْ مِّثْلِهِ = مِّنْ مِثْلِ مَا نَزَّلْنَا الْخ ”مِّنْ“، بعضیہ، ”ما“ مصدریہ۔

توضیح:

اگر تم کو اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے کچھ شبہ ہو تو اس جیسا کلام خواہ ایک آدھ سورت ہی سہی تم بھی بنا لاؤ۔

اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ب۔ مِثْلِهِ مثل عبدنا، محمد، ضمیر سے قریب ترین اسم من ابتداء یہ۔

تقدیر: ابتداء فی الاتیان بالسورة من مثل محمد

ہمارے بندہ محمد جیسا کوئی اور شخص پیش کر سکتے ہو تو پیش کر دو ایسا کلام سنائے جو محمد ﷺ سناتے ہیں۔

ج۔ مِثْلِهِ = مثل التورۃ والإنجیل

تقدیر: فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ كِتَابِ مِثْلِهِ، فَإِنَّهَا تَصَدِّقُ مَا فِيهِ

”مِنْ“ بعضیہ، مطلب یہ کہ قرآن جیسی کتاب، انجیل یا تورات کی کوئی آیت لے آؤ وہ اس قرآن کی تصدیق کرے گی جو ہم نے محمد ﷺ پر اتارا ہے۔

یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے، ابوالبقا عبد اللہ العکمری (م ۶۱۶) نے لکھا ہے: ہو سکتا ہے کہ زیر غور ضمیر کا مرجع انداد ہو، یہ لفظ اس آیت سے پہلے کی آیت میں آیا ہے..... (فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اُنْدَادًا۔ الخ)۔

انداد۔ بصیغہ جمع ہے، لیکن اس وزن کے الفاظ بطور اسم جنس آتے ہیں، اس لئے ضمیر واحد ہے۔

عکمری کی یہ توجیہ قابل توجہ ہوتی اگر زیر غور ضمیر کا مرجع اس آیت میں نہ ہو تا یا موجود تو ہوتا مگر ایسے مرجع سے معنی میں کوئی پیچیدگی یا دشواری پیدا ہو جاتی۔ اس توجیہ کا شمار دراصل معبر میں قرآن کی ان توجیہوں میں ہے جن کا مقصد وہ حد بتا دینا ہے جہاں تک ایک مفسر جاسکتا ہے۔

● ”وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ، كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِه مُتَشَابِهًا“۔ الخ (۲۵)۔
 بہ۔ بالرزق الذی ہو من الثمار۔

توضیح:

اور اے پیغمبر جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں انہیں خوشخبری دیدو کہ ان کے لئے گھنے باغ ہیں جن میں نہریں بہتی ہوں گی جب انہیں ان باغوں سے کسی قسم کا میوہ کھانے دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ تو دیا ہی ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دیا گیا تھا اور ان کو باغ کی پیداوار سے ہم شکل روزی دی جائے گی۔

جنت میں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيَى أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا،
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ
كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا
وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا، وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ“ (۲۶)۔

اللہ اس سے ذرا نہیں شرماتا کہ مثال بیان کرے پھر تک کی یا (چھوٹے ہونے میں)
اس سے بھی بڑھ کر (کسی اور چیز کی) سو جو لوگ ایمان لائے وہ تو یہی سمجھیں گے کہ وہ (مثال)
یقیناً حق ہے، ان کے پروردگار کی جانب سے، البتہ جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ
یہی کہتے رہیں گے کہ اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب تھا، گمراہ بھی کرتا ہے، بہت سوں کو اس سے،
اور راہ بھی دکھاتا ہے بہت سوں کو اس سے، ہاں وہ گمراہ کسی کو (بھی) اس سے نہیں کرتا۔ بجز بے حکمی
کرنے والوں کے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ ”أَنَّهُ الْحَقُّ“ = ”أَنَّ الْمَثَلَ حَقٌّ“۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے جو مثال بیان کی ہے وہ ٹھیک ہے، اس مثال
میں کوئی بات ناٹھیک نہیں ہے۔

ب۔ ”أَنَّهُ“ ان ضرب المثل: یعنی بخلاف مضاف۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثال بیان کرنا ٹھیک ہے، مثال بیان کرنے
میں کوئی بات ناٹھ۔

ج۔ ”أَنَّهُ“ = ”أَنَّ الاستحياء“۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثال بیان کرتے نہ شرماتا ٹھیک ہے، اس میں
شرمانے کی کوئی بات نہیں۔

د۔ ”أَنَّهُ“ = ”أَنَّ القرآن“۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ قرآن حق ہے باطل نہیں ہے۔

ج، د، قرین قیاس نہیں معلوم ہوتے، الف بہت واضح ہے۔

الف۔ ”يُضِلُّ بِهِ، يَهْدِي بِهِ“ مَا يُضِلُّ بِهِ تِنُوهَا جُكْ ضَمِيرٌ مَجْرُورٌ مُتَّصِلٌ كَامِرَجٍ

حسب سابق ”الف“ یعنی المثل۔ یا ”ب“ یعنی بخذف مضاف، يُضِلُّ بضرب المثل
یہدی بضرب المثل، مَا يُضِلُّ بضرب المثل۔

اللہ کی ضرب المثل بہت سوں کے لئے گمراہی کا اور بہت سوں کے لئے راہنمائی کا
سبب بنتی ہے، اللہ کا ضرب المثل بیان کرتا فاسقوں ہی کے لئے گمراہی کا سبب ہے۔

ب۔ يُضِلُّ بِهِ = يُضِلُّ بالكفر = يَهْدِي بِهِ = يَهْدِي بالتصديق مَا يُضِلُّ
بضرب المثل احدا۔

تقدیر: ”يُضِلُّ اللَّهُ بِالْكَفْرِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِالْإِيمَانِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ
بِضَرْبِ الْمَثَلِ أَحَدًا وَلَكِنْ يُضِلُّ بِهِ النَّاسَ“۔

اللہ بہت سوں کو تو ان کے انکار کی وجہ سے گمراہ کرتا ہے اور بہت ساروں کو ان
کے ایمان کی وجہ سے راہ راست دکھاتا ہے، اللہ بجز فاسقوں کے کسی اور کو اپنی بیان کی ہوئی
مثال سے گمراہ نہیں کرتا۔

زور بیان سے اس مذہب کی تائید ہوتی ہے، لیکن ضماائر کے اختلاف سے کلام
گنجلک ہو جاتا ہے، اور عربی مبین کا تقاضا ہے کہ:

”إِذَا كَانَ جَعَلَ الضَّمَائِرَ الْمُنَاسِبَةَ عَائِدَةً إِلَى وَاحِدٍ، وَالْمَعْنَى فِيهَا جَيِّدٌ
صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ كَانَ أَوْلَىٰ مِنْ جَعْلِهَا مُتَنَافِرَةً“۔

اگر کسی جملہ میں ایک ہی قسم کی ضمیر کئی بار آئے اور ان سب کا مرجع ایک ہی اسم
لینے سے معنی میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو تو ایسی توجیہ و تخریج بہتر ہے، اس لئے کہ ایک ہی قسم کی
ضمیروں کے مختلف مراجع لئے جائیں تو کلام میں ابہام آ جاتا ہے، اور روانی میں رکاوٹ
ہوتی ہے، ایسی رکاوٹ یا ایسا ابہام کلام مبین میں خرابی پیدا کر دیتا ہے۔

● ”الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ
اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُونَ“ (۲۷)۔

”مِثَاقِهِ“=مِثَاقِ عَهْدِ اللَّهِ۔

توضیح:

یہ لوگ اللہ کے پیمان کو مضبوط باندھ لینے کے بعد اس پیمان کو توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے، اس کو توڑ دیتے ہیں، اور زمین میں خرابی کرتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

انتباہ:

یہاں اس ضمیر کا لفظ ”جلالہ“^(۱) کی طرف راجع ہونا غلط نہ سہی لیکن اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتا، لفظ ”جلالہ“ یہاں مضاف الیہ ہے، مضاف الیہ کی طرف ضمیر عموماً اس صورت میں راجع ہوتی ہے، جب کہ مضاف الیہ اپنے مضاف کی خبر ہو، خواہ حقیقتاً یا حکماً، جیسے ورق الشجر، ذنب القرد، يد الغلام، یا شفا حفرة یا قرینہ لفظی و معنوی واضح ہو۔
آخر الذکر ضابطہ کی صرف تین مثالیں بطور نمونہ یہ ہیں:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۳۹)۔

”فِيهَا“= فی النار۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۸۲)۔

”فِيهَا“= فی الجنة۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الْاٰلِیْنَ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ (۱۳۰)۔

”اِنَّهٗ“= اِنْ اِبْرٰهٖمَ۔

(۱) فاضل معنی کی عبارت میں لفظ ”جلالہ“ سے مراد ”اللہ“ ہے، جیسا کہ ”اللہ“ آیت بالا میں مذکور ہے، اسی طرح دوسرے لفظ ”جلالہ“ سے بھی مراد ”اللہ“ ہی ہے (قاضی)۔

”كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ
يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ (۲۸)۔
الف۔ ”اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُونَ۔

توضیح:

کافرو! تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اللہ نے تم کو جان بخشی، پھر اللہ ہی تم کو مارتا ہے، پھر اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا اور پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (فتح محمد، باظہار اسم)۔

ب۔ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ = اِلَى الْاَحْيَاءِ تُرْجَعُونَ۔ یہ مفہوم ”يُحْيِيكُمْ“ سے واضح ہے۔

تم خدا کا..... زندہ کرے گا پھر تم اس زندگی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے جو ابدی ہے۔

ج۔ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ = اِلَى الْجَزَاءِ تُرْجَعُونَ، یہ مفہوم روز قیامت کے بیان سے

ہویدا ہے۔

مطلب یہ کہ..... اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اپنے اعمال کے نتیجے کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے۔

د۔ ”اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = اِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي يَتَوَلَّى اللّٰهُ الْحَكَمَ بَيْنَكُمْ فِيهِ۔

تم خدا کا..... زندہ کرے گا پھر تمہیں اس جگہ جمع ہونا ہے جہاں اللہ تمہارے اعمال کا حساب کرے گا۔

ان میں پہلی صورت (الف) اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، بلحاظ نحو، ب،

ج، و، د کی گنجائش ہے۔

”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى

اِلَى السَّمٰوٰتِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ“ (۲۹)۔

الف۔ فَسَوُّهُنَّ = سَوِّ السَّمَاءَ.

السَّمَاءُ جمع سَمَاوَةٍ. كَتَمْرَةٍ وَتَمْرٍ وَبُرَةٍ وَذُرٍّ وَذَرٍّ فَلَمَّا حَذَفْتَ
الْهَاءَ فِي الْجَمْعِ انْقَلَبَتِ الْوَاوُ هَمْزَةً لَوْ تَوَعَّاهَا طَرَفًا قَبْلَهَا الْفَاءُ زَائِدَةٌ كَمَا قَلْبُوهَا
فِي الدُّعَاءِ وَالْكَسَاءِ، لِأَنَّهُ مِنْ دَعَا يَدْعُو وَكَسَا يَكْسُو، وَقِيلَ:

قَلَبْتُ الْوَاوُ انْعَاءً؛ لِأَنَّ الْأَلْفَ قَبْلَهَا زَائِدَةٌ خَفِيَّةٌ سَاكِنَةٌ وَالْحَرْفُ السَّاكِنُ
حَاجِزٌ غَيْرُ جَوِّينَ، فَكَأَنَّهُ قَدْ تَحَرَّكَتْ وَانْفَتَحَ مَا قَبْلَهَا فَقَلَبْتُ أَيْضًا فَاجْتَمَعَ
سَاكِنَانِ وَهَمَا لَا يَجْتَمِعَانِ فَقَلَبْتُ الْمُنْقَلِبَةَ هَمْزَةً لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ وَكَانَ قَلْبُهَا
إِلَى الْهَمْزَةِ أَوْلَى، لِأَنَّهَا أَقْرَبُ الْحُرُوفِ إِلَيْهَا.....“

ب۔ وَقِيلَ: ”هَنْ“ عَائِدٌ إِلَى السَّمَاءِ عَلَى أَنَّهُ اسْمُ جِنْسٍ فَيَصْدُقُ إِطْلَاقُهُ
عَلَى الْفَرْدِ وَالْجَمْعِ وَيَكُونُ رَدًّا بِهِ هَذَا الْجَمْعُ.....

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب،
پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنادیئے اور وہ ہر
چیز کا جاننے والا ہے (تفسیر ماجدی)۔

● وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ
أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. قَالُوا سُبْحَنَكَ
لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ“ (۳۲، ۳۱)۔

کَلَّهَا: كُلُّ الْأَسْمَاءِ، عَرَضَهُمْ، عَرَضَ الْمَسْمِيَّاتِ عَرَضَ الْأَشْيَاءِ
عَرَضَهُمْ لَمْ يَقُلْ عَرَضَهَا لِأَنَّهُ أَرَادَ مَسْمِيَّاتِ الْأَسْمَاءِ فِيهِمْ مِنْ يَعْقِلُ وَفِيهِمْ مَنْ لَا
يَعْقِلُ، فَغَلَبَ جَانِبُ مَنْ يَعْقِلُ عَلَى جَانِبِ مَا لَا يَعْقِلُ فَجَمَعَهُمْ بِضَمِيرٍ مَنْ يَعْقِلُ.
عَرَضَهُمْ يَعْنِي أَصْحَابَ الْأَسْمَاءِ فَلِذَلِكَ ذَكَرَ الضَّمِيرَ الْأَسْمَاءَ مَا يَعْرِفُ

بہ ذات الشئی.

توضیح:

پھر خدا نے آدم کو چیزوں کے نام سکھادیئے سب کے سب، پھر ان اسماء کے مسمیات (چیزیں) فرشتوں کے سامنے پیش کئے، پھر فرمایا: ان چیزوں کے نام بتاؤ! فرشتے بولے: تو پاک ہے ہمیں تو کچھ علم نہیں، مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دیا ہے، بے شک علم والا تو ہی ہے، حکمت والا۔

● "فَازِلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ، وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ، وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ" (۳۶).

پھر شیطان نے دونوں کو پھسلا دیا اس درخت کے باعث اور جس میں تھے اس سے انہیں نکلوا دیا، اور ہم نے کہا (اب) تم سب نیچے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر اور تمہارے لئے زمین ہی پر ٹھکانا اور ایک معیاد تک نفع اٹھانا ہے (تفسیر ماجدی)۔
الف۔ عَنْهَا = عن الجنة، سیاق میں اس کا ذکر پہلے آیا ہے، فحوائے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

تقدیر: منها هم الشيطان عن الجنة.

شیطان نے آدم و حوا کو جنت سے پھسلا دیا۔

ب۔ فَازِلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا = أَزَلَّ آدَمَ وَحَوَاءَ الشَّيْطَانُ عَنِ الشَّجَرَةِ بَجَنَّةٍ۔

ضمیر سے قریب ترین اسم "الشجرة" ہے۔

حرف جر عن، یہاں سییہ و تعلیلیہ ہے۔

پھر شیطان نے آدم و حوا کو شجر کی وجہ سے وہاں سے پھسلا دیا جہاں وہ دونوں جس

ماحول میں تھے۔

ج۔ عَنْهَا = عن الطاعة عصی آدم ربہ سے مفہوم نکلتا ہے، کیونکہ اللہ نے حکم دیا تھا کہ آدم و حواء شجر کے قریب نہ جائیں، لیکن یہ شیطان کے بہکانے ہی سے سہی، نافرمانی تو کی۔

د۔ عَنْهَا = عن الحالة التي كانوا عليها من الرفاهية من الجنة و كلا منها رعداً سے ذہن اس طرف بھی جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ شیطان آدم و حواء کو اس حالت سے ڈھلکا دیا جس میں وہ تھے۔
 ه۔ عَنْهَا = عن السماء.

آدم و حواء کو شیطان نے آسمان سے پھسلا دیا۔
 ان سب توجیہوں میں پہلی توجیہ صحت سے قریب اور آخری غالباً بعید از قیاس ہے۔
 باقی توجیہیں باہم قریب المفہوم ہیں۔

● ”قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا. النخ“

اس آیت میں ”منہا“ من الجنة واضح ہے۔

ہم نے کہا ہم سب جنت سے اتر جاؤ، جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو اس کی پیروی کرنا کہ جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

تاہم یہاں ان توجیہوں کی گنجائش نکل سکتی ہے، جن کی تفصیل اسی سورت کی آیت (۳۶) میں کی گئی ہے۔

● ”وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ، وَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ“ (۴۵).

الف۔ إِنَّهَا: إن الصلوة۔

صلوۃ گردن کشوں ہی پر گراں گزرتی ہے، اطاعت کیشوں پر وہ آسان ہے۔

ب۔ إِنَّهَا = إن الاستعانة۔

توضیح:

راہ خدا میں داخلی و خارجی جو جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں، انہیں دور کرنے میں صبر اور اللہ کی فرماں برداری گردن کشوں ہی پر گراں گزرتی ہے نہ کہ اطاعت کیشوں پر۔

انتباہ:

قال الزجاجی: الأصل فی الصلوة لزوم، صلاة کے بنیادی معنی کسی کام کو اپنے لئے ناگزیر جانتا یا مانتا ہے۔

وقال الأزهري: إِنَّمَا الصلوة لزوم ما فرض الله والصلوة من أعظم الفرض۔ اللہ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا صلوٰۃ ہی ہے، اس میں صلاۃ سب سے بڑا فرض ہے۔

ج۔ إِنَّهَا: ان إجابة رسول الله۔
صلوٰۃ گردن کشوں..... رسول اللہ کی دعوت، اللہ کا پیغام قبول کرنا کافروں پر گراں ہے۔

د۔ إِنَّهَا = إن العبادۃ۔

صلوٰۃ گردن کشوں..... عبادت کافروں پر گراں گزرتی ہے۔

هـ۔ إِنَّهَا: إن الكعبة۔

صلوٰۃ گردن کشوں پر..... یہودیوں اور نصرائیوں کو کعبہ کے سامنے جھکنا گراں گزرتا ہے۔

و۔ إِنَّهَا: إن الأمور التي أمر بها بنو اسرائيل ونهوا عنها۔

صلوٰۃ گردن کشوں پر..... یہودیوں کو جو جو احکام دیئے گئے تھے وہ سب ان پر گراں گزرتے ہیں۔

ز۔ انہا: إن الصبر والصلوة۔

کلام عرب میں کبھی کبھی دو اسم مذکور ہوتے ہیں مگر ان کے لئے ضمیر واحد ہی آتی ہے۔

انتباہ:

پہلا اور دوسرا قول بالمعنی ایک ہی اور اقرب الی الصواب ہے، دوسرے اقوال پر از تکلف ہونے کے باوصف اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ میدان مراجعت کی حد بندی ہو جائے۔
● ”الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبَّهُمْ وَإِنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ (۴۶)۔

الف۔ إلیہ رَاجِعُونَ = إلی الرب راجعون۔

توضیح:

اپنے رب سے ڈرنے والوں کا گمان غالب ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ب۔ إلیہ = إلی لقاء الرب، یہ مذہب ”ملاقوا ربہم“ سے نکل رہا ہے اپنے رب سے ڈرنے..... وہ اپنے پروردگار کا سامنا کرنے والے ہیں۔

ج۔ إلیہ: إلی الموت، یا، إلی العود۔

عربی میں آخر الذکر تاویل کی گنجائش نکالنا بے ضرورت معلوم ہوتا ہے۔

● ”وَأَتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ“ (۴۸)۔

”نفس“ عربی میں مؤنث سماعی ہے۔

”تجری نفس“ کام آنے والا نفس، جملہ میں مقدم پہلا نفس، عن نفس جس نفس کے کام آئے، جملہ میں موخر، دوسرا نفس۔

الف۔ ”لَا يَقْبَلُ مِنْهَا“، لَا يَقْبَلُ مِنَ النَّفْسِ الشَّافِعَةُ۔ کام آنے کی خواہش

الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ“ (۶۰)۔

الف۔ ”منہ“ من الحجر المضروب۔

توضیح:

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے خدا سے پانی مانگا تو ہم نے کہا چٹان پر اپنا سونٹا یعنی لاثھی مارو، اور موسیٰؑ نے لاثھی ماری تو اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ رہے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا پین گھٹ معلوم کر لیا، پھر وہ اس سے سیراب ہوئے ہم نے حکم دیا کہ خدا کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو، مگر زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔

ب۔ ”منہ“ من الضرب من الضرب، اس صورت میں ”من“ برائے سبب ہوگا، اور جب موسیٰؑ نے..... لاثھی ماری تو اس مارکی وجہ سے بارہ چشمے پھوٹ رہے۔

• ”وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ، فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ“ (۶۵، ۶۶)۔

الف۔ ”جعلناها“ = جعلنا القرية ”بین ידיہا“ = بین یدی القرية ”خلفها“ =

خلف القرية۔

توضیح:

اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ اور ہم نے اس شہر (علاقہ، قریہ، قصبہ، آبادی) کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں عبرت گاہ اور پرہیزگاروں کے لئے ذریعہ نصیحت بنادیا۔
بتعبیر دیگر اس سزا یافتہ قصبہ کے گرد و نواح اور اس کے قرب و جوار میں جو جو

بستیاں تھیں ان سب کے لئے یہ شہر ایک عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت گاہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

ب۔ ”جعلنا“ = جعلنا کینوننتھم قردة خاسئين، اس صورت میں لفظ ”کُونُوا“ سے ضمیر اس کے مصدر کی طرف راجع ہو سکتی ہے۔

”بَيْنَ يَدَيْهَا“ = بين يدى القرية ”خلفها“ خلف القرية.

ہم نے نافرمان قوم کے دھتکارے ہوئے بندر ہو جانے (یا کر دیئے جانے) کے واقعہ کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں سامان عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے وجہ نصیحت بنادیا۔

ج۔ ”جعلنها“ = جعلنا الأمة، ”بين يديها“ = بين يدى القرية و كذا خلفها۔ ہم نے اس امت کو اس کے ہم زمانوں اور اس کے جانشینوں کے لئے اور ان بستیوں کے لئے جو اس قصبہ کے آگے اور جو اس کے پیچھے آباد تھیں عبرت انگیز اور اس کو پرہیزگاروں کے لئے باعث نصیحت بنادیا۔

د۔ ”جعلنها“ = جعلنا الحالة، بين يديها = بين يدى القرية، و كذا خلفها۔ ہم نے ان کافروں کی حالت ان بستیوں کے لئے جو اس..... عبرت انگیز بنادی اور اس کو پرہیزگاروں کے لئے۔

هـ۔ ”جعلناها“ = جعلنا المسخة. ”بين يديها“ = بين يدى القرية و كذا خلفها۔ ہم نے بگاڑ (مسخ) کو ان بستیوں کے لئے..... باعث عبرت اور اس کو پرہیزگاروں کے لئے۔
و۔ ”وَجَعَلْنَا“ جَعَلْنَا الحيتان، ”بين يديها“ بين يدى القرية، وَكَذَا ”خَلْفَهَا“۔ ہم نے ان مچھلیوں کو جو بنو اسرائیل سنیچر کے دن پکڑتے، اور شکار کرتے تھے، ان بستیوں کے لئے..... سامان عبرت بنادیا۔

ز۔ ”جَعَلْنَاهَا“ = جَعَلْنَا الْعُقُوبَةَ.

ہم نے یہودیوں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو سزا دی اس سزا کو باعث عبرت

بنا دیا اُلُح۔

جیم، دال، ہا، واؤ، ز، سب بعید از عربیت ہیں، یہ تفسیر میں معاون ہیں ترجمانی اس طرح ہونی چاہئے کہ ”مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا“ کی ضمیروں اور ”جَعَلْنَاهَا“ کی ضمیر میں متخالف نہ ہونے پائے، اس لحاظ سے ”ہا“ مرجع قریبہ از روائے الفاظ اقرب الی الصواب ہو گا اور از روائے معنی تو جہنہ ”ب“ یعنی دھتکارے ہوئے بندر ہو جانے کی وجہ سے عبرت و موعظت بنانے کی گنجائش نکلتی ہے۔

اس صورت میں بھی ”مَا بَيْنَهَا وَمَا خَلْفَهَا“ اور ”جَعَلْنَاهَا“ والی ضمیروں میں متخالف کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔

مطلب یہ کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والوں اور اس کے آثار دیکھنے والوں دونوں کے لئے ہم نے اس کو عبرت انگیز اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت اخذ کرنے کا ذریعہ بنایا۔

● ”وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادْرَأْتُمْ فِيهَا، وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ“ (۷۲)۔

الف۔ فِيهَا = فِي النَّفْسِ نفس عربی میں مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس مقتول کے بارے میں جھگڑنے لگے اور باہم ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے، لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

گویا جھگڑے کی علت مقتول، مقتول کی ذات اور اس کی شخصیت تھی۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فِي الْقَتْلَةِ.

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس قتل کے بارے میں جھگڑنے لگے اُلُح گویا جھگڑنے کی علت قتل تھی شخص ضمناً آیا۔

یہ مفہوم ”قتلتہم“ کے مصدر سے ظاہر ہے۔

ج۔ ”فِيهَا“ = فِي الشَّبْهَةِ۔

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر ایک دوسرے پر تہمت لگانے لگے اور اس پر جھگڑنے لگے۔

مطلب یہ کہ کسی نے کہا سوتیلے بھائی نے قتل کیا، کسی نے کہا بیوی نے جان لی اور تیسرے نے کسی اور ہی شخص کا نام لیا قاتل متعین نہیں ہو سکا، قاتل روپوش ہو گیا یا فرار ہو گیا یا مشتبہ ہو گیا۔

یہ قول بہت بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آیت کے سیاق و سباق سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

● ”فَقَلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا، كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَ يُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ“ (۷۳)۔

الف۔ ”اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا“ اضْرِبُوا الْقَتِيلَ بِبَعْضِ الْبَقَرَةِ الْمَذْبُوحَةِ۔

ہم نے کہا اس ذبح کی ہوئی گائے کے گوشت کا ایک تکتہ مقتول کے جشہ پر مارو اس طرح خدامِ رسول کو زندہ کرتا ہے، اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ب۔ ”اضْرِبُوهُ“ = اضْرِبُوا النَّفْسَ، اضْرِبُوا ذَا النَّفْسِ کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ: (۱) نفس اگرچہ مؤنث سماعی ہے مگر معنائہ مذکر، اس لئے ضمیر مذکر لائی گئی، یا یہ کہ: (۲) نفس معنی ذو نفس ہے مضاف حذف ہونے کی وجہ سے وہ مضاف الیہ کا قائم مقام ہوا اور یہ مذکر ہے۔

● ”فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ، ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ“ (۷۹)۔

الف۔ ”يَشْتَرُوا بِهِ“ يَشْتَرُوا بِالْكِتَابِ۔

توضیح:

تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کی کتاب لکھتے ہیں، اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں: یہ نوشتہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس خود ساختہ نوشتہ کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں، ان پر افسوس ہے کہ بے اصل باتیں اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، اور خرابی ہے، ان کے لئے اس کی بدولت جو وہ حاصل کرتے ہیں۔

ب۔ ”یشتروا بہ“ یشتروا بالقول، یہ مفہوم ”یَقُولُوا“ کے مصدر سے ماخوذ ہے، تباہی ہے..... تاکہ اپنے اس قول کے ذریعہ کہ یہ خدا کا کلام ہے، تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں۔

● ”وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ“ (۹۲)۔

”مِنْ بَعْدِهِ“ دیکھئے: اس سورۃ کی آیت نشان (۵۱)۔

اس آیت کے سابق میں تین احتمال اور بھی ہیں:

الف۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد مجئ موسیٰ بالبیّنات۔

توضیح:

موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف نکلے کہ ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد پچھڑے کو معبود بنا بیٹھے حالانکہ تم اپنے ہی حق میں ظلم کرتے تھے۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد تدبر الآیات، اُی بعد النظر فی الآیات۔

یعنی موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف

نکلے کہ ان نشانیوں پر غور و فکر کرنے کے بعد بھی ایک پچھڑے کو معبود بنا بیٹھے الخ۔

ج۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الْعِجْلِ اُی بعد حدوثہ بحضرتکم۔

تفسیری معنی:

موتی تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے ان نشانیوں سے اللہ ہی کا معبود ہونا بالکل واضح تھا، مگر تم ایسے کوڑ معزز ظالم نکلے کہ جو پچھڑا تمہارے ہی سامنے دھاتوں سے گھڑا گیا تھا تم نے اسی کو اپنا معبود کھڑا کر دیا۔

اس تفسیر کی تائید غالباً اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ضمیر سے قریب ترین اسم ”عجل“ ہی ہے۔

• ”وَلْتَجِدْنَهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحِّزِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ، وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ“ (۹۶)۔

الف۔ ”هُوَ“ أَحَدُهُمْ۔

تقدیر: وما أحدهم مزحزحه من العذاب تعميره۔

توضیح:

تم یقیناً یہودیوں کو اپنی زندگی کا اور لوگوں سے زیادہ دلدلہ پاؤ گے اور مشرکوں میں بھی اس طرح کے لوگ ملیں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کاش وہ ہزار برس تک زندہ رہ سکتا مگر اس کو اتنی لمبی عمر مل بھی جائے تب بھی وہ اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچا سکتا، جو کام یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

ب۔ ”هُوَ“ تعمير الف مسنة، (ہزار سالہ عمر)۔

تم یقیناً..... زندہ رہ سکتا تو یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو ان..... یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی بات نہیں ہے کہ طویل العمری کے خواہش مند کو عذاب سے بچا سکے۔ اس صورت میں ”أَنْ يُعَمَّرَ“ بدل ہوگا، ضمیر ”هُوَ“ کا، اور بدل کا ضمیر مفسر ہونا اختلافی

ہے، یعنی بدل عموماً کسی ضمیر کی تفسیر نہیں کرتا اور نہ وہ کسی ضمیر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

• ”قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ“ (۹۷)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبریلؑ کا مخالف ہے تو انہوں نے اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے، وہ تصدیق کرنے والا ہے، اس (کلام) کا جو اس کے قبل سے ہے اور ہدایت ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے خوشخبری ہے، (تفسیر ماجدی)۔

توضیح:

کہہ دیجئے کہ جو شخص جبریلؑ کا دشمن ہوا (اس کو اپنے ہی غصہ کی آگ میں جلنا چاہئے) جبریلؑ نے قرآن کو خدا کے حکم سے تمہارے قلب پر نازل کیا ہے۔

الف۔ ”فإنه نزلہ“ ان جبریل نزل القرآن۔

کہہ دیجئے..... جاننا چاہئے اللہ نے جبریلؑ کو قرآن دے کر تمہارے قلب پر نازل کیا۔

ب۔ ”فإنه نزلہ“ فإن اللہ نزل جبریل بالقرآن علی قلبک،

اس صورت میں ”مصدقاً“ حال ہوگا، ”نزل“ کی ضمیر واحد غائب منصوب متصل

ہے، کہہ دیجئے..... قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا اور وہ اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے دوسرے پیغمبروں پر نازل کیا اور سیدھی راہ دکھانے اور ایمان والوں کو خوش خبری دینے والا ہے۔

ج۔ ”بین یدیه“ = بین یدی جبریل،

اس صورت میں ”مصدقاً“ حال ہوگا جبریلؑ سے، کہہ دیجئے..... قلب پر نازل کیا

اور جبریلؑ اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے اُنؑ

پہلا قول اقرب الی الصواب ہے۔

• ”وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَنَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَنُ وَلَكِنَّ الشَّيْطَانِ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ السَّحَرَاءَ، وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ، وَمَا يَعْلَمُنِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ، وَمَاهُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْخ“ (۱۰۲)۔

ترجمہ: اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس (علم) کے جو سلیمانؑ کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمانؑ نے (تو کبھی) کفر نہیں کیا، البتہ شیطان (ہی) کفر کیا کرتے تھے، لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے اور (پیچھے لگ گئے) اس (علم) کے بھی جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی (اس) فن کی باتیں نہ بتلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو بس ایک (ذریعہ) امتحان ہیں، سو تم کہیں کفر نہ اختیار کر لینا مگر (لوگ) ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھ ہی لیتے جس سے وہ جدائی ڈال دیتے درمیان مرد اور اس کی زوجہ کے حالانکہ وہ (فی الواقع) کسی کو بھی اس کے ذریعہ سے نقصان نہ پہنچا سکتے مگر ہاں ارادہ الہی سے، اور وہ یہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان تو پہنچا سکتی ہے، اور انہیں نفع نہیں پہنچا سکتی، اور (یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جس نے اسے اختیار کر لیا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی بری چیز ہے جس کے عوض میں انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے، کاش وہ (اتنا ہی) جانتے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ ”اتَّبِعُوا“ = اتَّبَعَ الْيَهُودُ،

یہود ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمانؑ کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

ب۔ ”اتَّبِعُوا“ = اتَّبَعَ مِنْ كَانَ فِي زَمَانِ سُلَيْمَانَ،

سلیمانؑ کے زمانہ کے لوگ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو اس زمانہ کے شیاطین اٹھائے۔

ج۔ ”اتَّبَعَ بَعْضُ مَنْ كَانَ فِي زَمَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ“۔

محمد ﷺ کے زمانہ میں وہ لوگ اپنے باپ دادا سے سنی ہوئی ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمان کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے (۱)۔

الف۔ ”يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السَّحَرَ“ = ”يُعَلِّمُونَ الشَّيَاطِينَ“

اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، اس نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیاطین ہی کفر کرتے تھے اور شیاطین ہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ب۔ ”يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السَّحَرَ“ = ”يُعَلِّمُونَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينَ“

اور سلیمان..... سلیمان نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیطان ہی نے کفر کیا اور لوگ شیاطین کی پڑھی ہوئی باتوں کی پیروی کرتے تھے وہ لوگوں کو سکھاتے تھے۔

یعنی عام لوگوں کو جادو سکھانے والے اساتذہ شیطان کے شاگرد اور اس کے چیلے تھے۔

الف۔ ”فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهَا“ = ”يَتَعَلَّمُونَ النَّاسَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ“

”من“ برائے غایت۔

لوگ دو فرشتوں سے جادو سیکھتے تھے۔

ب۔ ”مِنْهَا“ = ”مِنَ السَّحَرِ وَمَا أُنْزِلَ“

”من“، برائے بعض۔

مطلب یہ کہ لوگ دو چیزیں سیکھتے تھے ایک تو از قسم سحر اور دوسرے فرشتوں پر

جو کچھ اتارا گیا تھا اس میں سے بھی کچھ۔

ج۔ ”مِنْهَا“ = ”مِنَ الْفِتْنَةِ وَالْكَفْرِ“

یہاں بھی من برائے بعض ہے۔

یہ مفہوم ”نحن فتنة فلا تكفر“، سے ماخوذ ہے، نقد یہ ہوگی:

يتعلم الناس من الفتنة والكفر مقدار ما يفرقون به بين المرء وزوجه۔

یعنی لوگ فتنہ برپا کرنے والی اور اللہ سے کفر ان نعمت کرنے والی اتنی باتیں سیکھ

(۱) مراد حضور کے زمانے میں موجود بعض یہود و نصاریٰ ہیں (قاضی)۔

لیتے تھے جو زن و شوہر کے درمیان تفرقے ڈالنے والی ہوتی تھیں۔

الف۔ ”وَمَا هُمْ بِضَارِينَ بِهِ“ = وَمَا الشَّيَاطِينُ بِضَارِينَ بِهِ الخ۔

ب۔ وما الشياطين بضرارين به۔

ج۔ وما اليهود بضرارين به۔

المراد علماء اليهود۔

اور جادوگر خواہ شیطین ہوں یا علماء یہود اس ذریعہ سے بغیر اذن الہی کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور وہ باتیں سیکھتے تھے جو ان کو فائدہ پہنچانے والی نہیں بلکہ الناضر رساں تھیں۔

”وَلَقَدْ عَلِمُوا“^(۱) علموا الساحرون^(۲) علموا الشياطين = علماء اليهود۔

لیکن اس کے باوجود یہ جادوگر (خواہ وہ شیطین انس و جن ہوں یا علماء یہود خوب

جانتے تھے۔

”اشترأه، اشتر السحرا واشتر الكفر“۔

جو ایسے جادو منتر کا (یا کفر کی باتوں کا) خریدار ہوگا اس کی آخرت میں کچھ بھلائی نہیں

ہوگی۔

”ما اشترأ به“ = ما شروا بالذی۔

اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں وہ بہت بری تھی کاش ان کو اس

کی سمجھ ہوتی۔

● ”الَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ، أُولَٰئِكَ

يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْخٰسِرُونَ“ (۱۲۱)۔

”يتلونہ“ = يتلون الكتب، تلاوته = تلاوة الكتب، يؤمنون به = يؤمنون

بالكتب، من يكفر به = من يكفر بالكتب۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا کی ہے وہ اس کتاب کو ایسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، ایسا کرنے والے ہی اس کتاب پر ایمان رکھنے والے ہیں اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ میں ہیں۔

زیر غور آیت میں ”یؤمنون بہ ویکفربہ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع کتاب ہی ہے، اللہ یا محمد ﷺ یا ہدی کو مرجع قرار دینا کلام مبین سے مطابقت نہیں رکھتا۔

خیال رہے کہ عربیت کی رو سے ایک مکمل جملہ کی سب ضمیروں کا مرجع ایک رہے اور اس سے معنی میں پیچیدگی یا التباس نہ ہو تو اولیٰ و انسب یہی ہے کہ ضمیروں کے مرجعوں میں اختلاف نہ ہو۔

● ”وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ“ (۱۲۳)۔

دیکھئے: اس سورت کی آیت رقم (۴۸) فقرہ (۱۳):

● ”وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ، يٰبَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ“ (۱۳۲)۔

الف۔ ”وصیٰ بہا“ = وصیٰ بالکلمۃ،

یہ مرجع ”اسلمت لرب العالمین“ سے ماخوذ ہے، اور ضمیر مؤنث مجرور متصل سے بھی قریب ترین ہے۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو کلمہ اسلام کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں سے یہی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، تو مرنا تو

مسلم ہی مرنا۔

ب۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى بِالْمَلَّةِ،

زیر غور آیت سے ذرا ہی پہلے ہے ”وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ“، ”ہا“ کا مرجع اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

یعنی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ وہ اپنی روش ترک نہ کریں۔

ج۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى بِكَلِمَةٍ، وہی: إِنْ اللَّهَ اصْطَفَى الْخ-

ابراہیمؑ نے اس کلمہ کے ذریعہ وصیت کی کہ خدا نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے سو تم مرنا تو مسلم ہی مرنا۔

د۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى بِالطَّاعَةِ، اللہ ہی کی اطاعت کرنے کی وصیت کی۔

هـ۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى بِكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وہی: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، کلمہ توحید کی وصیت کی۔

و۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى الْوَصِيَّةَ، ابراہیمؑ نے وصیت کی اور بطور وصیت کہا

جیسے اردو میں اسم پہلے آتا ہے، کہتے ہیں: چال چلا، رونا رویا، کھانا کھایا، ماری وغیرہ۔

آخری تین توجہیں امکانی یا زیادہ سے زیادہ احتمالی کہی جاسکتی ہیں۔

• ”قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ
وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ“ (۱۳۶)۔

”لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ“ = نحن المؤمنون لا نفرق بين أحد من النبیین،

الف۔ ”له“ لجميع المذكور، یعنی ضمیر واحد مذکر بتاویل اسم اشارہ ”ذلک“۔

توضیح:

مومنو! کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ واسحقؑ و یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ و عیسیٰ کو ملیں ان پر اور ان کے علاوہ دوسرے پیغمبروں پر ان کے پزوردگار کی طرف سے جو جو وحی نازل ہوئی (جو کچھ اتارا گیا) ان سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم ان سب پیغمبروں کو اور جو جو ان پر وحی کی گئی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

ب۔ ”نحن له مسلمون“ = نحن لرب النبيين مسلمون۔

ہم پیغمبروں میں فرق نہیں کرتے ان سب پر ایمان لائے ہیں اور ان کو اللہ ہی کا پیغمبر مانتے ہیں، اور ہم سب اس کو اپنا پزوردگار مانتے جو ان کا بھی پزوردگار تھا۔

ج۔ ”له مسلمون“ = لإبراهيم مسلمون،

ہم اللہ کے پیغمبروں..... اور ہم ابراہیمؑ کے فرماں بردار ہیں۔

تیسرا قول بتاویل بعید درست ہو سکتا ہے، مثلاً: یہ کہنا پڑے گا کہ ابراہیمؑ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت تھی، ان کا حکم اپنی طرف سے نہیں تھا۔

● ”قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ، وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ“ (۱۲۴)۔

الف۔ ”أنه“ = أنه الحق = أن التوجه إلى المسجد الحرام حق قول

وجهك. سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

یہ تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لو ہم اسی قبلہ کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو سو تم مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دو اب جہاں کہیں تم ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے جانتے ہیں کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کا یہ حکم ان کے پروردگار کی طرف سے ہے، اور مسجد حرام کی طرف رخ کرنا برحق ہے، الف، ب، وجیم سب قریب المعنی ہیں، البتہ د، کی گنجائش بتاویل ہی نکل سکتی ہے۔

● "الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَ
هُمْ" (۱۴۶)۔

الف۔ "يعرفونه" = يعرفون کون بیت الحرام قبلہ،

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ بیت الحرام ابراہیم اور ابراہیم سے پہلے کے انبیاء کا قبلہ رہا ہے، اور وہ بیت الحرام کے قبلہ ہونے کو اسی طرح جانتے پہچانتے ہیں، جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے اس حقیقت کو چھپا رہا ہے۔

ب۔ "يعرفونه" = يعرفون محمداً بالوصف العين المشخص،

ج۔ "يعرفونه" = يعرفون الحق والتحول إلى الكعبة،

د۔ "يعرفونه" = يعرفون العلم،

هـ۔ "يعرفونه" = يعرفون القرآن،

ب۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ بیت المقدس سے بیت الحرام کی

طرف قبلہ کے من جانب اللہ بدلے جانے کو اسی طرح جانتے اٹھ۔
 ج۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمدؐ کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ واقعی بنی
 مرسل ہیں، ان کا یہ جاننا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ اپنی اولاد اٹھ۔
 دال اور ہائے ہوز بیان کلام سے غیر متعلق ہے، گو ”مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ
 الْعِلْمِ“ سے تاویل کی گنجائش موجود ہے۔

● ”وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيُّهَا الْخ“ (۱۳۸)۔

الف۔ ”هُوَ“، کل باعتبار لفظ، مُوَلِّيُّهَا مُوَلَّى وَجْهَةٌ۔

تقدیر: لكل إنسان وجهة موليها نفسه.

توضیح:

ہر انسان کے لئے ایک رخ ہے جس کی طرف وہ اپنے آپ کو موڑتا ہے تم
 بھلائیوں میں آگے بڑھو تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم کو پالے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
 ب۔ ہو = اللہ.

تقدیر: لكل إنسان وجهة هو موليها إياه، الله هو الذي يؤمهم أمرهم

باستقبالها.

توضیح:

اس صورت میں مولی کے معنی قاعدہ قانون بنانے اور اس کو نافذ کرنے والے
 ہوں گے۔

مطلب یہ کہ: اللہ نے ہر انسان کو اس کی زندگی کا ایک رخ بنادیا جو چاہے اس رخ پر
 چلے اور جو نہ چاہے دوسری راہ اختیار کر لے، اللہ العلیم کی بدتجلی، ہر معلوم پر اس کے اقتضاء
 کے عین مطابق ہو رہی ہے۔

• ”وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ، وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ الْخ“ (۱۴۹)۔
”إِنَّهُ لَلْحَقُّ“ = ”إِنْ الْاِسْتِقْبَالَ لِحَقِّ (۱)۔

توضیح:

تمہارا گزر جس مقام پر بھی ہو وہیں نماز کے وقت اپنا رخ مسجد حرام کی طرف
پھیر دو، کیونکہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنا تمہارے پروردگار کی طرف سے بالکل برحق
ہے تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

ملاحظہ: ضمیر منصوب متصل واحد مذکر غائب کو استقبال قبلہ کی بجائے تحویل یا
تصریف یا اس جیسے الفاظ سے بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے، لیکن لفظ آمر یا امر من الاوامر سے
ظاہر کرنا شاید بعید از قیاس ہو گو ضمیر سے لفظاً وہی مصدر قریب تر ہے۔

• ”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (۱۶۱) خُلِدِينَ
فِيهَا..... (۱۶۲)۔

”خُلِدِينَ فِيهَا“ = ”خُلِدِينَ فِي اللَّعْنَةِ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور کفر کی حالت ہی میں مرے ان پر اللہ اور
فرشتوں اور سب انسانوں کی پھٹکار ہے اور یہ اسی پھٹکار میں ہی رہیں گے ان کی سزا میں کوئی
کمی ہوگی اور نہ ان پر کوئی توجہ کی جائے گی۔

(۱) جب حضور اکرمؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بعض حلیف یہودیوں کی دلجوئی کی خاطر ۱۶ یا ۱۷ مہینے تک بیت المقدس کی
طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے، پھر آپ کو مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا (قاسمی)۔

یادداشت:

اگر کسی جملہ میں ایسی ضمیر آئے جو اسی جملہ کے کسی اسم کی طرف راجع نہیں ہو سکتی یا ہو سکتی ہے، مگر اس سے معنی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں مرجع کی تلاش کے لئے دوسرے جملوں کی طرف توجہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔

یہاں ضمیر مجرور مؤنث واحد کا مرجع جہنم فرض کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

• ”إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَ

تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ“ (۱۶۶)۔

”تَقَطَّعَتْ بِالمُتَبَوِّعِينَ وَالتَّابِعِينَ الْأَسْبَابُ“۔

پیشوا جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی وہ اپنے پیروؤں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے جب وہ عذاب دیکھ لیں گے، اور پیشوا اور ان کے پیرو دونوں کے اسباب منقطع ہو جائیں گے۔

ملفوظ:

دونوں گروہوں کے باہمی تعلقات کٹ جائیں گے، یہ تعلق، خواہ نسبتی ہو یا قومی یا لسانی یا وطنی کسی قسم کا کوئی تعلق کام نہیں آئے گا۔

• ”وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا

وَأَمِنَّا، كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ“

الخ (۱۶۷)۔

”فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ“ = قال التابعون نتبرؤهم من السبادة والرؤساء كانوا في

الدنيا۔

الف۔ ”یرہم“ = یری التابعین و کذا فی أعمالہم و علیہم و ماہم۔

توضیح:

اور وہ لوگ جو دنیا میں ان سرداروں کی پیروی کرتے تھے کہیں گے بکاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح یہ بے زاری ظاہر کر رہے ہیں ہم بھی ان سرداروں سے بیزار ہو کر دیکھا دیتے، اللہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح دیکھا دے گا کہ وہ حسرت کرتے رہ جائیں گے اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے۔

ب۔ ”یُرِيهِمْ“، ضمیر منصوب متصل اور ”أَعْمَالُهُمْ وَعَلَيْهِمْ“، کی ضمیر مجرور متصل نیز ضمیر مرفوع متصل سب کامر جمع پیشوا اور پیرو ہے۔

اور وہ لوگ..... اللہ گمراہ کرنے والے پیشوا اور ان کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح اٹخ۔

مطلب یہ کہ: گمراہ کرنے والے پیشوا اور ان کے نادان پیرو سب کے اعمال ان کے لئے حسرت و یاس کا سبب بنیں گے۔

• ”إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ“ الخ (۱۷۴)۔

الف۔ ”یشترون بہ“ = یشترون بالکتمان ”ب“، برائے بدل۔

توضیح:

جو لوگ یعنی بدنہاد علماء دین خدا کی کتاب کے بعض حصوں کو یعنی اس کے احکام کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اپنی اس پوشیدگی کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔

ب۔ ”یشترون بہ“ = یشترون ما أنزل الله،

یہ لوگ اللہ کی کتاب سے وہ کچھ چھپاتے ہیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور نازل

شدہ کلام چھپانے کے بدلے تھوڑی سی قیمت، الخ۔
اس صورت میں مضاف محذوف ماننا ہوگا یعنی:
”یکتم ما أنزل الله“۔

تنبیہ:

معنی اگر بغیر حذف واضح ہوں تو پھر کسی محذوف کی ضرورت نہیں رہتی، یہ عربی
مبین کا ایک عام کلیہ ہے۔

ج۔ ”یشترُون بہ“ = یشترُون بالکُتُب۔

یہ لوگ خدا کی کتاب کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل الخ۔

یہ مرجع ضمیر مجرور متصل سے قریب ترین ضرور ہے، لیکن آیت کے دروہست
اور فحوائے کلام کے لحاظ سے پہلا مذہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، والعلم عند النجیر۔
اسی صورت کی آیت رقم (۷۹) بھی دیکھئے۔

• ”لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالنَّبِيِّينَ، وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ، وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ، وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا،
وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ، أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ صَدَقُوا، وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ“ (۷۷)۔

الف۔ ”آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ“ = آتى المال على حب المال

ذَوِي الْقُرْبَىٰ، اس صورت میں مصدر مضاف الی المفعول الاول۔

توضیح:

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر، فرشتوں پر، اور خدا کی کتاب پر، اور پیغمبروں پر، ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کو چھڑانے میں خرچ کریں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں معرکہ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں، یہی لوگ ہیں، جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو خدا سے ڈرنے والے ہیں (فتح محمد)۔

ب۔ ”اتّٰی المال علی حبّہ“ = علی حب المعطٰی للحال، مصدر مضاف الی الفاعل۔

نیکی یہ نہیں ہے کہ..... اور اپنا مال اپنی ذات کی محبت میں یعنی اپنی نجات کے لئے اور اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لئے رشتہ داروں، الخ۔

ج۔ ”اتّٰی المال علی حبّہ“ = علی حب اللہ مصدر مضاف، الی المفعول۔
نیکی یہ نہیں ہے کہ..... نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، الخ۔

د۔ ”وَ اتّٰی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهِ“ = اتّٰی الْمَالَ عَلٰی حُبِّ الْاٰتِیَان۔
نیکی یہی نہیں..... اور خوشی خوشی بطیب نفس اپنا مال رشتہ داروں، الخ۔
بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں اپنا مال ظالم کا منہ بند کرنے یا اپنا کام نکالنے یا کسی دباؤ کے تحت نہیں، بلکہ خوشی خوشی رشتہ داروں وغیرہ پر خرچ کرنا نیکی ہے۔

• ”کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدُکُمْ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرًا الْوَصِیَّةَ لِلْوَالدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلٰی الْمُتَّقِیْنَ، فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلٰی الَّذِیْنَ

يَبْدُلُونَهُ“ (۱۸۱، ۱۸۰)۔

الف۔ ”مَنْ“ = متولی الإيصاء دون الموصی له ”سمعه“ = سمع المتولی إيصاء ”ائمہ“ = إثم التبديل، ”يبدلونہ“ = يبدلون المتولون الإيصاء۔ وصیت کی تعمیل کرنے والے نے وصیت سنی اور بعد میں اس وصیت میں تبدیلی کردی تو اس تبدیلی کا گناہ وصیت میں تبدیلی کرنے والوں پر ہوگا، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔ ”مَنْ“ = الموصی، ”بدلہ“ = بدل الموصی أمر الله، ”سمعه“ = سمع الموصی حکم الله أو أمر الله، یہ ”کُتِبَ عَلَيْكُمْ“ سے ظاہر ہے۔
 ”ائمہ“ = إثم تبديل أمر الله، ”يبدلونہ“ = يبدلون الموصون أمر الله۔
 وصیت کرنے والے نے وصیت کے بارے میں اللہ کا حکم سنا اور سننے سمجھنے کے بعد وصیت کے حکم میں من مانے تبدیلی کردی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے اللہ کے حکم میں تبدیلی کردی (خبردار رہو) اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔
 تاویل کی حدیں متعین کرنے کے لئے نحو یوں نے ”بدلہ“، کی ضمیر منصوب متصل واحد مذکر غائب کے مرجع کی دو صورتیں اور بتائی ہیں۔
 ج۔ ”بدلہ“ = بدل المعروف، معروف، نیکی۔
 نیکی کا دستور۔

اسی طرح ”سمعه“ = سمع المعروف، ”ائمہ“ = إثم التبديل۔

توضیح:

وصیت کے بارے میں جس کسی نے اللہ کے بتائے ہوئے نیکی کا دستور سننے سمجھنے کے باوجود اس میں الٹ پھیر کردی تو الٹ پھیر کا گناہ الٹ پھیر کرنے والوں ہی پر ہوگا، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

د۔ ”بدلہ“ = بدل الحق، اسی طرح: ”سمعه“ = سمع الحق۔
حق، فریضہ، پابندی۔

توضیح:

وصیت کے بارے میں اللہ نے متقیوں پر جو فرض عائد کیا ہے اور ان کو جس امر کا پابند کیا ہے اس میں کسی نے کمی بیشی کی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے یہ کمی بیشی کی اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

• ”قَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ (۱۸۲)۔

الف۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بین الموصین الوارثین ”فلا إثم عليه“ = فلا إثم علی المصلح، لفظاً غیر مذکور مگر فعل ”اصح“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے اس کے کسی وارث کی پاس داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ شخص وصیت میں تبدیلی کر کے وارثوں میں شریعت کے حکم کے موافق صلح کر دے تو صلح کرانے والے پر اس تبدیلی کا کچھ گناہ نہیں بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

• ”أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ“ (۱۸۳)۔

الف۔ ”يُطِيقُونَهُ“ = يطيقون الصوم۔

توضیح:

چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں، اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی تعداد پوری کر لے اور جو لوگ بتکلف روزہ رکھ سکتے ہوں، یعنی جن کو روزہ رکھنے سے نقصان ہوتا ہو تو وہ فدیہ دیں، ایک روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے، جو اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ بھلائی کرنے والے کے لئے بہتر ہے، لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔

● ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ، فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ“ (۱۸۵)۔

الف۔ ”فیہ“ = فی الشَّہْرِ، ”فَلْيَصُمْهُ“ = فليصم الشهر، صوموا شهر

رمضان۔

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کا راہ نما اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں، جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے، تو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو، چاہے کہ پورے مہینہ کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ کر ان کا شمار پورا کرے (فتح محمد)۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی فرض الصوم وتعظيمه والحض عليه،

اس صورت میں قرآن سے مطلب اس کا صرف وہ جز ہو گا جو روزوں سے متعلق

ہے۔

توضیح:

قرآن رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں نازل ہوا ہے، قرآن لوگوں کا راہ نما لے۔

یہ دوسرا قول بعید از قیاس نہیں ہے، عربی مبین میں اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں، نزول قرآن فی شان عائشہ و فی شان فلاں و فلاں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

• ”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ“ (۱۸۸)۔

الف۔ ”تدلو باہا“ = تدلو بالاموال،

تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان اموال کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے (تفہیم)۔

حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو (حاشیہ تفہیم)۔

ب۔ ”تدلو باہا“ = تدلو بالحجة أو شهادة الزور، یہ اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، دھوکا، فریب یا جھوٹی گواہی جیسا مفہوم فوائے کلام اور لفظ باطل سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

تم لوگ..... اور نہ حاکموں کے آگے کسی کے مال میں اپنی ملکیت کا دعویٰ دائر کرو (جھوٹی دلیلوں اور جھوٹی گواہی کے ذریعہ حاکم عدالت روداد مقدمہ کے لحاظ سے تمہارے موافق فیصلہ کرے) کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ لے۔

• ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ، فَإِذَا

أَفْضُتُمْ مَنْ عَرَفْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ،
وَأَذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ، وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ
الضَّالِّينَ“ (۱۹۸)۔

الف۔ ”مِنْ قَبْلِهِ“ = ”مِنْ قَبْلِ هَدَى، هَدَاكُمْ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں (تجارت وغیرہ کے ذریعہ) اپنے
پروردگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعر حرام میں خدا کا ذکر کرو
اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور ہدایت سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے
محض ناواقف تھے (فتح محمد)۔

ب۔ ”مِنْ قَبْلِهِ“ = ”مِنْ قَبْلِ الرِّسُولِ“۔

اس کا تمہیں کچھ..... تم کو سکھایا اور نہ رسول کی بعثت سے قبل تم لوگ بھٹکے ہوئے تھے۔

الف و ب۔ میں بہت ہی قریب المعنی ہیں۔

”كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً، فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ
وَمُنْذِرِينَ، وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ فِي مَا اختلفُوا فِيهِ، وَمَا اختلف فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمُ الْبَيِّنَاتِ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا لِمَا اختلفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِآذِنِهِ“ (۲۱۳)۔

الف۔ ”لِيَحْكُمَ“ = ”لِيَحْكُمَ الْكِتَابَ“۔

تقریر: لیحکم الکتاب بین الناس۔

”وَمَا اختلف فِيهِ“ = ”وَمَا اختلف فِي الْكِتَابِ“، ”أُوتُوهُ“ = ”أُوتُوا الْكِتَابَ“

”يَاذُنْهُ“ = يَأْذُنُ اللّٰهَ۔

کتاب کی طرف حکم کی نسبت مجازی ہے، ”کتاب ینطق بالحق“۔

ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ کچھ کہہ دیتی ہے (سورہ مومنون ۶۴)۔

”كِتَابُنَا يَنْطِقُ“ (سورہ جاثیہ ۱۹)۔

نبی دراصل اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے، اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا:

”لِيَحْكُمَ“ = لِيَحْكُمَ اللّٰهَ۔

تقدیر: انزل اللہ الكتب لیحکم بہ بین الناس۔

لور اللہ کی کتاب سے فیصلہ عملاً نبی ہی کرتا ہے اس لئے ”لیحکم“ = لیحکم النبی الكتب۔

دین اصلاً کتاب کے ذریعہ دیا گیا، اس لئے ”اوتوه“ سے اوتوا الكتب مراد لینا

بالکل درست ہوگا۔

”اوتوه“ اوتوا الكتب، ”يَاذُنْهُ“ = يَأْذُنُ اللّٰهَ۔

زیر غور آیت میں لفظ ”امۃ“ کا فارسی مترادف کیش اور ہندی میں شاید دھرم مناسب

رہے گا^(۱)۔

ضمیروں کی مذکورہ بالا تشریح کے لحاظ سے آیت کی توضیح کچھ اس طرح ہوگی:

ابتدا میں تو سب انسانوں کا دین ایک ہی تھا، بعد میں اختلاف پیدا ہوئے تو خدا

نے راست رو لوگوں کو جنت کی خوش خبری اور کج رو لوگوں کو دوزخ سے ڈرانے والے پیغمبر

بھیجے اور ان پیغمبروں کے ساتھ حامل حق کتاب اتاری تاکہ انسانوں کے درمیان جو

اختلافات پیدا ہو گئے تھے، پیغمبر از روئے کتاب ان اختلافات کا فیصلہ کرے، (یعنی حق

و باطل واضح کر کے بتائے کہ سعادت کی راہ کون سی ہے، اور شقاوت کی کون سی) اور دین

کے بارے میں انہی لوگوں نے اختلاف کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی، ان لوگوں نے کھلی

ہدایتیں آنے کے باوجود اس لئے اختلاف کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا

(۱) ”امۃ“: امت، جماعت، مدت، طریقہ، دین، امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے بھی آتے ہیں۔ عرب والے بولتے ہیں: فلان لا امۃ له یعنی فلاں کا کوئی دین اور طریقہ نہیں ہے۔ (نکات القرآن۔ بحوالہ عمدة القاری ج ۵ صفحہ ۱۹۸)۔

چاہتے تھے، جو لوگ اللہ کی کتاب قرآن پر ایمان لے آئے، اللہ نے انہیں اپنے اذن سے اس امر حق کی طرف رہبری کی جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔

بعض مفسر کہتے ہیں: ”مَا اخْتَلَفَ فِيهِ“، میں ضمیر مجرور متصل سے محمد ﷺ اور ”أَوْتُوهُ“، کی ضمیر منصوب متصل سے مراد توراۃ یا انجیل ہو سکتی ہے۔

مطلب یہ کہ یہود و نصاریٰ نے توراۃ و انجیل میں آپ ﷺ کی بعثت کی پیشگوئی کا علم رکھنے کے باوجود آپ ﷺ کی نبوت سے اختلاف کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”أَوْتُوهُ“، کی مذکور الصدر ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔

”كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ، وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ، وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ (۲۱۶)۔

الف۔ ”هُوَ كُرْهٌ“ = الْقِتَالُ کرہ = القتال مکروہ۔

توضیح:

مومنو! تم پر خدا کے رستہ میں لڑنا فرض کر دیا گیا ہے، لڑنا تمہیں ناگوار تو ہو گا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور ان باتوں کو خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ب۔ ”هُوَ كُرْهٌ“ = فرض القتال یہ ”كُتِبَ عَلَيْكُمْ“ کے ظاہر ہے۔

مطلب یہ کہ: مومنو! تم پر خدا کے رستہ میں لڑنا فرض کیا گیا ہے، لڑنے کا حکم تم کو ناگوار تو ہو گا لیکن۔

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ، قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ، وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ، وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ“

الخ (۲۱۷)۔

”یَسْأَلُونَ“ = یَسْأَلُونَ الْكُفَّارُ،

”عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِيهِ“ = قِتَالٌ فِي شَهْرِ الْحَرَامِ،
”كُفْرٌ بِهِ“ = كُفْرٌ بِسَبِيلِ اللَّهِ۔

”إِخْرَاجُ أَهْلِهِ“ = إِخْرَاجُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

”مِنْهُ“ = مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَوْ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ، الاسلام،

تقدیر: ”يَسْأَلُونَكَ الْكَافِرُونَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟

قُلْ: قِتَالٌ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَمَا تَفْعَلُونَ مِنَ الصَّدَقَاتِ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لِمَنْ أَرَادَ الْإِسْلَامَ
وَمِنْ كُفْرِكُمْ بِاللَّهِ وَإِخْرَاجِكُمْ أَهْلَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنْهُ أَكْبَرُ جُرْمًا عِنْدَ اللَّهِ۔

توضیح:

آپ سے کافر طنز اُپوچھتے ہیں کیا اس مہینہ میں جنگ کرنا درست ہے؟ جس مہینہ
میں جنگ کرنا اباً عن جد حرام قرار دیا گیا ہے، آپ کہئے! اللہ کی راہ میں جنگ کرنا کوئی برائی
نہیں ہے، راہ خدا میں رکاوٹ ڈالنا، راہ خدا، اسلام کا انکار کرنا، مومنوں پر مسجد حرام کا رستہ بند
کرنا اور مسجد حرام کے باشندوں کو نکال کر باہر کرنا حقیقی برائی تو یہی ہے۔

”بہ“، ضمیر مجرور کا مرجع اسم جلالہ یا حج بتانا بے محل تکلف کی وجہ سے صحیح نہیں
معلوم ہوتا ہے۔

● ”وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ..... وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِی

أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ“ الخ (۲۳۵)۔

الف۔ ”فَاحْذَرُوهُ“ = فَاحْذَرُوا اللَّهَ،

اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے اللہ سے ڈرتے

رہو اور جانے رہو کہ اللہ بخشنے والا اور بہت بردبار ہے۔

ب۔ ”فَاَحْذَرُوْهُ“ = ”فَاَحْذَرُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ“، ضمیر سے قریب ترین اسم۔
 اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اللہ اس کو جانتا ہے جو کچھ دلوں میں
 ہے اس سے خبردار رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ فاسد خیال فاسقانہ عمل پر ڈالے) اور جانے رہو
 کہ اللہ الخ۔

● ”مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهٗ
 اَضْعَافًا كَثِيْرَةً“ (۲۴۵)۔
 ”يُضْعِفُهُ“ = ”يُضْعِفُ قَرْضًا حَسَنًا“
 مرجع اسم نکرہ موصوفہ۔

توضیح:

کون ایسا ہے جو اللہ کے لئے اچھا کام کرے، پھر اللہ اس کام کا اجر نسبتاً کئی گنا زیادہ
 عطا کرے یعنی اصل استحقاق سے بہت زیادہ بڑھا کر۔

یادداشت:

اصطلاح قرآنی میں قرض سے مراد ہر وہ رقم ہے جو انسانی بھلائی کے لئے مخلصانہ
 خرچ کی جائے، زبردست آیت کے ہم مفہوم آیتوں کے لئے دیکھئے: (سورۃ مائدہ کی (۱۲)
 اور سورۃ حدید کی (۱۱، ۱۸) اور سورۃ تغابن کی (۱۷) اور سورۃ مزمل کی (۷۳) آیتیں)۔

● ”اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّهٗ مَا
 فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا
 بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ، وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ
 مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ، وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
 وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ“ (۲۵۵)۔

الف۔ ”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ“ = يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِي مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا خَلْفَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔
جو کچھ اس میں ہے سب۔

”لَا يَحِيطُونَ“ = لَا يَحِيطُونَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ،
”ما“ موصولہ واحد و جمع دونوں میں سے کسی ایک کے لئے آسکتا ہے، یہاں بصیغہ جمع ہے۔

”حِفْظُهُمَا“ حفظ السموات والأرض،
سموات، مادہ س م و ی، ناقص واوی دیائی۔

ہر بلند چیز جو انسان کے سر پر ہو سکتا ہے، یہ اصلاً سماء ہے، اور حسب قاعدہ مؤنث بھی مستعمل ہے، اہل عرب اس کو بطور اسم جنس جمع بھی بولتے ہیں، اس لحاظ سے اس کی ضمیر بھی مذکر آئی ہے، حتیٰ کہ لفظ سموات بھی سماء کی جمع ہے، بطور اسم جنس استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اسی آیت میں ہے، سورہ یسین میں بصیغہ جمع اس طرح ہے: ”أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمُ الْخ“ (۸۱)۔

اور سورہ طلاق میں ہے: ”اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ الْخ“ (۱۲)، س م و ی کی تعریف اسی سورہ کی آیت (۲۹) میں گزر چکی ہے، دیکھئے: فقرہ (۷)۔

توضیح:

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور الہ ہے ہی نہیں، اللہ زندہ ہے سب کو سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے، نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب اسی کا ہے، کون ایسا ہے جو اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کسی کی سفارش کر سکے وہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین (کی ہر ہر مخلوق) کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور ان میں سے کوئی بھی اس کی معلومات میں سے کسی ایک چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے، لیکن اگر اللہ خود ہی

چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے، اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمار کھا ہے اور اللہ پر ان دونوں یعنی آسمانوں اور زمین کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں اور وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے۔

ب۔ ”اَيَّدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ“ = اَيَّدِيْ مَنْ وَ خَلْفَ مَنْ،

”ما“، موصولہ کی طرح من بھی واحد یا جمع میں کسی ایک کے لئے آسکتا ہے۔

”لَا يُحِيطُوْنَ“ = لَا يُحِيطُوْنَ مَنْ۔

مطلب یہ کہ: کون ایسا ہے..... جو کچھ ہر ہر مخلوق کے آگے ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اللہ وہ سب کو جانتا ہے اللہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

”یوءدہ“، کی ضمیر منصوب متصل کو بعضوں نے کرسی کی طرف پھیرا ہے، یہ اہل عربیت کے لئے غالباً مانوس توجیہ ہے۔

ج۔ ”مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ“ = مَا بَيْنَ اَيْدِي النَّاسِ، ”وَمَا خَلْفَهُمْ“ = مَا خَلْفَ النَّاسِ۔

”لَا يُحِيطُوْنَ“ = لَا يُحِيطُوْنَ النَّاسِ۔

آیت میں انسان یا الناس لفظوں میں مذکور نہیں ہے تاہم معنوی قرینہ سے، اس تخریج کی تائید ظاہر ہے۔

توضیح غالباً اس طرح ہوگی: (والعلم عند اللہ، الخیر)۔

اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی الہ نہیں..... اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جس کا علم انسان کو دیا گیا ہے اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو انسان سے مخفی ہے، کوئی ایک انسان یا کئی انسان مل کر بھی اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہاں اللہ اگر خود ہی چاہے تو وہ جس کو چاہے جتنا علم دینا چاہے دے سکتا ہے، اور دیتا بھی ہے، اللہ کی حکومت اور اس کا اقتدار سارے آسمانوں اور زمین پر اور کل کائنات پر حاوی ہے، الخ۔

یادداشت:

یہ توجیہ اس لئے بھی قابل غور ہے، کہ از روئے قرآن اللہ نے اپنی جملہ مخلوقات

میں علم اور اس کے اظہار سے صرف انسان ہی کو نوازا ہے کسی اور کو نہیں اور اگر کچھ علم دیا ہے تو اتنا نہیں جتنا کہ انسان کو دیا ہے۔

● ”أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ“ (۲۵۸)۔

الف۔ ”فِي رَبِّهِ“ = فی رب ابراہیم۔

توضیح:

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔

ب۔ ”فِي رَبِّهِ“ = فی رب نمرود،

أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ، مفعول له.

جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ نے نمرود کو حکومت و سلطنت عطا کی تھی۔

”فِي رَبِّهِ“ فی رب نمرود، کے لحاظ سے معنی ہوں گے:

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ نمرود کا رب کون ہے، چونکہ اللہ نے اسے سلطنت و حکومت سے نوازا تھا، اس لئے وہ اپنے آپ ہی کو رب سمجھ بیٹھا تھا۔

ملحوظہ:

اس صورت میں ”رَبِّهِ وَآتَاهُ“ کی ضمیروں میں مناسبت رہتی ہے کلام فصیح کا اقتضاء بھی یہی ہے۔

پہلی صورت میں غالباً ضمیروں کی مناسبت کے لئے کہا گیا ہے، کہ ”آتَاهُ“، میں

بھی ابراہیمؑ مراد ہیں، نبوت سے زیادہ اقتدار اور کیا ہو سکتا ہے، اور نقلی دلیل میں کہتے ہیں:
ابو حذیفہ کا قول ہے ”اتاہ“، سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیمؑ کو نبوت کے ملک سے نوازا
تھا۔

● ”قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يٰتٰى بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاَتِ
بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ“ (۲۵۸)۔
”بہا“ = بالشمس، شمس عربی میں مونث سماء ہے۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے کہا خدا تو سورج کو پورب سے نکالتا ہے، آپ اس کو پچھتم سے نکالئے۔

یادداشت:

زیر غور آیت کے علاوہ درج ذیل سورتوں میں بھی سورج مونث ہی آیا ہے، (۶،
انعام ۷۸) بَا۟رِغَةً، اَفْلَتْ۔

یہاں شمس کی طرف اشارہ مذکور ہذا کی توجیہ کے لئے دیکھئے: التکبر، ذوالفقار احمد
نقوی، بھوپال ۱۲۹۷)۔

(۱۸، کہف، ۱۷، طلعت، ایضاً ۸۶، وجدھا تغرب، ۹۰، وجدھا تطلع ۲۰،
طلحہ ۱۲۰، ۳۶، یسین ۳۸، تجری، ایضاً ۴۰، تدرک، ۸۱، تکویر ۱، کوثر)۔

”جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَا۟عًا“۔

(۱۰، یونس ۵، ولیا، ۲۵)۔

فرقان (۴۵، سراجا ۷، نوح ۱۶) کی توجیہ کے لئے کسی مفصل و مطول تفسیر
سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

● ”اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا، قَالَ

أَتَى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ، قَالَ كَمْ لَبِثْتُ، قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ بَلْ لَبِثْتُ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ
الخ“(۲۵۹)۔

الف۔ ”قَالَ كَمْ لَبِثْتُ“ = ”قَالَ اللَّهُ“۔

”لَمْ يَتَسَنَّهْ“ = ”لم يتسنه الشراب“۔

ایضاً: لم يتسنه الشراب والطعام۔

”لم يتسنه الغذاء“۔

توضیح:

یا اسی طرح بطور مثال اس شخص کو دیکھو جس کا گذر ایک ایسے گاؤں میں ہوا جو اپنی چھتوں پر اونڈھا گر پڑا تھا، اس شخص نے کہا خدا اس کے باشندوں کو مرنے کے بعد کیوں کر زندہ کرے گا؟ تو خدا نے ایسا کہنے والے کی روح قبض کر لی اور سو برس تک اس کو اسی حالت پر رکھا، پھر اس کو زندہ کیا اور پوچھا یہاں تم کتنی مدت ٹھہرے رہے تو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم وقت تک رہا، خدا نے کہا تم تو سو برس تک پڑے رہے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو، اتنی مدت گزر جانے کے باوجود سڑی گلی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو۔

ب۔ ”قَالَ رَجُلٌ نَالِذِي شَاهَدَ مَوْتَهُ وَعَمَرَ إِلَى حِينٍ إِحْيَايَهُ“۔

یا اسی طرح..... زندہ کیا تو ایک پیر مرد نے جو زندہ شدہ شخص کی موت کے وقت موجود تھا اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے تک بقید حیات تھا پوچھا، تم کتنی مدت تک اٹخ۔
یہ مرجع بتکلف درست ہو سکتا ہے، البتہ ”لم يتسنه“ کی ضمیر شراب یا شراب و طعام یا غذا کی طرف راجع ہو سکتی ہے، اس سے معنی میں واضح تبدیلی نہیں آتی۔

• ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى،
كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،
فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا
لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا“ (۲۶۴)۔

الف۔ ”أَصَابَهُ“ أَصَابَ وَابِلٌ تُرَابًا، یہ مرجع سے قریبی اسم کی بناء پر۔
”تَرَكَهُ صَلْدًا“ = تَرَكَ وَابِلٌ تُرَابًا صَلْدًا أَيْضًا،

توضیح:

مومنو! اپنے صدقات احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ
کردینا جو لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے، اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں
رکھتا، ایسے ریاکار کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی اور اس مٹی
پر زور کا مینہ برس کر اس مٹی کو صاف کر ڈالے، (اس پر کچھ اگنے کی نوبت ہی نہیں آئی) اسی
طرح یہ ریاکار لوگ اپنے دکھاوے کے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے، خدا
ایسے ناشکروں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔

ب۔ ”أَصَابَهُ“ صَفْوَانًا، تَرَكَهُ = تَرَكَ صَفْوَانًا صَلْدًا۔

مومنو!..... ریاکار کے مال کی مثال ایسی چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی
اس چٹان پر زور کی بارش ہوئی اور چٹان صاف ہو گئی، روئیدگی کے قابل نہیں رہی، اس
طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال الخ۔

• ”وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ
تَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ
أُكُلَهَا ضَعْفَيْنِ، فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطُلَّ“ (۲۶۵)۔

الف۔ ”أَصَابَهَا“ = أَصَابَ وَابِلٌ الْجَنَّةَ ”أُكُلَهَا“ = أَكَلَ جَنَّةً، ”لَّمْ“

يُصِيبُهَا“ = لَمْ يُصِبْ جَنَّةً۔

توضیح:

جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے، جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس باغ پر مینہ برے تو دو گنا پھل لاتا ہے، اور اگر اس باغ پر مینہ نہ بھی برے تو بھنوار ہی سہی کچھ نہ کچھ اگتا ہے، خواہ تھوڑا سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

الف۔ ”أَصَابَهَا“ = أَصَابَ رِبْوَةً، رِبْوَةٌ ضمیر سے قریب ضرور ہے، مگر رِبْوَةٌ کا ذکر باغ کا محل وقوع بنانے کے لئے ہے، ”ہا“، ضمیر منصوب منفصل مؤنث کا اس طرف رجوع بعید از قیاس ہے، گو معنی کسی نہ کسی طرح بن جاتے ہیں۔

● ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ، وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ، إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ الْخ“ (۲۶۷)۔

”مِنْهُ“ = مِنَ الْخَبِيثِ، ”آخِذِيهِ“ = آخِذِي الْخَبِيثِ، ”فِيهِ“ = فِي الْخَبِيثِ۔
الف۔ ”الْخَبِيثِ“، پر وقف اور ”مِنْهُ“، سے دوسری خبر کی ابتداء ہے۔

توضیح:

اے ایمان لانے والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے، اس میں سے راہ خدا میں بہتر حصہ خرچ کرو اور دینے کے لئے خراب چیز الگ کرنے کا ارادہ نہ کرو کہ اس میں سے خرچ کریں حالانکہ اگر کوئی خراب ناکارہ چیز تمہیں دے تو تم اس کا لینا گوارہ نہ کرو الا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اس کی خرابی کو نظر انداز کر جاؤ۔
ب۔ اگر ”الْخَبِيثِ“، پر وقف نہ ہو اور کلام متصل ہو تو:

”مِنْهُ“ مِمَّا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا مِنَ الْخِزْيَانَةِ ”اخذیہ، وفیہ“ = ”الْخَبِیْثُ“ =

معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

مومنو!..... بہتر حصہ خرچ کرو اور اپنے کمائے ہوئے اور اللہ کے زمین سے نکالے ہوئے مال میں سے کچھ دینے کے لئے گھٹیا حصہ نکالنے کا ارادہ مت کرو، تم جانتے ہو کہ اگر کوئی تمہیں الخ۔

● ”إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ، وَإِنْ تُخْفَوْهَا وَتُؤْتُوَهَا
الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ“ (۲۷۱)۔

”نِعِمَّا هِيَ“ نَعِمًا الصَّدَقَاتِ الْمُبْدَاةُ وَكَذًا فِي تَخْفُوهَا وَتُؤْتُوَهَا، هُوَ“ =
الاخفاء، یعنی الاخفاء خیرٌ لکم، اسم لفظوں میں مذکور نہیں قول تخفوها، سے ظاہر ہے۔
اگر تم صدقات کھلم کھلا دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر صدقات پوشیدہ طور پر حاجت مندوں کو دو تو یہ پوشیدہ طور پر دنیا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

● ”الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ
مِثْلُ الرِّبَا، وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا، فَمَنْ جَاءَهُ
مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ
عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“ (۲۷۵)۔

الف۔ ”أَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ“ = أَمْرُ الْمُتَنَهِّي عَنِ السُّوءِ أَيْ أَجْرُ الْمُتَنَهِّي عَنِ السُّوءِ۔

توضیح:

اللہ نے لین دین کو حلال قرار دیا اور سود بیاج کو حرام، پس جس کسی کو بھی اس کے پروردگار کی طرف سے یہ نصیحت آجائے اور وہ سود خواری سے باز آجائے تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا اب سود سے باز آ جانے والے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو پھر سود لینے لگا تو

ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے۔

ب۔ ”أَمْرُهُ عَلَى اللَّهِ“ = أَمْرُ ذِي الرِّبَا أَى فِى أَنْ يَثْبُتَهُ عَلَى الْإِنْتِهَا أَوْ يُعِيدَهُ إِلَى الْمَعْصِيَةِ۔

اللہ نے..... پہلے جو کچھ ہو چکا وہ ہو چکا جو سود لیتا تھا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے تو اس کو اپنی سود خواری سے باز رکھے، چاہے گناہ پر رہنے دے، لیکن جو موعظت کے بعد بھی سود لینے لگ گیا تو ایسے لوگ الٹ۔

ج۔ ”أَمْرُهُ“ = أَمْرُ مَا سَلَفَ: أَى فِى الْعَفْوِ عَنْهُ، اس سے بطور تفسیر بعضوں نے ”أَمْرُ الْعَفْوِ“ مراد لیا ہے۔

مطلب یہ کہ اس موعظت سے پہلے جو جو سود خواری میں مبتلا تھے، ان سے باز پرس نہیں ہوگی، لیکن جو موعظت کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایسے لوگ الٹ۔
د۔ ”أَمْرُهُ“ = أَمْرُ الرِّبَا فِى أَمْرِ تَحْرِيمِهِ وَغَيْرِ ذَلِكَ۔

پہلے جو کچھ ہو چکا وہ ہو چکا اب سودی کاروبار جاری رہنے یا نہ رہنے کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہے، مومنوں کو نصیحت کی جاتی اور انہیں بتادیا جاتا ہے کہ اللہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے، اور اس کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایسے لوگ الٹ۔

ملفوظ:

مندرجہ بالا وضاحت کی فحوائے کلام سے تائید نہیں ہوتی۔

• ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ إِلَى آجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ، وَلْيَكُتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ، وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكُتُبْ، وَلْيَمْلِكِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَنْحَسِ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ

هُوَ فَلْيَمْلِكْ وَلِيَّهِ بِالْعَدْلِ، وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتْنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، وَلَا يَأْتِ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمَعُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَى أَجَلِهِ، ذَلِكَمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا، وَاشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ، وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ، وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، وَيَعْلَمُكُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“ (٢٨٢)۔

اكتبوا الدين	اكتبوه:
علم الله الكاتب	علمه:
على المديون (دام ليّنه والا)	عليه:
من الدين	منه:
على المديون	عليه:
المديون	هو:
ولى المديون	وليه:
تكتبوا الدين	تكتبوه:
أجل الدين	أجله:
إن الأخرأ والأبء	فإنه:

توضیح:

۱- ایمان والو! جب ادھار کا معاملہ کسی مقررہ مدت تک کرنے لگو تو قرض کی مقدار و ادائیگی کی مدت لکھ لیا کرو اور لازم ہے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے، اسی طرح لکھے اور دستاویز کا مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض کی ادائیگی واجب ہے، اور قرض دار اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور قرض کی مقدار میں کچھ کمی نہ کرے، پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض کی ادائیگی واجب ہے، نادان ہو یا ناتوان ہو اور کسی وجہ سے وہ اس قابل نہ ہو کہ خود لکھوا سکے تو ضروری ہے کہ اس کا (قرض دار کا) کارکن معاملہ ٹھیک ٹھیک لکھوا دے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے جسے تم پسند کرتے ہو گواہ بنالو تاکہ ان دو عورتوں میں سے اگر ان ذمہ کوئی بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے، اور جب گواہ بلائے جائیں تو چاہئے کہ جن کو گواہی کے لئے بلایا گیا ہے وہ گواہی سے انکار نہ کریں، معاملہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک دستاویز کے لکھنے میں کاہلی نہ ہو، یہ کتاب اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے، اور گواہی کو درست رکھنے والی ہے اور اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شبہ میں نہ پڑو، لیکن اگر کوئی سودا دست بدست ہو جیسے تم آپس میں لیتے دیتے ہی رہتے ہو تو اگر ایسے لین دین کو نہ لکھا جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں، مگر بیچتے خریدتے ہو تب بھی گواہ کر لیا کرو اور کسی لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو ستایا نہ جائے اور اگر تم ان کو ستاؤ گے تو یہ تمہارے لئے ایک گناہ ہوگا، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہیں صحیح عمل کے طریقے سکھاتا ہے، اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

انتباہ:

ضمیر منصوب متصل کی تعبیر بعضوں نے حق سے اور بعض نے کتاب سے کی ہے، دین ہو یا حق و کتاب تینوں اسم اس آیت سے ظاہر ہیں، حسب ذوق عربیت اور حسب فہم ان میں سے قاری جو مناسب سمجھے اختیار کر لے وہ حقیقت سے دور نہیں ہوگا، اور یہی صورت ”تکتبوه“ کی ضمیر منصوب متصل میں ہوگی، البتہ ”ولیہ“، میں بعض عالموں نے ”ولی الذی له الحق“، مراد لی ہے، یعنی قرض دینے والا لکھوالے یہ ممکن تو ہے مگر بعید از صحت معلوم ہوتا ہے۔

● ”وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً، فَإِنْ مِنْ بَعْضِكُمْ بَعْضًا فُلْيُودَ الَّذِي أُوتِمْنَ أَمَانَتُهُ وَلِيَّتِي اللَّهَ رَبَّهُ، وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ“ (۲۸۳)۔
الف۔ ”إِنَّهُ“ ”إِنْ الشَّانِ۔

توضیح:

اور اگر تم سفر پر ہو اور دستاویز لکھنے والا نہ مل سکے تو کوئی چیز رہن یا قبضہ میں رکھ کر قرض لے لو اور کوئی کسی کو امین سمجھے رہن کے بغیر قرض دیدے تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور دیکھو شہادت کو مت چھپانا جو شہادت چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہگار ہے اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = ”إِنْ مِنْ۔

اور اگر..... چھپائے گا وہ دل کا گناہگار ہوگا۔

۳۔ آل عمران

”هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ، وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ“ (۷)۔

”مَاتَشَابَهَ مِنْهُ“ = مَاتَشَابَهَ مِنَ الْكِتَابِ، ”ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ“ = ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِ الْمَتَشَابَهِ، ”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ“ = مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ الْمَتَشَابَهِ، آمَنَّا بِهِ = آمَنَّا بِالْمَتَشَابَهِ۔

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری، اس کتاب میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا مدار و معیار ہے اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں (اخبار غیب سے متعلق) سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے شورش کی تلاش میں وہ کتاب کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے اور متشابہ کے غلط سلط مطلب کی جستجو میں لگے رہتے ہیں در آں حالیکہ متشابہ کا ٹھیک ٹھیک مفہوم اللہ ہی جانتا ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں، ہم اس متشابہ پر ایمان لائے وہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس دانشمند ہی قبول کرتے ہیں۔

”مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع بعضوں نے ”الکتاب“ بتایا ہے،

”رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ الْخ“ (۹)۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو اس روز جمع کرنے والا ہے جس روز کے واقع ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے، اور اللہ تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ب۔ ”فیہ“ = ”فی الجمع“ = ”جامع الناس“، سے ظاہر ہے۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، سب لوگوں کے جمع ہونے میں کوئی شک نہیں اٹھ۔

ج۔ ”فیہ“ = ”فی الحساب“۔

اے ہمارے پروردگار بے شک تو سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے، اس روز لوگوں کو اپنا حساب دینا پڑے گا، اس حساب میں کوئی شبہ نہیں اٹھ۔

د۔ ”فیہ“ = ”فی العرض“۔

اے ہمارے پروردگار..... اس روز سب اللہ کے آگے پیش ہوں گے پیش ہونے میں کوئی شبہ نہیں اٹھ۔

جیم و دال اصلاً تفسیری مراجع ہیں از روئے عز بیت بعید از بیان ہیں، اسی طرح:

ه۔ ”فیہ“ = ”فی الحکم“: اُی لا ریب فی هذا الحکم۔

مطلب یہ کہ! اے ہمارے پروردگار آپ ایک وقت سب لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں، ایسا واقعہ پیش آنے میں کوئی شبہ نہیں۔

”فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ“۔

الف۔ ”فیہ“ فی الیوم، قریب ترین اسم مکررہ موصوفہ کوئی شبہ نہیں، یہ بھی تکلف ہے، القول قول الاول۔

”قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا، فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ وَ أُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِّثْلِهِمْ رَأَى الْعَيْنِ، وَاللَّهُ

يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ“ الخ (۱۳)۔

”يُرَوِّنَهُمْ مِثْلِهِمْ“ = يَرَوْنَ النَّاسَ الْفِتَّةَ الْكُفْرَ مِثْلِي فِتَّةٍ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

توضیح:

دیکھنے والے پچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دو چند ہے مگر نتیجہ نے ثابت کر دیا کہ اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے، دیدہ بینا رکھنے والے کے لئے اس واقعہ میں بڑا سبق موجود ہے۔

● ”شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا

بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ (۱۸)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّانَ۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، اللہ ہی الہ ہے فرشتوں اور اہل علم کی گواہی بھی یہی ہے، وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، اللہ ہی الہ ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = اللَّهُ۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وہی ہے، اللہ ہی الہ ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے فرشتوں الخ۔

● ”يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا، وَ مَّا

عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا“ (۳۰)۔

الف۔ ”بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ“ = بَيْنَ النَّفْسِ وَبَيْنَ مَّا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ”ما“ موصولہ۔

توضیح:

جس روز ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی موجود پائے گا اور ان کی برائی بھی دیکھ لے گا

تو آرزو کرے گا اے کاش اس میں (عمل کرنے والے ہیں) اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی۔

ب۔ ”بینہ“ = بین الیوم۔

وہ دن آنے والا ہے جب ہر شخص اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا، خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا برائی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے (عمل کرنے والے سے) بہت دور ہوتا!

● ”إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ، وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ“ (۳۶، ۳۵)۔

”وَضَعْتُهَا“ = وَضَعْتُ مَا فِي بَطْنِهَا، وَضَعْتُ الْمَوْجُودَةَ فِي بَطْنِهَا، ”ہا“
الموجودۃ۔

توضیح:

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر مانی ہے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا سو تو یہ مجھ سے قبول کر، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

پھر جب اس نے لڑکی جنی تو یولی اے میرے پروردگار میں تو لڑکی جہی، حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جو انہوں نے جنی، اور وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا اس لڑکی کے برابر نہیں، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا الخ۔

● ”ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ“ (۴۴)۔

الف۔ ”نوحیہ“ = نوحی ذالك من أخبار الغيب، یعنی ضمیر اسم اشارہ کے

قائم مقام ہے۔

اے محمد یہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، وہ غیب کی خبریں ہیں۔

ب۔ ”نوحیہ“ = نوحی (ن ب ء) نباء الغیب، مرجع بحذف مضاف۔

اے محمد یہ خبر غیب کی خبروں میں سے ہے ہم آپ کو غیب کی خبر پر مطلع کر رہے ہیں۔

● ”إِذْ قَالَتِ الْمَلَكَةُ يَمْرَيْمُ إِنَّ اللَّهَ يَشْرِكُ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ

اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الْخ“ (۴۵)۔

”بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ“ = بكلمة من الله، اسْمُهُ = إسم الكلمة = اُی اسم

المخلوق المكون المسيح عیسیٰ، ضمیر کی تذکیر باعتبار معنی ہے۔

وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے،

اپنی طرف سے ایک کلمہ کی کہ ان کا نام ولقب مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

● ”أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلَقُ لَكُمْ مِّنَ

الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ،

الْخ“ (۴۹)۔

الف۔ ”فانفخ فيه“ = فی مثل هیئۃ الطیر، یكون طیراً، یكون المثل طیراً۔

توضیح:

اور عیسیٰ مسیح بنو اسرائیل کے لئے پیغمبر ہو گا اور وہ کہے گا میں تمہارے پروردگار کی

طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لئے مٹی کے پرندوں کی مانند ایک صورت

(مجسمہ) بنائے دیتا ہوں تو وہ پرندہ سے مشابہ (مجسمہ) میں دم کر دیتا ہوں پھر اس پرندہ سے

مشابہ صورت (مجسمہ) اللہ کے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فِي الْمَهْيَا۔

”هَيْئَةً“ = اصلاً مصدر ہے، اور یہاں مفعول، سورۃ لقمان میں ہے: ”هَذَا خَلْقُ اللَّهِ“، یعنی مخلوق اللہ یعنی ہئیتہ بمعنی مہیا مادہ: ہ ی ء۔

مطلب یہ کہ: میں تمہارے لئے پرندوں کی شکل و صورت جیسی ایک صورت گھڑ دیتا ہوں، پھر اس گھڑی ہوئی شکل و صورت میں دم کر دیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ سچ ایک پرندہ بن جاتا ہے۔

ج۔ ”فِيهِ“ = فِي الْمَخْلُوقِ، یعنی خلق کا مفعول محذوف ہے۔

تقدیر: اِنِّیْ اَخْلَقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ خَلْقًا كَهَيْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِی الْمَخْلُوقِ فِیْکُوْنَ الْمَخْلُوقُ طَیْرًا۔

..... میں تمہارے لئے مٹی سے ایک مخلوق بناؤں گا، اس کی شکل پرندہ سے مشابہ ہوگی پھر اس مخلوق میں پھونک ماروں گا تو وہ سچ سچ پرندہ بن جائے گا، الخ۔
د۔ ”فِيهِ“ = فِي الطَّیْرِ۔

اور عیسیٰ مسیح..... پرندوں کی مانند ایک پرندہ بنا دیتا ہوں پھر اس پرندہ میں دم کر دیتا ہوں۔

ملحوظہ:

یہ توجیہ ظاہر کلام سے بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

الف اور ”ب“ قریباً ہم معنی ہیں۔

”اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَاَیْکُوْنُ“ (۵۹)۔

”خَلَقَهُ“ = خَلَقَ اٰدَمَ، قَالَ لَهُ قَالَ لِجَسَدِ اٰدَمَ بِحَذَفِ مَضَافِ۔

توضیح:

بے شک عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے، اللہ نے آدم کو مٹی سے بنایا پھر جسد آدم سے کہا: وجود میں آ جاؤ، چنانچہ وہ وجود میں آ گئے (تفسیر ماجدی)۔

● ”الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ، فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ، مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ، ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ“ (۶۰، ۶۱)۔

الف۔ ”فیہ“ = فی عیسیٰ۔ یہاں گفتگو اصلاً عیسیٰ کے بارے میں ہو رہی ہے کہ ایادہ آفریدہ خدا ہیں یا نہیں۔

توضیح:

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ کہیں شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں، اس علم کے آچکنے کے بعد پھر جو کوئی آپ سے عیسیٰ مسیح کے مخلوق ہونے کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد اس سے کہو آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے کو بھی اور تمہارے تئیں بھی، پھر ہم خشوع سے دعاء کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

ب۔ ”فیہ“ = فی الحق، قریب ترین اسم حق ہے۔

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے..... پھر جو کوئی آپ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد الخ۔

● ”بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ“ (۷۶)۔

الف۔ ”عہدہ“ = عہد اللہ۔

توضیح:

آخر اللہ پر بہتان باندھنے والوں سے باز نہ رہیں کیوں نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی اور جو شخص بھی اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا بے شک اللہ برائی سے بچنے والوں کو محبوب رکھے گا۔

”عہدہ“ = عہد من۔

آخر..... اور جو شخص اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے گا، اور برائی اٹلے۔

”وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونُ السِّنْتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ.....“ (۷۸)۔

الف۔ ”تَحْسَبُوهُ“ تَحْسَبُوا المحرف، یہ مرجع ”يَلُونُ السِّنْتَهُمْ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالنے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آسمانی صحیفے پڑھتے ہیں زبان کو اس طرح الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ یہ الٹ پھیر سے بگاڑا ہوا لفظ (یا جملہ) بھی صحیفہ کی عبارت ہے جبکہ وہ کتاب کا جز نہیں ہوتا۔

مطلب یہ کہ: تو ریت وغیرہ جیسی کتاب پڑھتے ہوئے کسی لفظ یا جملہ کو اپنی رائے کے مخالف پاتے ہیں تو اس کو اپنے موافق طلب معنی میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ب۔ ”تَحْسَبُوهُ“ = تَحْسَبُوا الشبه الكتب، مضاف محذوف۔

تقدیر: يَلُونُ السِّنْتَهُمْ بشبه الكتب۔

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے آسمانی صحیفے پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں تاکہ تم کتاب کے ایسے حصہ کو جس کو انہوں نے مشتبہ بنا دیا ہے اصل کتاب ہی میں سے سمجھو۔

”أُولَٰئِكَ جَزَاءُ ۤأُوۡهُمْ أَنۢ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلَائِكَةِ

وَالنَّاسِ أَجۡمَعِينَ، خَلِيدِينَ فِيہَا“ (۸۸، ۸۷)۔

”فیہا“ = دیکھئے: بقرہ کی آیت (۱۶۲) فقرہ (۳۲)۔

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ
مِلءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوْ افْتَدَى بِهِ“..... الخ (٩١)۔
”بِهِ“ = مِلءُ الْأَرْضِ۔

توضیح:

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے سو ان میں سے کسی سے ہرگز نہ قبول کیا جائے گا زمین بھر بھی سونا، اگر چہ وہ زمین بھر سونا معاوضہ میں دینا چاہے۔

انتباه:

ایک معرب نے ”به“ کی ضمیر کا امکانی مرجع ”ذَهَبَ“ لکھا ہے، یہ قلم کی چوک ہے، ضمیر کا تیز کی طرف رجوع ہونا خلاف اصل ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ”ذَهَبَ“ عربی میں مؤنث سماعی ہے^(۱)۔

”قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنِ آمَنَ
تَبَغُّوْنَهَا عِوَجًا“ الخ (۹۹)۔

”تَبْغُونَهَا“ = تَبْغُونَ السَّبِيلَ سبیل عربی میں مونث سماعی ہے۔

آپ کہتے کہ اے اہل کتاب! جو ایمان لا چکا ہے اسے تم کیوں اللہ کی راہ سے ہٹا رہے ہو، اس راہ میں کجی نکال نکال کر، در انحالیکہ تم خود گواہ ہو کہ مومن سیدھی راہ پر ہے۔

یادداشت:

درج ذیل سورتوں میں بھی لفظ سمیل بطور تانیث آیا ہے:

۷، اعراف / ۴۵، ۶۸ -

(۱) وَالذَّهَبُ النَّجْوُ وَيُؤْتَى (القاموس المحیط صفحہ ۲۷)۔

(ذهب) الذهب معروف ويؤنث فيقال هي! (الذهب) الحمراء ويقال إن اللثايت لغة الحجاز وبها نزل القرآن، (المصباح المسموع ص ١١١).

النَّعْبُ (مص) ج أذهاب وُحُوبٌ وُحُوبٌ وُحُوبٌ وُحُوبٌ والقِطْعَةُ منه فَحْبَةٌ النِّيرُ وقد يَنْتُ (السير صفح ٢٣).

۱۱، ہود / ۱۹۔

۱۲، یوسف / ۱۰۸۔

۱۳، ابراہیم / ۳۔

۱۵، حجر / ۷۶۔

انتباہ:

سورہ اعراف ہی میں سبیل مذکور بھی آیا ہے (آیت ۱۳۶)۔

• ”وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا، وَإِنْ يَرَوْا

سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا“ الخ (اعراف: ۱۳۶)۔

اگر ان کافروں کو سیدھا راستہ نظروں کے سامنے ہی ہو تب بھی وہ اس راستہ کو اختیار نہیں کریں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ دکھائی دے تو وہ اس ٹیڑھے راستہ پر چل نکلیں گے۔

• ”وَإِذْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ قَالَفَ بَيْنَ

قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا، وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا

حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُم مِّنْهَا“ الخ (۱۰۳)۔

الف۔ ”منہا“ = من الشفاء، شفا اپنے مضاف الیہ ”حفرة“ کی لازمی خبر ہے، اس

لئے ضمیر بھی مؤنث استعمال ہوئی ہے۔

توضیح:

اور اللہ کا یہ انعام اپنے اوپر یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے

تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی سو تم اس کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے، اور تم

آگ کے گڑھے کے کنارہ تھے سو اللہ نے تمہیں آگ کے گڑھے کے کنارہ سے بچالیا۔

ب۔ ”فَاَنْقَذَكُم مِّنْهَا“ = فَاَنْقَذَكُم مِّنَ النَّارِ، اقرب مذکور۔

اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس نے تمہیں آگ سے بچالیا، اور اس طرح اُلخ۔

اور اس نے تمہیں آگ کے گڑھے سے بچالیا اور اس طرح اُلخ۔

ب اور ج درست نہیں معلوم ہوتے، کیونکہ ”منہا“ = من الحفرة۔

وہ گڑھے میں تھے نہ آگ میں کہ وہاں سے بچایا جاتا، آگ سے بچالینے سے گڑھے سے نکال لینا ضروری نہیں اور گڑھے سے نکال لیا جائے تو لازمی نہیں کہ اس کے کنارہ سے بھی ہٹالیا جائے، البتہ خطرہ کے کنارہ سے ہٹالینے کا لازمی نتیجہ خطرہ ہی سے بچالینا ہے، خواہ وہ خفیف ہو یا شدید۔

اس طرح ضمیر کا مرجع شفا زیادہ بلیغ اور زیادہ معنی خیز ہے۔

● ”مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ

أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتُهُ الْخ“ (۱۱۷)۔

”يُنْفِقُونَ“ = يُنْفِقُونَ الْكَافِرُونَ، فِيهَا = فِي الرِّيحِ۔

” ریح عربی میں مونث سماعی ہے۔

”ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ“ = ظَلَمَ الْقَوْمُ أَنْفُسَهُمْ، ”مَا ظَلَمَهُمْ“ = مَا ظَلَمَ اللَّهُ قَوْمًا۔

توضیح:

یہ کافر جو کچھ اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کی مثال تو ایسی ہے جیسی کہ ایک ہوا ہے جس میں سخت سردی (پالا) اور وہ ہوا ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، پھر وہ ہوا اس قوم کی کھیتی کو برباد کر دے تو اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یادداشت:

لفظ ریح بطور مؤنث سماعی درج ذیل سورتوں میں بھی آیا ہے:
انفال ر ۴۶، یونس ر ۲۲، انبیاء ر ۸۱، حج ر ۳۱، سباء ر ۱۲، ص ر ۳۶، احقاف ر ۲۲، حاقہ ر ۶۔
باعتبار لفظ ایک بار مذکر سورہ روم میں ہے:

”وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا“ (۵۱)۔

فعل کی تانیث کے باوجود تذکیر کے لحاظ سے صفت بھی مذکر
سورہ یونس میں ہے: ”جَاءَ تَهَا رِيحٌ عَاصِفٌ“۔

اور تانیث کے لحاظ سے صفت بھی مؤنث سورہ انبیاء میں ہے:

”وَلَسُلَيْمَانُ الرِّيحَ عَاصِفَةً“ اور ”وَالْمُرْسَلَاتُ عُرْفًا فَالْعِصْفُ عَصْفًا“

بھی اسی قبیل سے ہے۔

● ”إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ
أَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ، بَلَىٰ، إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا
وَيَأْتُواكُمْ مِّنْ قُرْهِمِ هَذَا يُمِدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ
مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ، وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ
وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ، وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ“ (۱۲۴-۱۲۶)۔

توضیح:

وہ وقت یاد کیجئے جب آپ مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا یہ تمہارے لئے کافی
نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے کرے، کیوں
نہیں، بشرطیکہ تم نے صبر و تقویٰ قائم رکھا، اگر وہ دشمن تم پر فوراً آپڑیں گے تو تمہارے

پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے کرے گا۔

الف۔ ”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الْمَدَدَ، يُمَدِّدُكُمْ۔ سے ماخوذ ہے۔

”بہ“ بالمدد۔ اللہ نے مدد کو کچھ اور نہیں بنایا بلکہ اس مدد کو خوش خبری بنایا یعنی:

یہ مدد اللہ نے اس لئے کی کہ تم خوش ہو جاؤ اور اس مدد سے تمہیں دل جمعی حاصل ہو جائے ورنہ نصرت تو بس زبردست اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

ب۔ ”جَعَلَهُ“ جَعَلَ الْإِمْدَادَ: مدد دینا، ”بہ“ = بِالْإِمْدَادِ، مصدر یہ بھی ”يُمَدِّدُكُمْ“ سے ماخوذ ہے، اور اس میں اب آئندہ بھی دینے کا مفہوم ہے۔

..... اور یہ امداد دینا اللہ نے اس لئے ہی منظور کیا کہ تم اس مدد ملنے سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس مدد ملنے سے دل جمعی حاصل ہو جائے اور نصرت یاوری تو زبردست الخ۔

ج۔ ”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الْعِدَدَ خَمْسَةَ الْآفِ۔ سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ نبی نے تو اللہ کی طرف سے تین ہزار فرشتوں کی تعداد کو امداد کے لئے کافی خیال کیا تھا، ہم ازراہ شفقت اس پر مزید دو ہزار کا اضافہ کئے دیتے ہیں اور یہ تعداد اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس تعداد کثیر سے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

د۔ ”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الْإِنْزَالَ، اس کے پہلے کی آیت کے لفظ ”مُنْزِلِينَ“ سے ماخوذ نشان زدہ فرشتوں کا برائے امداد اترنا اس لئے ہے کہ تم ان کے نزول سے خوش ہو جاؤ اور ان کے اترنے سے تمہیں خاطر جمعی حاصل ہو۔

ضمیر کی تلاش میں زیر غور آیت کو چھوڑ کر اس سے پہلے والی آیت کی طرف جانا غیر ضروری ہے۔

هـ۔ ”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ النَّصْرَ، النَّصْرَ۔ سے ماخوذ ہے۔

یہ یاوری اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس یاوری سے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

و۔ ”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ التَّسْوِيمَ، علامت، نشانی، قریب ترین اسم سے، ماخوذ مصدر

”بہ“، بالتسویم، عام فرشتوں اور کسی دوسری مخلوق کے ذریعہ نہیں بلکہ فرشتوں کی علامت کے ذریعہ۔

اس لئے کہ تم اس علامت سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس علامت سے دل جمعی حاصل ہو اُلح۔

یہ تخریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

ز۔ ”جَعَلَهُ“ = جعل الوعد، یہ ”إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا يَأْتُوَكُمْ“ سے ماخوذ تفسیری توجیہ ہے، زیر غور کلام میں نوع دما کوئی باب یا صیغہ مذکور نہیں ہے سمجھانے کے لئے یہ تاویل اختیار کرنے میں غلطی کا احتمال ہے۔

● ”وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ“ (۱۴۳)۔

الف۔ ”تَلْقَوْهُ“ = تَلْقُوا الْمَوْتَ ”رَأَيْتُمُوهُ“ = رَأَيْتُمُوا الْمَوْتَ۔

توضیح:

اور تم موت کی تمنا کر رہے تھے قبل اس کے کہ موت سے ملو سو اس کو (موت کو) تم نے کھلی آنکھ سے دیکھ لیا۔

ب۔ ”تَلْقَوْهُ“ = تَلْقُوا الْعَدُو، رَأَيْتُمُوهُ = رَأَيْتُمُوا الْعَدُو،

اور تم تو موت کی آرزو کر رہے تھے قبل اس کے کہ دشمن کے سامنے آؤ سو اس کو (دشمن کو) تم نے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

یہ توجیہ تفسیری ہے، اس میں جنگ احد سے کچھ ہی پہلے کے واقعات سے مدد لی گئی

ہے۔

● ”إِنْ يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ، وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ“ (۱۶۰)۔

الف۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ اللَّهِ،

توضیح:

اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر اللہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو کوئی ایسا ہے جو اللہ کے بعد تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الْخِذلَانِ،

اگر اللہ تمہاری یاری ترک کر دے تو اس ترک و طرد کے بعد کون ایسا ہے جو تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

● ”أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا“ (۱۶۵)۔

”مِثْلَيْهَا“ = مِثْلَى مُصِيبَةٍ أَصَبْتُمْ، ”مُصِيبَةٌ“ نکرہ موصوفہ۔

کیا جس وقت تم پر مصیبت آپڑی، حالانکہ تم اپنے دشمن کو اس سے دوچند مصیبت پہنچا چکے تھے تو تم بول اٹھے، یہ حادثہ کہاں سے آیا تو آپ کہہ دیجئے وہ تمہارے ہی طرف سے رونما ہوا۔

● ”الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا“ (۱۷۳)۔

”لَهُمْ“ لِلْمُؤْمِنِينَ فَاخْشَوْهُمْ، فَاخْشَوْا إجماع الناس واستعدادهم الحرب زادهم إيمَانًا، زَادَ الْمُؤْمِنِينَ الْقَوْلَ إيمَانًا۔

توضیح:

مومن ایسے لوگ ہیں کہ ان سے کہنے والوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف فوج اور سامان حرب اکٹھا کر لیا ہے (اور تم ان سے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے) ان سے ڈرو لیکن لوگوں کے اس قول نے مومنوں کی قوت ایمانی اور بڑھادی۔

• ”إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ، فَلَا تَخَافُوهُمْ
وَخَافُوا اللَّهَ“ (۱۷۵)۔

”أَوْلِيَاءُهُ“ = اَوْلِیاء الشَّیْطَانِ۔

الف۔ ”لَا تَخَافُوهُمْ“ = لَا تَخَافُوا اَوْلِیاء الشَّیْطَانِ اقرب مذکور۔

یہ تو شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم شیطان کے
دوستوں سے مت ڈرو مجھ ہی سے ڈرو۔

ب۔ ”تَخَافُوهُمْ“ = تَخَافُوا الشَّیْطَانِ، یہاں شیطان بطور اسم جنس استعمال ہوا
ہو تو: مطلب یہ ہوا کہ شیطانوں سے مت ڈرو یہ شیطان اپنے اپنے دوستوں سے انسانوں کو
ڈراتے ہیں۔

ڈرانے کا اصل محرک شیطین ہیں نہ کہ ان کے دوست۔

یہ تو شیطان ہی ہیں جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتے ہیں سو تم ان شیطانوں سے
مت ڈرو الخ۔

ج۔ ”تَخَافُونَ“ تَخَافُوا النَّاسَ،

آیت رقم ”۱۷۳“ میں ہے: ”قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ
فَاخْشَوْهُمْ الْخ“۔

بعض لوگوں نے مومنوں سے کہا تمہارے خلاف لوگوں نے فوج اور سامان حرب
اکٹھا کر لیا ہے ان لوگوں سے ڈرو مگر مومنوں کے ایمان تو ایسی باتوں سے پختہ ہو گئے۔

• ”وَلَا يَحْزَنُ الَّذِينَ يَخْلَوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ

خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ“ (۱۸۰)۔

”هُوَ“ الخ اسم غیر مذکور لیکن فعل ”يَخْلَوْنَ“ سے صاف ظاہر ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے، اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس
خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے لئے اچھا ہے، نہیں یہ بخل ان کے حق میں نہایت بُرا ہے۔

۴۔ نساء

• ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً،
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ“ (۱)۔

الف۔ ”منہا“ = مِنَ النَّفْسِ زَوْجَهَا۔ ”زَوْجَهَا“ = زَوْجَ النَّفْسِ وَزَوْجَهَا
من تلك النفس وزوجها به = باللہ۔
من برائے ابتدائے غایت۔

توضیح:

لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس
سے اس کا جوڑا پیدا کیا، پھر اس نفس اور اس کے جوڑے سے دنیا میں بہت سے مرد اور
عورتیں پھیلا دیئے، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو
اور قطع رحم مت کرو کہ آفرینش میں ایک ہی جوہر سے ہو۔

• ”وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَبْدَلُوهَا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ، وَلَا
تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ، إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا“ (۲)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْاَكْلَ۔

توضیح:

پیہوں کے مال ان کو واپس دید و اچھے مال کو برے مال سے مت بدلو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ ایسا کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔
ب۔ ”إِنَّهُ“ اِنْ التبدل۔

..... اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے..... ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

ج۔ ”إِنَّهُ“ = علیہا علی تأویل الضمیر بمنزلة الإشارة كأنه قيل: إن ذلك..... ایسا کھانا اور ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

● ”وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً، فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مُّريَّاتًا“ (۴)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = من الصداق۔ ”كُلُوْهُ“ = كُلُوا ذلك الشيء من الصداق
”مِنْ“ بعضیہ۔

توضیح:

عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دیدیں تو تم مہر کا یہ حصہ مزے سے کھا سکتے ہو۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = من المال، كُلُوا من مال الصداق صدق سے ماخوذ ہے۔

ج۔ منه و کُلُوْهُ = من الإيتاء، اتوا۔ سے ماخوذ ہے۔

..... اگر وہ خود اپنی مرضی سے اپنے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دے دیں تو تم یہ دین مزے سے کھاؤ۔

آخر الذکر توجیہ بتاویل بعید ہی درست ہو سکتی ہے۔

• ”وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا“ (۸)۔

”منہ“ = من المقسوم، اس آیت کے لفظ قسمت سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت کنبہ کے لوگ یتیم اور مسکین آئیں تو اس متردک میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔

• ”وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا، وَسَاءَ سَبِيلًا“ (۲۲)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إن النکاح = نکاح الأبناء نساء آبائهم۔

توضیح:

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو، مگر پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا، ایسا نکاح ایک سخت بے حیائی کا فعل ہے، نہایت ناپسندیدہ اور بُرا چلن ہے۔

ب۔ ”مَا قَدْ سَلَفَ“ سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ اس سے زنا مراد ہے، اور ضمیر متصل کا مرجع اسی کو قرار دیا ہے۔

مطلب یہ کہ إِنَّهُ كَانَ: ان مَا قَدْ سَلَفَ مِنَ الزَّوْنِ۔

کان الزنا لایزال فاحشۃ فی الماضي والمستقبل۔

نکاح مفت، تو اب قطعی ممنوع ہو گیا، رہا زنا سودہ ہمیشہ ہی سے بُرا تھا، وہ تو قابل گرفت و قابل سزا رہے گا ہی۔

ملفوظ:

اس کی بعد والی آیت میں بھی ”إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ“ کا مطلب یہ ہے کہ جو جو رشتے اب حرام کر دئے گئے ہیں ایسے رشتے اگر سابق میں ہوئے ہوں تو ان پر اب کوئی سزا نہیں ہوگی، مگر ایسے رشتے اب باقی نہیں رہیں گے۔

● ”وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا، إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا“ (۳۵)۔

الف۔ ”إِنْ يُرِيدَا“ = ”إِنْ يُرِيدَا الْحَكَمَانِ بَيْنَهُمَا“ = ”بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ“۔

توضیح:

اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑنے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم قرابت داروں میں سے اور ایک عورت کے قرابت داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ میاں اور بیوی کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ب۔ ”يُرِيدَا“ = ”يُرِيدَا الْحَكَمَانِ، ”بَيْنَهُمَا“ ”بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ“۔

اور اگر..... وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں حکموں میں موافقت پیدا کر دے گا اور صلح صفائی ہو جائے گی الخ۔

گویا یہ جملہ محذوف ہے یعنی حکمین کے اتفاق سے زوجین میں اتفاق ہوگا۔

ج۔ ”يُرِيدَا“ = ”يُرِيدَا الزَّوْجَانِ ”بَيْنَهُمَا“ ”بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ“۔

..... مقرر کرو، میاں اور بیوی دونوں صلح صفائی چاہیں گے تو اللہ میاں بیوی میں

موافقت پیدا کر دے گا۔

● ”مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ.....“ (۴۶)۔

”مَوَاضِعِهِ“ = مواضع الکلام۔

کلم کا واحد کلمہ، باعتبار جمع ضمیر مضاف الیہ مؤنث ہونی چاہئے تھی مگر یہاں کلم سے کلام مراد ہے، خواہ وہ توراۃ و انجیل کا ہو یا قرآن کا۔
ضمیر واحد غائب مجرور کی تذکیر اسی وجہ سے ہے۔

اور یہ جو یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں کہ کلام کو اپنے محل و مقام سے پھیرتے اور اس میں رد و بدل کرویتے ہیں۔

● ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَلِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُّهَا عَلَىٰ آذُنٍ آيَةً أَوْ نَنْفَعَهُمْ كَمَا لَغْنَا أَصْحَابَ السَّبْتِ، وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا“ (۴۷)۔

الف۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ نَلْعَنَ الوجوه۔

اے لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تھی مان لو اس کتاب کو جو ہم نے اب نازل کیا ہے، جو اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتی ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر انہیں پیچھے پھیر دیں یا ان چہروں کو اس طرح لعنت زدہ کر دیں جس طرح سبت والوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا اور یاد رکھو اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے (تفہیم)۔

ب۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ نَلْعَنَ أصحاب الوجوه بحذف مضاف۔

اے وہ لوگو!..... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ کر دیں الخ۔

ج۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ = نعلن الذين أوتوا الكتاب۔

اے وہ لوگو!..... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ الخ۔

● ”أَنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ، وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا“ (۵۰)۔

الف۔ ”بہ“ = بالکُتب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

دیکھو تو سہی یہ اللہ پر بھی جھوٹے افترا گھڑنے سے نہیں چوکتے ان کے صریح گنہگار ہونے کے لئے جھوٹ کا یہی ایک گناہ کافی ہے۔

ب۔ ”بہ“ = بالافتراء، بلحاظ معنی۔

دیکھو..... اور ان کے صریح گناہگار ہونے کے لئے یہی افتراء کافی ہے۔

”فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا“ (۵۴)۔

”آتَيْنَهُمْ“ = اتینا آل ابراہیم۔

”فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ“ (۵۵)۔

الف۔ ”مِنْهُمْ“ = مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ، ”بہ“ = بِإِبْرَاهِيمَ ”عَنْهُ“ = عَنْ إِبْرَاهِيمَ۔

ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور بڑا ملک بھی بخشا تھا، تو آل ابراہیم میں سے کوئی ابراہیم پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے روگردانی کی۔

ب۔ ”مِنْهُمْ“ = مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ ”بہ“ = بِمُحَمَّدٍ ﷺ ”عَنْهُ“ = عَنْ مُحَمَّدٍ

ﷺ، فحوائے کلام سے ظاہر ہے، اگرچہ اسم مذکور نہیں ہوا آل ابراہیم میں سے کوئی محمد پر ایمان لایا اور کوئی اس سے (محمدؐ سے) روگردان ہوا الخ۔

”أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ“ (۶۰)۔

الف۔ ”يَكْفُرُوا بِهِ“ = يَكْفُرُوا بِالطَّاغُوتِ۔

یہاں طاغوت مذکور اور زمر (آیت ۱۷) میں مونث ہے۔

• ”وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فَبَشِّرْ عِبَادَ“ (۱۷)۔

اے نبی تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے، اور ان کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، شیطان انہیں بہکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے (تفہیم)۔

ب۔ ”كَفَرُوا بِهِ“ = كفروا بالتحاکم یعنی تحاکم إلى الطاغوت۔
..... طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرنے سے منع کیا گیا تھا الخ۔
نفس تحکیم سے انکار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، طاغوت کی تحکیم ممنوع قرار دی گئی تھی۔

• ”وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنْ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ اخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ“ الخ (۶۶)۔
الف۔ ”مَا فَعَلُوهُ“ = مَا فَعَلُوا المکتوب = الحکم۔

توضیح:

اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ آپ اپنے کو ہلاک کر دو یا یہ حکم دیا ہوتا کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اکثر تو ایسے ہوتے جو اس حکم پر عمل نہیں کرتے ان میں سے صرف چند ہی ایسے نکلتے جو اس پر عمل پیرا ہوتے۔

ب۔ ”مَا فَعَلُوهُ“ = مَا فَعَلُوا الإخراج اُخْرَجُوا سے ماخوذ مصدر، ضمیر سے قرہبی مصدر۔

اگر ہم نے..... ان میں سے کم ہی آدمی اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر عمل کرتے۔
 ”وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيَبْطُنَ، فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَالْ قَدْ
 أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا، وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ
 فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ
 يَلْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا“ (۷۲، ۷۳)۔

”قَالَ“ = قَالَ الْمُبْطِئُ، كَأَن لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ اس کا کہنے والا
 عبارت میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے کہ کہنے والا اللہ ہے۔
 ”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ الْقَائِلِ الْمُبْطِئِ، مَعَهُمْ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ۔

توضیح:

ہاں تم مومنوں میں سے کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو لڑائی سے جی چراتا ہے اور اگر تم
 پر کوئی مصیبت آئے تو یہ جی چرانے والا مبطلی کہتا ہے: اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان
 لوگوں کے ساتھ نہیں گیا۔

الف۔ اور اگر اللہ کی طرف سے تم مومنوں پر فضل ہو تو مبطلی کہتا ہے اور اس
 طرح کہتا ہے گویا تم میں اور اس میں دوستی یاری کا کوئی تعلق تھا ہی نہیں، کاش میں بھی ان
 کے ساتھ ہوتا تو بڑا کام بن جاتا۔

ب۔ ”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ الرَّسُولِ۔

اس لحاظ سے معنی غالباً اس طرح ہوں گے:

اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہو تو مبطلی کہتا ہے، اور اس طرح کہتا ہے گویا
 تمہارے (جیسے مومنین مخلص) اور رسول کے درمیان یاری مددگاری کا کوئی تعلق نہیں تھا
 اور یہ (مومنین) جہاد میں رسول کا ساتھ نہیں دیں گے، اور میری طرح فتح یا شکست کے
 منتظر رہیں گے کہ اگر فتح ہو جائے تو ان کی طرح میرا بھی کام بن جائے اور غنیمت بآسانی

ہاتھ آجائے۔

ملفوظ:

”منکم“ سے ظاہر ہے کہ یہاں ذکر ان مسلموں کا ہے جن کا ایمان ابھی پختہ نہیں ہوا تھا، انہیں کو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے ابھارا جا رہا ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ الْخَبِيرِ.

● اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ، وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا“ (۸۷)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الیوم۔

توضیح:

اللہ ہی الہ ہے کوئی اور الہ نہیں ہے، وہ تم سب کو اس قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الجمع۔

اللہ ہی الہ ہے..... تم سب کو قیامت کے دن جمع کر لے گا جمع ہونے میں شبہ نہیں۔

ملفوظ:

زیر غور آیت کا آل عمران کی نویں اور پچیسویں آیت دوسرا اور چوتھا فقرہ سے
مقارنہ مفید رہے گا۔

● وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَبِعَازَةِ اللَّهِ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَعَظِيبَ الْعَذَابِ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَاعْدَلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (۹۳)۔

”فِيهَا“ = فی جہنم۔

توضیح:

اور جو شخص ایک مومن کو قصد امار ڈالے گا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے وہ مار ڈالنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

عربی میں ”جہنم“ مؤنث نسائی ہے، اس لئے اس کی ضمیریں بھی مؤنث آئی ہیں ضمیر مستتر کی مثالیں:

● فَأُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا (۹۷)۔

تقدیر: ساءت جہنم و مصیراً۔

اسی طرح اسی سورۃ کی آیت ۱۱۵ اور فتح ۶، ق ۳۰ اور سورۃ اسراء ۹۷، جنت اور ضمیر متصل و مجرور اور اسم کی خبروں کو لانا وصف کے لئے دیکھئے:

بقرہ ۹۳، ۱۲۱، ۱۶۹۔ توبہ ۴۹۔ حجر ۴۳، ۴۴۔ نحل ۲۹۔ اسراء ۱۸۔ مریم ۶۸، ۷۰، ۷۱، ۷۲۔ طہ ۷۴۔ انبیاء ۹۸۔ فرقان ۶۵، ۶۶۔ عنکبوت ۵۳۔ یسین ۶۳۔ ص ۵۶۔ رحمان ۶۳۔ نباہ ۲۱۔

● ”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَّةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَّةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ، وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“ (۹۲)۔

”أَنْ يَصَّدَّقُوا“ = اُن صدقوا اہل المقتول، وَاِنْ كَانَ المقتول من قوم عَدُوٍّ لَّكُمْ، وَاِنْ كَانَ المقتول من قوم بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ اٰهْلُهُ، اہل المقتول من لم

توضیح:

کسی مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسرے مومن کو مار ڈالے اگر ایسا قتل نادانستگی یا بھول چوک سے ہو جائے تو جو مومن کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قاتل ایک مومن کو غلامی سے آزاد کر دے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی پورا پورا ادا کر دے اگر مقتول کے وارث خون بہا معاف کر دیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے لیکن:

اگر وہ مقتول مومن کسی ایسے گروہ سے ہو جس سے تمہاری دشمنی ہو تو ایسے قتل کا کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر مقتول کسی ایسی قوم کا شخص تھا جس سے تمہارا معاہدہ ہو تو مقتول کے وارثوں کو پورا خون بہا دیا جائے گا، اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہو گا۔ اور اگر کوئی مومن قاتل خون بہا دے سکتا ہے اور نہ مومن غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے ہوں گے، یہ اس گناہ پر اللہ سے توبہ کرنے کا طریقہ ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

انتباہ:

آخری صورت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خون بہا کی استطاعت رکھتا ہے، لیکن مومن غلام آزاد نہیں کر سکتا یا اس کے برعکس سو اس کی تفصیل کے لئے فقہی مطولات سے رجوع کیا جاسکتا ہے، ضمیروں کی وضاحت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

● وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ، إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا، إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا، وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ

فَاقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلَتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا
 أَسْلِحَتَهُمْ، فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ
 طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا
 حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، وَذَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ
 أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَلَا
 جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ
 مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ، وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ
 أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا (۱۰۱، ۱۰۲)۔

توضیح:

اے مومنو جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار
 کرو خصوصاً جب کہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری
 دشمنی پر اترے ہوئے ہیں۔

اے نبی جب تم جنگ کرتے وقت سپاہیوں کے درمیان ہو اور حالت جنگ میں
 انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہئے کہ جملہ سپاہیوں میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ
 کھڑا ہو اور وہ ہتھیار لئے رہے، پھر جب وہ سجدہ کرے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا گروہ جس
 نے ابھی نماز نہیں پڑھی آگے آکر تمہارے ساتھ پڑھے اور وہ بھی اپنے ہتھیار لئے جو کنار
 ہے، کیونکہ کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا
 غافل ہو تو تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں، اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو
 ہتھیار علاحدہ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر پھر بھی چوکے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے
 کافروں کے لئے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

”وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمُ الْخ“

الف۔ ”فِيهِمُ“ = فی المومنین المقاتلین، ”مِنْهُمْ“ = من المقاتلین۔
الخائفین بالعدو، سب سپائی دشمن کے مقابلہ پر ہیں اور ہر آن دشمن کا حملہ متوقع ہے ”يَاخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ“ = یاخذوا المقاتلون أسلحتهم، ”الَّذِينَ يُصَلُّونَ مَعَكَ فَإِذَا سَجَدُوا“ = سجد المصلون ”فَلْيَكُونُوا“ = فَلْيَكُنِ المصلون من وراءكم۔

ب۔ ”فِيهِمُ“ = فی الضاربین فی الأرض = مسافر۔

اس صورت میں پوری آیت کا تعلق حالت سفر سے ہوگا، حالت جنگ ضروری نہیں، گو عادتاً یہی ہوتا ہے کہ جنگ قیام گاہ سے دور نکل کر کی جاتی ہے، قطعہ یا ایسے ہی کسی طرح کے محفوظ مقام کے سپاہی، خواہ سفر نہ کریں، مگر حالت جنگ کی وجہ سے دشمن کے حملہ کے اندیشہ سے وہ کسی وقت خالی نہیں رہ سکتے۔

انتباہ:

رسول اللہ ﷺ نے مختلف جنگی حالات میں صلوٰۃ خوف مختلف طریقوں سے پڑھائی ہے، تفصیل فقہی کتابوں کے باب ”صلوٰۃ الخوف“ میں ملے گی۔

● وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا (۱۱۲)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِالْإِثْمِ۔

توضیح:

پھر جس نے کوئی خطایا گناہ کر کے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اس نے تو ایک دروغ بیانی اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

ب۔ ”بہ“ = المكسوب۔

پھر جس نے کوئی خطایا گناہ کیا اور اپنے ایسے کئے ہوئے کام کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس نے اٹخ۔

ج۔ ”بہ“ = بالکُتب۔

پھر جس نے کوئی..... اس فعل کو کسی اٹخ۔

د۔ ”بہ“ = أحد المذکورین، خطایا، اسم۔

پھر جس نے کوئی خطا کیا ہو یا گناہ کیا ہو اور اس نے اپنی خطایا اپنے گناہ کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس خطایا اس گناہ کا بار اپنے سر لے لیا یعنی دوہرا گناہ کیا۔

● ”وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ.....“ (۱۱۳)۔

الف۔ ”مِنْهُمْ“ = من الناس اسم مذکور نہیں۔

اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو تم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا (تفہیم)۔

ب۔ ”مِنْهُمْ“ = من المنافقین۔

اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا..... تو منافقوں کے ایک گروہ نے اٹخ۔

● ”وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا

تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ“ (۱۲۹)۔

”تَذَرُوهَا“ = الْمُمِيلُ عَنْهَا: الْمُمِيلُ عَنِ الزَّوْجَةِ۔

مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے، البتہ ”لَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

وہ بیوی جس کی طرف اس کے شوہر کی رغبت کم ہو یا بالکل نہ ہو اور وہ شوہر اس کو

طلاق بھی نہ دے اور بے توجہی کرتا رہے اور تم خواہ کتنا ہی چاہو اپنی ایک سے زائد بیویوں میں ہرگز عدل نہیں قائم کر سکو گے تو ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ اور اپنی بیویوں میں سے کسی کو ایسی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ بیچ ادھر لٹک رہی ہو۔

● -يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ، إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱۳۵)۔

الف۔ ”بہما“ = یعنی الغنی والفقیر = بالاعنیاء والفقراء۔
اور ب برائے بدل۔

یہ اس صورت میں کہ ان شرطیہ کا جواب محذوف ہو، محذوف ہوگا:
فَلْيَشْهَدْ عَلَيْهِ وَلَا يَرَاعِ الْغَنَىٰ لَغْنَاهُ وَلَا الْفَقِيرَ لَفْقَرِهِ.
”اللہ اولیٰ بہما“ جواب شرط نہیں ہوگا چونکہ پہلے مالدار اور مفلس کا ذکر لفظوں میں آیا تھا، اس لئے ضمیر اُدھر پھیری گئی۔ مطلب یہ کہ:

توضیح:

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو ایسی سچی گواہی دینے سے تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی دولت مند ہے تو اس کی دولت مندی کا خیال کر کے، یا اگر کوئی مفلس ہے تو اس کی ناداری کا لحاظ کر کے اس کے خلاف گواہی دینے سے مت رکھو، تو نگروں اور ناداروں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے۔

ب۔ بہما ب برائے بدل اور اللہ ”اولیٰ بہما“ جواب شرط ہو تو ”بہما“ یعنی

الغنى وفقر الفقير۔

مطلب یہ کہ:

اے ایمان والو..... اگر ایک مال دار ہے اور دوسرا نادار تو ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے مال دار یا نادار کی موافقت یا مخالفت کا خیال کئے بغیر ٹھیک اور سچی گواہی سے مت رکو۔

ج۔ ”بہما“ = بالفریقین یعنی ہر دو فریق خواہ مالدار ہوں خواہ نادار یعنی..... فریقین معاملہ خواہ دونوں مالدار ہوں یا دونوں نادار تم کسی کا پاس و لحاظ کئے بغیر بے لاگ سچی شہادت دینے سے مت رکو، بہر حال ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خیال کیا جائے۔

● - وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ، إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ، إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (۱۴۰)۔
”مَعَهُمْ“ = مع الکافرين والمستهزئين۔

الف۔ فی حدیث غیرہ: فی حدیث غیر الکفر والاستہزاء۔

اے مومنو! اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان آیتوں کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو تم ان کافروں اور ہنسی اڑانے والوں کے ساتھ مت بیٹھو، جب تک یہ لوگ کفر و استہزاء کی بات چھوڑ کر کسی اور دوسری بات میں نہ لگ جائیں، ورنہ تم بھی انہیں میں شمار کئے جاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ جہنم میں داخل کرے گا۔

ب۔ ”فی حدیث غیرہ“ = فی حدیث غیر الاستہزاء قریب ترین فعل سے

ظاہر ہے۔

اے مومنو اللہ..... یہ لوگ ہنسی و مسخری چھوڑ کر کسی اور بات میں نہ لگ جائیں۔

ج۔ فی حدیث غیرہ = فی حدیث غیر الکفر۔

اے مومنو اللہ..... یہ لوگ کافرانہ بکواس چھوڑ کر اور دوسری بات میں نہ لگ جائیں۔

• - اِنْ تَبَدُّوْا خَيْرًا اَوْ تُخَفُّوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (۱۴۹)۔

الف۔ ”تُخَفُّوْهُ“ = تخفوا الخیر۔

اگر تم بھلائی کو ظاہر کرو گے یا بھلائی چھپا کر کرو گے یا برائی سے درگزر کرو گے تو
خدا بھی معاف کرنے والا اور صاحب قدرت ہے۔

ب۔ ”تُخَفُّوْهُ“ = تخفوا السوء۔

اس سے پہلے کی آیت: ”لَا يَحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسَّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ“
دونوں آیتوں کو ملانے سے تقدیر کلام کچھ اس طرح ہوگی:

اِنَّهٗ تَعَالٰی اَبَاحَ الْجَهْرَ بِالسَّوْءِ لِمَنْ كَانَ مَظْلُوْمًا، قَالَ لَهُ: اِنْ تَبَدُّوْا خَيْرًا
بَدَلًا مِّنَ السَّوْءِ اَوْ تُخَفُّوْا السَّوْءِ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْءٍ فَالْعَفْوُ اَوْلٰی۔

اگر تم کسی برائی کی بجائے بھلائی ظاہر کرو گے یا برائی کو جو ظالم نے مظلوم پر کی اس
کو مخفی رکھو گے اور اس برائی سے درگزر کرو گے تو یہ بہتر ہوگا اور اللہ بھی معاف کرنے والا
صاحب قدرت ہے۔

• ”وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ،
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا
فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اَتْبَاعُ الظُّنِّ وَمَا
قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا (۱۵۷)۔

”قَوْلِهِمْ“ = قول اليهود، فيه، في القتل = في قتل عيسى۔

الف۔ ”مَا قَتَلُوْهُ“ = مَا قَتَلُوْا عِيسٰى۔

یہ آیت اس سے پہلے کی آیت ”وَيَكْفُرْهُمْ“ پر معطوف ہے اور یہ جار مجرور متعلق ہے محذوف سے، تقدیر کلام یوں معلوم ہوتی ہے:

وَيَقُولُ الْيَهُودُ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ، فَفَعَلْنَا بِهِمْ مَا فَعَلْنَا، لَعْنَاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً۔

توضیح:

یہود کو ان کے کفران نعمت اور مریم پر بہتان باندھنے اور ڈھٹائی سے یہاں تک کہہ دینے کی وجہ سے کہ ہمیں نے مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے ہم نے (اللہ نے) ان یہود کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا، ان کو ذلیل و خوار کیا اور ان کے دل سخت کر دیئے۔ ان یہودیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب پر چڑھایا بلکہ قتل کی بات یہودیوں کے لئے مشتبہ ہو گئی اور جن لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں اختلاف کیا وہ بھی شک میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس بھی عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، محض گمان کی پیروی ہے، یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

ب۔ ”مَا قَتَلُوهُ“ = مَا قَتَلُوا الظَّنَّ۔

محاورہ عرب میں قتل کے ایک معنی کسی بات کو قطعیت سے کہنے یا کرنے کے بھی آتے ہیں، معنی ہوں گے: مَا صَحَّ ظَنُّهُمْ وَمَا تَحَقَّقُوهُ: یقیناً قتل عیسیٰ کے بارے میں یہود کا گمان محض گمان ہی ہے یقین سے وہ کوئی بات نہیں کہہ سکتے، اور اگر ظن کے معنی بالفرض علم لئے جائیں تو معنی یوں ہوں گے: لَمْ يَكُنْ عِلْمُ الْيَهُودِ بِقَتْلِ الْمَسِيحِ عِلْمًا أُحِيطَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ ظَنًّا۔

قتل عیسیٰ مسیح کے بارے میں یہودیوں کو کوئی بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی۔

ملفوظ :

والظاهر قول الجمهور أَنَّ الضمير يعود إلى عيسى يجعل الضمان
كلها كشيء واحد فلا تختلف والمعنى صحيح بليغ۔
”قَتْلُوهُ“ میں ضمیر منصوب منفصل واحد غائب مذکر کا مرجع عیسیٰ ہے معنی میں کوئی
الجمہن نہیں اور جیسا کہ پہلے بھی توجہ دلائی گئی ہے ایک ہی مکمل جملہ میں ضمیروں کے مراجع
میں توافق عربی کلام کی خوبی ہے۔

• -وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ
الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (۱۵۹)۔

الف۔ ”يُؤْمِنَنَّ بِهِ“ = يُؤْمِنَنَّ أَحَدُ بَعِيسَى ”قبل موتہ“ قبل موت أَحَدٍ،
يكون = يكون عيسى عليه السلام عليهم على الناس۔

تقدیر: وَإِنْ أَهْلُ الْكِتَابِ أَحَدٌ إِلَّا يُؤْمِنَنَّ بِعِيسَى قَبْلَ مَوْتِهِ۔
اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے پہلے عیسیٰ پر
ایمان نہ لائے اور قیامت کے روز عیسیٰ ایمان لانے والوں پر گواہ ہوں گے۔

ب۔ ”يُؤْمِنَنَّ بِهِ“ = يُؤْمِنَنَّ بَعِيسَى ”قبل موتہ“ = قبل موت عيسى۔
اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے عیسیٰ پر
ایمان نہ لائے۔ الخ

یعنی مسیح کی طبعی موت جب کبھی اور جہاں کہیں بھی واقع ہوگی اس وقت وہ
سارے اہل کتاب جو عیسیٰ کی رسالت کے منکر تھے اب آپ کی وفات کے وقت آپ پر
ایمان لے آئیں گے۔

• -يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَهُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا
إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا، فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ

فَسَيَدْخُلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ (۱۷۴، ۱۷۵)۔

الف۔ ”بہ“ = باللہ، ”رَحْمَةٍ مِّنْهُ“ = رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى اللّٰهِ۔

توضیح:

اے لوگو! تمہارے پاس یقیناً ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آچکی ہے،
اور ہم تمہارے اوپر ایک کھلا ہوا نور اتار چکے، جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کو مضبوط پکڑے
رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا، اور انہیں اپنی طرف پہنچنے کا سیدھا راستہ
دکھائے گا۔

ب۔ ”بہ“ = نَزَّ عَمِينَ یہ لفظ اس سے پہلی والی آیت میں موجود ہے۔

”إِلَيْهِ“ = إِلَى الْمَوْعِدِ۔

جو لوگ اللہ پر ایمان اور قرآن پر عمل کرتے رہے اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں
داخل کرے گا، اور انہیں اپنی سیدھی راہ دکھائے گا کہ اس پر چلنے سے لوگ ان سب باتوں کے
امیدوار ہوں گے جن کا اللہ نے اپنے لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔

۵- مائدہ

• -يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ، وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ، فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۴)۔
 ”عَلَيْهِ“ = علی الاکل۔

الف۔ المصدر المفهوم من قوله ”فَكُلُوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایمان والے تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی چیزیں حلال ہیں ان سے کہہ دو کہ تم کو سب پاکیزہ چیزیں حلال اور وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہے جن کو تم نے سدھار کھا ہے اور جس طریق سے خدا نے تمہیں شکار کرنا سکھایا ہے اس طریق سے تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھایا کرو اور کھانے پر خدا کا نام لیا کرو۔

ب۔ ”عَلَيْهِ“ = علی ما أسکن علیکم۔

..... جو شکار تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھاؤ اور پکڑے ہوئے شکار پر خدا کا نام

لیا کرو۔

ج۔ ”عَلَيْهِ“ = علی ما علمتم من الجوارح = علیہ عند إرسالہ۔

..... اور شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت ان پر خدا کا نام لیا کرو۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا، اِعْدِلُوا هُوَ
أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ“ الخ (۸)۔

هو: العدل۔

صیغہ امر ”إعْدِلُوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی
دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو، عدل
خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے (تفہیم)۔

”فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً،
يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ الخ ^(۱) (۱۳)۔

”مَوَاضِعِهِ“ = مواضع الكلام۔

دیکھئے: النساء (آیت رقم ۴۶) فقرہ (۷)۔

”يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ
مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ“ (۱۶)۔

”يَهْدِي بِهِ اللَّهُ“ = يہدی بکتاب مبین = يہدی بالکتاب = بالقرآن۔

”رِضْوَانَهُ“ = رضوان اللہ ”بِإِذْنِهِ“ = بِإِذْنِ اللّٰهِ۔

(۱) ترجمہ سوان کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت، پھیرتے ہیں، کلام کو اس کے
ٹھکانے سے۔ (ترجمہ شیخ الہند صفحہ ۱۴۳)۔

توضیح:

اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آگیا ہے جو کتاب الہی کی بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے جن پر تم پردہ ڈالا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے، تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک حق نما کتاب اس حق نما کتاب کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو جو ان کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔

انتباہ:

ضمیر مجرور متصل واحد غائب مذکر ”يَهْدِي بِهِ“ کی تخریج رسول سے بھی ہو سکتی ہے، اس رسول کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں الخ۔

● - قَبَعَتِ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَ أَخِيهِ، قَالَ يُوَيَّلَتْنِي أَعْجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ (۳۱)۔

الف۔ ”لِيُرِيَهُ“ = لِيُرِيَ اللَّهُ قَابِيلَ۔

توضیح:

اللہ نے ایک کوڑا بھیجا جو زمین کھودنے لگا..... تاکہ قاتیل کو بتائے کہ وہ کوئے اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے، یہ دیکھ کر قاتیل بولا، افسوس مجھ پر میں اس کوئے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر کر سکتا۔

ب۔ ”لِيُرِيَهُ“ = لِيُرِيَ الْغُرَابِ قَابِيلَ۔

غراب قابیل کے علم کا ذریعہ بنا، اس لئے مجازاً اس کی طرف فعل کی نسبت بالکل درست ہے، ضمیر کے مرجع سے اس اسم کا قریب ترین ہونا بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے، مطلب یہ کہ پھر اللہ نے ایک کو ۲ بھیجا جو زمین کھودنے لگا کہ یہ کو ۲ قابیل کو بتائے الخ۔

ملفوظہ:

”أَخِيهِ“ = أخى الغراب، تقدیر: لیری قابیل کیف یواری الغراب سورة أخیه الغراب المیت۔

تشریح:

اللہ نے ایک کو ۲ بھیجا جو زمین کریدنے لگا، اس لئے بھیجا کہ اللہ قابیل کو یہ بتائے کہ جس طرح کو ۲ اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا ہے قابیل بھی اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ یہ تشریح اقرب از صواب تو شاید نہیں ہے تاہم قابل غور معلوم ہوتی ہے۔

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ (۳۶)۔

”بہ“ = مَا فِي الْأَرْضِ۔

مفہوم کے لحاظ سے ضمیر تشبیہ ہوگی، اس لئے کہ ”مَا فِي الْأَرْضِ“ اور ”مِثْلَهُ مَعَهُ“ کے معنی ہوں گے: زمین میں جو کچھ ہے وہ اور اس کے برابر دوسری مقدار۔ لیکن: وَخُدَ الضَّمِيرُ فِي بِهِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ تَقَدَّمَ شَيْئَانِ مَعْطُوفٍ عَلَيْهِ وَمَعْطُوفٌ۔

الف۔ إمَّا: لغرض تلازمها كما قالوا: رَبُّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، مربی۔

ب۔ إمَّا: لإجراء الضمير مجرى إسم الإشارة، كأنه قال: لِيَفْتَدُوا بِذَلِكَ۔

بسر الکلام: دو چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے تشبیہ کی بجائے واحد کا صیغہ کلام عرب

میں شاذ ہے نہ نادر۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، (وہ کبھی پاداش عمل سے بچنے والے نہیں) اگر ان کے قبضہ میں وہ تمام (مال و متاع) آجائے جو روئے زمین میں موجود ہے اور اتنا ہی اور بھی (کہیں سے) پالیں پھر یہ سب کچھ روز قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دیدیں جب بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، ان کے لئے عذاب دردناک ہے (ترجمان القرآن)۔

● ”وَكُنَّا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ
وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ
قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ“ الخ (۴۵)۔

الف۔ ”مَنْ تَصَدَّقَ بِهِ“ = من تصدق القصاص بصاحب الحق من
مجروح ”فِيهَا“ = فِي التَّوْرَةِ ”هُوَ“ = التَّصَدَّقُ ”لَهُ“ = المَتَّصِدَقُ۔

توضیح:

تورات میں ہم نے یہودیوں کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا (لازم کر دیا تھا، فرض کر دیا تھا) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ پھر جو شخص قصاص کا صدقہ کر دے (قصاص معاف کر دے) تو یہ صدقہ مہصدق کے لئے کفارہ ہے۔

تشریح:

الف نے جیم کے زخم لگایا جیم نے بدلہ نہیں لیا بلکہ معاف کر دیا، جیم کی یہ نیکی اس

کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

مجروح نے جارج کو اللہ کے واسطے معاف کر دیا تو مجروح کی یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

ب۔ ”لہ“ = للجارج یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے۔

تشریح:

پھر جو شخص قصاص معاف کر دے تو یہ صدقہ خطا کار کے لئے کفارہ ہے، خطا کار سزا نہیں پائے گا، مجروح نے جارج کو معافی دیدی تو جارج کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ جس طرح قصاص کفارہ ہے، اسی طرح معافی بھی کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ دینے والا ہے۔

بعض مفسروں نے جارج و مجروح کی بجائے لفظ قاتل و مقتول استعمال کیا ہے۔

ملحوظہ:

ص، د، ق، کے ایک معنی شرم ساری سے جرم کا اقرار کر لینا بھی آتا ہے، اس لحاظ سے آیت کے معنی اس طرح ہو سکتے ہیں کہ ”مَنْ تَصَدَّقَ بِهِ“ یعنی مصدق نے اقرار جرم کر لیا تو اقرار جرم خود ایک کفارہ ہے۔

لیکن یہ تاویل غلط نہ سہی کمزور ضرور ہے، البتہ اس کا اطلاق انسان کے معمولی قولی و فعلی خطاؤں پر ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض صحابہ سے رسول ﷺ کے قول و فعل سے ظاہر

ہے۔

● وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ، وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً

لِلْمُتَّقِينَ (۴۶)۔

الف۔ ”اَثَارِهِمْ“ = اَثَارِ النَّبِيِّينَ، پہلا ”بَيْنَ يَدَيْهِ“ بینِ یَدِی عِیْسٰی، دوسرا: ”بَيْنَ يَدَيْهِ“ بَيْنَ يَدِی اِنْجِیْلِ۔

توضیح:

ہم نے بنی اسرائیل میں بہت سے نبیوں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا، توراۃ میں سے جو کچھ اس کے (یعنی ابن مریم کے) سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والی تھی، اور خدا ترس لوگوں کے لئے سر اسر ہدایت اور نصیحت تھی۔

ب۔ ”اَثَارِهِمْ“ = اَثَارِ الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْاَحْكَامَ۔

ہم نے بنو اسرائیل میں بہت سے ان لوگوں کے بعد جنہیں یہ احکام دیئے گئے تھے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا، عیسیٰ تورات میں سے اُلُح۔

• -وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (۵۸)۔

الف۔ ”اتَّخَذُوهَا“ = اتَّخَذُوا الصَّلَاةَ۔

توضیح:

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ نماز کی ہنسی اڑاتے ہیں اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔

ب۔ ”اتَّخَذُوهَا“ = اتَّخَذُوا الْمَنَادَةَ: يعود الضمير إلى المصدر المفهوم من ناديتم۔

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ اس منادی کا مذاق اڑاتے اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل نہیں رکھتے۔

—لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ
دَاوُدَ..... تَرَى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ
مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي
الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ (۸۰، ۷۸)۔

بنو اسرائیل کی نافرمانیوں پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت بھیجی گئی ہے، تم
بنو اسرائیل کے بہت سے نافرمانوں کو دیکھو گے کہ وہ کھلے کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، کیا یہی برا سامان
بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غضب ہو ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

—وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ
مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَسِقُونَ (۸۱)۔
”وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ“ = وَلَوْ كَانَ الْيَهُودُ يُؤْمِنُونَ۔
”مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ“ = مَا اتَّخَذَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ۔

توضیح:

اگر یہود، اللہ پر اور نبی پر اور جو کچھ نبی پر اترا اس پر بھی ایمان لائے ہوتے تو وہ
کافروں کو ہرگز دوست نہ بناتے لیکن ان یہودیوں کی اکثریت بدکار ہے۔

انتباہ:

اگر کوئی مفسر ”کَانُوا“ کا اسم ”الکافرون“ قرار دے تب بھی ”اتخذہم“ کی ضمیر
منسوب کا مرجع حسب حال رہے گا۔

ابو بکر محمد قفال (م ۳۶۵ھ) کی رائے کے لحاظ سے تقدیر کلام یہ ہوگا:

”وَلَوْ كَانَ هَؤُلَاءَ الْكَافِرُونَ الْمُتَوَلِّونَ بِاللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَمَا أُنْزِلَ

إِلَيْهِ مَا اتَّخَذَ الْيَهُودَ الْمُشْرِكِينَ أَوْلِيَاءَ هُمْ“ مطلب یہ کہ:

اور وہ مشرک جن کو یہود نے اپنا دوست بنا رکھا ہے، اللہ پر، محمد ﷺ پر اور قرآن پر
ایمان لائے ہوتے تو یہ یہود ان سے دوستی نہ کرتے۔

—لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ
بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ، فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ

اَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ اَهْلِيكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَخْرِيرُ رَقَبَةٍ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، ذَلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا
حَلَفْتُمْ وَاَحْفَظُوا اَيْمَانَكُمْ“ الخ (۸۹)۔

الف۔ ”کفارتہ“ = کفارۃ قسم الحنث: قسم توڑنے کا کفارہ، قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ۔

ضمیر کی یہ تخریج باعتبار معنی ہے، لفظوں میں اس کا ذکر صراحت سے نہیں ہے۔

توضیح:

تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں بے معنی ہوں ان پر خدا تم سے مواخذہ نہیں کرے گا مگر ان قسموں پر مواخذہ کرے گا جو تم نے جان بوجھ کر کھائی ہیں، قسم توڑنے کے گناہوں کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا؟ اوسط درجہ کا کھانا جیسا تم اپنی بیوی بچوں کو کھلایا کرتے ہو، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے کپڑا پہنا دینا، یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی میسر نہ ہو تو پھر تین دن روزہ رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔

ب۔ ”کَفَّارَتُهُ“ = کفارۃ ما عقدتم۔

”ما“ موصولہ اور مضاف محذوف، حنث محذوف۔

تقدیر: کفارۃ حنث ما عقدتم۔

اس قسم (سوگند) کے توڑنے کا کفارہ جو تم نے جان بوجھ کر ارادۃ مضبوطی سے کھائی تھی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا الخ۔

ج۔ ”کَفَّارَتِهِ“ = کفارۃ العقد۔

”ما“ مصدریہ اور مضاف محذوف، تقدیر: کفارۃ حنث تعقید القسم۔

قسم کی مضبوطی کو توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو الخ۔

یعنی بغیر ارادہ کئے یو نہیں بے سمجھے بوجھے کھائی ہوئی قسم پر کچھ نہیں۔

د۔ ”کفارتہ“ = كفارة الحلف۔

یمین حلف کے معنی میں ہے اور حلف مذکر ہے۔

انتباہ:

جو اسم بصیغہ جمع آئے اس کے لئے ضمیر مؤنث آتی ہے، یہاں ایمان کا واحد یمین بھی مؤنث سماعی ہے اس کے باوجود یہ کہنا کہ ایمان کو جمع ہے مگر باعتبار معنی واحد یمین ہے اور یمین مترادف حلف ہے ایک بے محل بات ہے، اسی طرح ”نسقیکم ما فی بطونہ“ کی ایک تخریج کو یہاں منطبق کرنے کی کوشش بھی بالکل غیر ضروری ہے۔
دیکھیے: سورہ نحل آیت نمبر (۶۰)۔

• يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ
وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ (۹۰)۔

”اجْتَنِبُوْهُ“ = اجتنبوا الرجس۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شراب اور جو اور بت اور پانے یہ سب ناپاک کام
گندے شیطانی کام ہیں اس ناپاکی، گندگی سے بچتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔

انتباہ:

”رجس“ یہاں نکرہ موصوفہ واقع ہے ”انما شان الخمر“ جیسا کوئی محذوف
ماننے کی بالکل ضرورت نہیں، البتہ بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں:-

”اجْتَنِبُوْهُ“ = یعنی اجتنبوا الخمر والميسر والأنصاب والأزلام كل
ذالك رجس فاجتنبوه۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ، عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ“ الخ (۹۵)۔

الف۔ ”يَحْكُمُ بِهِ“ = يحکم بمثل ما قتل، وبال امرہ: وبال امرتن: امر الجانی۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کر ایسا کر گزرے تو جو جانور اس نے مارا اس کے ہم پلہ ایک جانور اس مویشی میں سے نذر دینا ہو گا جس کے ہم پلہ ہونے کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں اور یہ نذرانہ کعبہ بھیجا جائے گا، یا یہ نہ ہو سکے تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا، یا اس کھانے کے بدل روزے رکھنے ہوں گے تاکہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے وہ اپنے کئے کا مزہ چکھے، پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا لیکن اب اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔

ب۔ ”وَبَالَ أَمْرِهِ“ = وَبَالَ امر اللہ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو..... بدل روزہ رکھے تاکہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہو وہ اللہ کے حکم (سزا) کا مزہ چکھے پہلے جو کچھ ہو چکا الخ۔

• اِحْلَلْ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ وَطَعَامَهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلْسَّيَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۹۶)۔

الف۔ ”طَعَامُهُ“ طعام صید البحر۔
تقدیر: أحل لکم صید البحر و أکل صید البحر۔

توضیح:

تمہارے فائدے کے لئے دریا کا شکار اور اس شکار کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

ب۔ ”طعامہ“ طعام البحر۔

..... دریا کا شکار اور دریا کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

دریا کا کھانا سے مراد شکار کیا ہوا ہو یا بغیر شکار کیا ہوا۔

”طعام“ مصدر ہے، اس لئے اس سے مراد مطعم ہو سکتا ہے۔

کھائی جانے والی اشیاء سے یہاں غالباً جھینگا اور مچھلی وغیرہ مراد ہے۔

—يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلْكُمْ

تَسْأَلُكُمْ، وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلْكُمْ

عَفَا اللَّهُ عَنْهَا، وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۱۰۱)۔

الف۔ ”عَنْهَا“ (اول و دوم) = عَنْ أَشْيَاءَ۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر انہیں

بتا دیا جائے تو وہ تمہیں بُری لگیں اور اگر قرآن نازل ہونے کے دور میں ایسی چیزوں کے بارے

میں پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اب تو خدا نے ان چیزوں سے درگزر فرما دیا ہے۔

”إِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا“ کی ضمیر مجرور مؤنث کا مرجع ایسی اشیا ہو سکتا ہے جن کے

متعلق دریافت کرنا مذموم نہیں، دریافت پر بتا دیا جائے گا، جیسے مطلقہ کی مدت عدت یہ معنی

قرینہ حالیہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ب۔ ”عَنْهَا“ = ”عَنِ الْمَسْئَلَةِ“، یہ مفہوم ”لَا تَسْأَلُوا“ اور ”إِنْ تَسْأَلُوا“ سے ماخوذ ہے۔

مطلب غالباً یہ ہے:

ایسی چیزوں کے احکام مت دریافت کرو کہ اگر وہ بتادیئے جائیں تو ان پر عمل کرنا تم پر شاق گزرے ایسی صورت میں کہ ابھی قرآن کا نزول جاری ہے اگر اللہ سوال کا جواب دے اور احکام بتائے تو پھر ان پر عمل کرنا سخت دشوار ہو جائے گا۔

اللہ نے ایسے سوالوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی ان سے درگزر فرمایا۔
والعلم عند الخبير۔

• -يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِّنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ إِنْ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ، وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَثِمِينَ (۱۰۶)۔

الف۔ نَشْتَرِي بِهِ = نَشْتَرِي بِالْقِسْمِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ مِنْ نَقْسَمٍ لَهُ قَرِيبًا مِّنَّا =
”الْقَسْمُ“ = الحلف = اليمين: سوگند۔

توضیح:

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور موت کی مصیبت پیش آجائے اور وہاں اپنے جانے پہچانے لوگ موجود نہ ہوں تو دوسرے لوگوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کر لیا

کرو، پھر اگر ان گواہوں کی نسبت کوئی شک میں پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لیا جائے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض قسم یعنی حلف بیچنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کی رعایت کرنے والے نہیں اور خدا کے واسطے کی شہادت کو ہم چھپانے والے بھی نہیں ہیں اگر ہم نے ایسا کیا (شہادت پوشی کی) تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔

ب۔ ”نَشْتَرِي بِهِ“ = نشتری باللہ۔

اے ایمان والو جب تم میں سے وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض اللہ کو بیچنے والے نہیں اٹھ۔

اللہ کو بیچنے کی تفسیر، مثلاً: اللہ کا نام لے کر اپنا فائدہ کرنا وغیرہ۔

ج۔ ”نَشْتَرِي بِهِ“ = نشتری بتحریف الشہادۃ۔

اے ایمان والو..... ہم کسی فائدے کے عوض شہادت میں تحریف کرنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی اٹھ۔

پہلا اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

• اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَاٰلِکَآتِکَآ، اِذْ اٰیَّدْتُکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، تَکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَکَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْاِنْجِیْلَ، وَاِذْ تَخْلُقُ مِنْ الطِّیْنِ کَهَیْئَۃَ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتَبْرِیْ الْاَکْمَۃَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (۱۱۰)۔

”تَنْفُخُ فِیْهَا“ = تَنْفُخُ فِی الطَّیْرِ، الطَّیْرِ مَوْتٌ۔

تَقْدِير: وَإِذَا تَصَنَعَ مِنَ الطِّينِ طَائِرًا صُورَةً مِثْلَ صُورَةِ الطَّائِرِ الْحَقِيقِيِّ
فَتَنْفَخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَائِرًا حَقِيقَةً بِإِذْنِ اللَّهِ۔

توضیح:

پھر تصور کرو اس موقع کا جب اللہ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو گھوڑے ہی میں لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچنے پر میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندہ کی صورت کا بناتا اور اس صورت میں (اس مصنوعی پرندے میں) پھونکتا تھا تو میرے حکم سے وہ مصنوعی پرندہ کی صورت سچ سچ پرندہ بن جاتا تھا اور تو اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔

پھر جب بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے منکر حق تھے انہوں نے کہا یہ نشانیاں جادوگری کے سوا کچھ نہیں ہیں تو میں نے ہی تجھے ان سے بچایا۔ اور جب میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ: تب انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ ہو کہ ہم مسلم ہیں۔

”تَنْفُخُ فِيهَا“ تَنْفَخُ فِي الْهَيْئَةِ = الْهَيْئَةُ الَّتِي تَكُونُ الْكَافُ صَلَةً لَهَا۔

تَقْدِير: وَإِذَا تَصَنَعَ مِنَ الطِّينِ هَيْئَةً مِثْلَ هَيْئَةِ الطَّيْرِ فَتَنْفَخُ فِيهَا أَيْ فِي الْهَيْئَةِ الْمَوْصُوفَةِ بِالْكَافِ الْمُنْسُوبِ خَلْقُهَا إِلَى عِيسَى۔

..... تو میرے حکم سے پرندہ کی شکل کے مشابہ ایک پرندہ گھڑتا اور پھر اس مشابہ شکل میں پھونک مارتا تو وہ حقیقی پرندہ بن جاتا۔

زیر غور آیت کا آل عمران کی (۴۹) دیں آیت، فقرہ (۹) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

”قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزَّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدَ مِنْكُمْ فَإِنِّي

أَعَذَّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ“ (۱۱۵)۔

الف۔ ”مُنَزَّلَهَا“=منزل المائدة، ”لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا“= لا أعذب التعذيب
أحدا، یعنی لا أعذب مثل التعذيب أحدا۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں، مگر اس کے بعد تم میں سے جو
کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی اور کو ایسی سزا نہ دوں گا۔

ب۔ ”لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا“= لا أعذب مثل عذاب الکافر۔

اللہ نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں مگر خوان کے نازل ہو جانے
کے بعد بھی تم میں سے جو کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا جیسا خوان اترنے سے پہلے
کفر کرنے والوں کو دیا جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب۔

۶- انعام

- - وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ كِتَابٍ فِي قِرْطَاسٍ^(۱) فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالُوا الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ^(۷)۔
الف۔ ”لَمَسُوهُ“ = لمسوا الكتب۔

توضیح:

اے پیغمبر اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ تو یہی کہے جاتے کہ یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔

ب۔ ”لَمَسُوهُ“ = لَمَسُوا الْقِرْطَاسَ۔

اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کاغذ کو اپنے ہاتھ سے اٹھ۔

- ”وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ“ (۸)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى الرَّسُولِ = علی محمد۔

اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

(۱) قرطاس: ج. قرطیس، جس پر لکھا جائے (راغب) لکھنے کی جملی (سیوطی) (لغات القرآن جلد ۵، صفحہ ۹۳) (۵۳)۔

توضیح:

اور کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد، پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا (کہ وہ اس کی پیغمبری کی تصدیق و توثیق کرتا)۔

● - وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا، وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبَسُونَ (۹)۔

”جَعَلْنَاهُ“ جعلنا الرسول، ”لَجَعَلْنَاهُ“ = جعلنا الملك۔

توضیح:

اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بنا کر بھیجتے تب بھی ہم اس فرشتہ کو انسان بنا کر ہی بھیجتے اور اس طرح ان کافروں کو اس شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں وہ اب مبتلا ہیں۔

● - قُلْ لِّمَن مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلْ لِلّٰهِ، كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، لِيَجْمَعَٰنَكُمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ، الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۱۲)۔
الف۔ ”لَا رَيْبَ فِيْهِ“ = فِي الْيَوْمِ۔

توضیح:

ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے کہتے سب کچھ اللہ ہی کا ہے، اللہ نے اپنے اوپر رحم و کرم کا شیوہ لازم کر لیا ہے قیامت کے روزہ یقیناً وہ تم سب کو جمع کرے گا، اس وقت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو تباہی کے خطرہ میں ڈال لیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔

ب۔ ”لَا رَيْبَ فِيْهِ“ = لا ريب في الجمع، المصدر الفهوم من ج م ع۔

ان سے پوچھو..... روز قیامت سب لوگوں کے اکٹھا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے الخ۔

زیر غور ضمیر سے مشابہ ضمیریں اس سے پہلے آل عمران (۹، ۲۵ اور النساء ۸۷) میں گزر چکی ہیں۔

● ”قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ، مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ“ (۱۶، ۱۵)۔
 ”عَنْ“ = عن العذاب۔

تقدیر: من یصرف عنه العذاب یومئذ۔

توضیح:

آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا تو اس پر خدا نے مہربانی فرمائی اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

● ”قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللَّهُ، شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ، أِنَّكُمْ لَسَٰ شَٰهِدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةً أُخْرَىٰ، قُلْ لَا أَشْهَدُ، قُلْ إِنَّمَا.....“ الخ (۱۹)۔

الضمیر المستکن فی بلغ = القرآن، مفعول بہ محذوف یعنی بلغہ =

القرآن۔

توضیح:

ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے، آپ کہتے: میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو اس (قرآن) کے ذریعہ خبردار کر دوں، کیا واقعی تم لوگ یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہیں؟ کہتے ہیں تو اس کی شہادت ہرگز نہیں دے سکتا، آپ کہتے خدا تو وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے مطلق بے زار ہوں جس میں تم گرفتار ہو۔

● ”الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ“ (۲۰)۔

دیکھتے: بقرہ آیت رقم (۱۳۶) فقرہ (۲۳)۔

● ”وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ، وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا“ الخ (۲۵)۔

الف۔ ”يَفْقَهُوهُ“ = يَفْقَهُوا الْقَوْلَ = قول رسول اللہ۔

اگرچہ اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ان مشرکوں میں بعض ایسے ہیں جو تمہاری بات غور سے سنتے ہیں مگر ان کا یہ حال ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول کو یعنی رسول کی بات سمجھتے نہیں۔

ب۔ ”يَفْقَهُوهُ“ = يَفْقَهُوا الْقُرْآنَ۔

ان مشرکوں..... جس کی وجہ وہ قرآن سنتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

● —وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْتَوْنَ عَنْهُ، وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (۲۶)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ (دونوں جگہ) عن القرآن۔

توضیح:

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی اس (قرآن) سے بھاگتے ہیں، اس عمل سے وہ صرف اپنے آپ ہی کو تباہ کر رہے ہیں مگر اس تباہی کا ان کو شعور بھی نہیں۔

ب۔ ”عَنْهُ“ (دونوں جگہ) = رسول۔

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی رسول پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی رسول سے دور رہتے ہیں، اس عمل سے الخ۔

● ”وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ“ (۲۹)۔

الف۔ ”ہی“ = الحیاة۔

توضیح:

آج یہ کافر کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے وہ بس یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہر گز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

ب۔ ”ہی“ ضمیر الشأن۔

آج یہ کافر کہتے ہیں درحقیقت دنیا کی زندگی ہی ہے، اور ہم مرنے کے بعد ہر گز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

● ”قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ، حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ تَهُمُ

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرَتْنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا“ (۳۱)۔

”فیہا“ = فی الساعۃ۔

توضیح:

جن لوگوں نے خدا کے روبرو کھڑے ہونے کی خبر کو جھوٹ سمجھا وہ گھائے میں آگئے یہاں تک کہ جب ان پر قیامت ناگہاں آ موجود ہوگی تو بول انھیں گے ہائے ہماری آخرت فراموشی سخت افسوس ہے اس بے پروائی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی۔

ملفوظ:

اس آیت میں بعضوں نے ضمیر مجرور متصل مؤنث کا مرجع بتایا ہے کسی نے فرمایا ”ہا“ کا مرجع دنیا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ خ، س، ر، سے، ص، ف، ق، ة، کا مفہوم نکلتا ہے، لہذا ”ہا“ کا مرجع صفقہ ص ف ق: سودا کرنا معاملہ کرنا ہے۔

ان توجیہوں سے تخیل کی قوت اور عربیت کا ضعف نمایاں ہے۔

— قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ

وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (۳۳)۔

”إِنَّهُ“ إِنَّ الشَّأْنَ۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ کافر بتاتے ہیں ان سے تمہیں فی الواقع رنج ہوتا ہے لیکن تمہیں یہ لوگ نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

● ”وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ“ الخ (۳۷)۔

”عَلَيْهِ“ = علی الرسول = علی محمد۔

اس مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی (جس سے اس کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی)۔

● ”قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِهِ“ (۴۶)۔

الف۔ ”ہے“ = أفرد الضمير إجرأء له فجرى إسم الإشارة كأنه قيل: مَنْ يَأْتِيكُمْ بِذَلِكَ يَعْنِي إِنْ أَخَذَ اللَّهُ كَذَا وَكَذَا هَلْ يَأْتِيكُمْ أَحَدٌ بِذَلِكَ۔

توضیح:

ان کافروں سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر خدا تمہاری سماعت اور بصارت چھین لے اور دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کون الہ ہے جو یہ قوتیں تمہیں واپس دلا سکے۔

ب۔ ”ہے“ = بالسمع قریب ترین اسم اور اسی میں قلوب و ابصار شامل ہیں، ان کافروں سے کہو..... کون الہ ہے جو تمہاری سماعت واپس دلا سکے۔

ج۔ ”ہے“ = بالهدی، يدل عليه المعنى، لأن أخذ السمع والبصر والختم على القلوب سبب الضلال۔

ان کافروں..... تو اللہ کے سوا کون الہ ہے جو تمہیں ہدایت دے سکے۔

● ”وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ، فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ“ (۵۴)۔

”بَعْدِهِ“ = بعد عمل سوء۔

یہ مرجع فعل ”عَمِلَ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے سلام علیکم کہا کرو، خدا نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے جو کوئی تم میں سے فی الواقع نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس بری حرکت کے بعد توبہ کرے اور نیکو کار ہو جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

● قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ، مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ، إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَصِّلِينَ (۵۷)۔

الف۔ ”كَذَّبْتُمْ بِهِ“ = كَذَّبْتُمْ بِالرَّبِّ، ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم پروردگار کی تکذیب کرتے ہو تو جس چیز کی جلدی مچا رہے ہو وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ب۔ ”كَذَّبْتُمْ بِهِ“ = كَذَّبْتُمْ بِالْبَيِّنَةِ: والتذكير باعتبار المعنى يعنى البيان = البرهان = الدليل۔

کہہ دو کہ میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم اس روشن دلیل کو جھٹلاتے ہو جس چیز کے لئے تم جلدی مچا رہے وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ج۔ ”كَذَّبْتُمْ بِهِ“ = كَذَّبْتُمْ بِالْقُرْآنِ۔

کہہ دو..... اور تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو الخ۔

یہ دراصل شرح و تفسیر ہے نہ کہ محاورہ عرب کی توجیہ۔

”کذبتہم بہ“ کو ”کذبتہم بالعذاب“ کہنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

• —وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۶۰)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی النہار، تقدیر: اللہ الذی یتوفکم باللیل ثم ینبئکم

بالنہار ویعلم ماجرحتم فیہ۔

”إِلَيْهِ“ إِلَى اللَّهِ۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں رات کو سلا دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی مدت کا دور ان پورا کر دیا جائے، پھر تم سب کو اللہ کی طرف جانا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم اپنی زندگی بھر کیا کیا کرتے رہے تھے۔

ملفوظ:

ضمیر زیر غور ”فیہ“ کی تخریج فی المنام. یا. فی اللیل. یا. فی التوفیٰ بھی نقل ہوتی رہی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔

• —قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابَهُ مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ، انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ (۶۵)۔

توضیح:

کہہ دو وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر کے ایک دوسرے سے بھڑادے اور لڑائی مننے کا مزہ چکھادے، دیکھو! ہم اپنی آیتوں کو کئی کئی طریقوں سے کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں اور یقین کریں۔

● ”وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ، لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ“ (۶۶)۔

الف۔ ”كَذَّبَ بِهِ“ = كَذَّبَ بِالْعَذَابِ آیت سابق کے لفظ عذاب سے ظاہر ہے۔
ب۔ بعض مفسروں نے ”بِهِ“ کی تفسیری توجیہ ”و بِالْوَعْدِ“ سے کی ہے، یہ سابقہ آیت کے مفہوم سے ثابت ہے۔

توضیح:

تمہاری قوم عذاب سے انکار کئے جا رہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے آکر ہی رہے گا آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارا وکیل نہیں ہوں کہ عذاب نازل ہو تو اس کو روک دوں یا رکھ دوں۔
ج۔ تصریف الایات، آیت سے قریب ترین مصدر ”نُصِرْتُ“ سے ماخوذ ہے، اس لئے ”كَذَّبَ بِهِ“ کا مرجع تصریف الایات صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے۔
مطلب یہ کہ:

آیتوں کو کئی کئی طریقوں سے بیان کرنے کے باوجود تمہاری قوم اس کا انکار کئے جا رہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے، آپ کہہ دیجئے میں تمہارا وکیل تو نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں کی ذمہ داری اپنے ذمہ لوں، تم جانو اور تمہارا کام۔
د۔ ”كَذَّبَ بِهِ“ = كَذَّبَ بِالْقُرْآنِ۔

اور تمہاری قوم نے قرآن کو سچا نہ جانا حالانکہ وہ سراسر حق ہے، کہہ دو میں تمہارا وکیل نہیں ہوں کہ اس کا حق ہونا منوا کر رہی رہوں۔

ملحوظہ:

ہو سکتا ہے کہ زیر غور ضمیر کا مرجع ”الرسول“ ہو صیغہ مخاطب سے اس کا احتمال موجود ہے، البتہ فحوائے کلام سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

● ”وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ، وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ (۶۸)۔

الف۔ ”فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ“ = غیر الایۃ یعنی معنی الایۃ، لأنها القرآن ضمیر کی تذکیر اسی لحاظ سے ہے۔

توضیح:

اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیتوں میں نکتہ چیں کر رہے ہیں تو تم ان کے پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ ان آیتوں کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں اس بات سے بھول میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں یاد آجائے اسی وقت ان ظالم لوگوں کا ساتھ ترک کر دو۔

ب۔ ”غیرہ“ غیر القرآن۔

اے نبی..... یہاں تک کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر اٹھ۔

ج۔ فی حدیث غیرہ = غیر الخوض = نکتہ چینی کہ سوا۔

اے نبی..... یہاں تک کہ وہ نکتہ چینی ترک کر کے نکتہ چینی کے سوا دوسری گفتگو میں لگ جائیں اور اگر کبھی اٹھ۔

● ”وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَوةُ
الدُّنْيَا وَذَكَرُوهٗ“ الخ (۷۰)۔

الف۔ ”ذُكِّرْ بِهِ“ = بالقرآن۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو، اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوتوں کے وبال میں پکڑا نہ جائے اس روز، الخ۔

ب۔ ”ذُكِّرْ بِهِ“ = ذکر بالحساب۔

اور جن لوگوں نے..... ان سے کبھی کام نہ رکھو، البتہ بعد موت یوم حساب یاد دلا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوتوں کے وبال میں پکڑا نہ جائے اور اس روز، الخ۔

ج۔ ”ذُكِّرْ بِهِ“ = بالدين۔

اور جن لوگوں نے..... یوم جزاء یاد دلا کر متنبہ کرتے رہئے کہ کہیں الخ۔

د۔ ”ذُكِّرْ بِهِ“ = ذکر بالإبسال۔

ب س ل: (افعال) کسی کو سزا دینے یا مار ڈالنے کے لئے گرفتار کرنا۔

”ذکر بہ“۔ بما گویا ضمیر مجرور متصل کی حیثیت ضمیر شان کی سی ہے۔

تقدیر: و ذکر بارتھان النفوس وجہا بما کسبت الخ۔

مطلب یہ کہ:

بد عملی کی جزا میں پکڑے جانے سے ڈراؤ، بد اعمالی کا انجام یاد دلاؤ اور عاقبت اندیشی

کی نصیحت کرو۔

● - وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ

مَنْ نَشَاءُ، إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ، وَ هَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

وَيَعْقُوبَ، كُلًّا هَدَيْنَا، وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ

دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ،
وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۸۳، ۸۴)۔
”لہ“ = ابراہیم، ذُرِّيَّتِهِ = ذُرِّيَّة ابراہیم۔

توضیح:

یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی ہم جس کے درجے بلند کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔
اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشے ان سب کو ہدایت سے نوازا اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی، اور ابراہیم کی ذریت میں داؤد اور سلیمان اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزاء دیا کرتے ہیں۔
”ذُرِّيَّتِهِ“ = ذُرِّيَّة نوح۔

اور ہم نے..... اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور نوح کی ذریت میں داؤد الخ۔
یہ توجیہ بعید از قیاس ہے گو ”ذُرِّيَّتِهِ“ کی ضمیر کا قریبی اسم نوح ضرور ہے۔

ہر چند کہ ابراہیم کی ذریت میں لوط شامل نہیں ہیں تاہم نوح کا ذکر ضمناً ہے مقصد اولاد نوح کا بیان کرنا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے پہلا قول صحت سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔

• — اُولَٰئِكَ الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوَّةَ، فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ (۸۹)۔
”بہا“ تینوں جگہ بالکتاب، بالحکم وبالنبوة۔

توضیح:

رسول اور ان کی پیروی کرنے والے وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی، اب اگر یہ لوگ ان نعمتوں، کتاب، حکومت اور نبوت کا انکار کرتے ہیں تو کریں،

ہم نے یہ نعمتیں کچھ اور لوگوں کو عطا کر دیں جو ان نعمتوں کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔

● — اُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدْهُمْ اِقْتَدِهٖ، قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ

عَلَيْهِ اَجْرًا، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۹۰)۔

”اِقْتَدِهٖ“ = ہاء السکت۔

ہاء ہوز برائے شہر اودال مہملہ کا کسری حرکت ظاہر کرنے کے لئے ”علیہ“ =

علی القرآن۔

توضیح:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم بھی اسی ہدایت پر چلو کہہ دو کہ میں تم سے اس قرآن کا کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا یہ تو سارے جہاں کے لوگوں کے لئے ایک عام نصیحت ہے۔

”علیہ“ = علی التبلیغ۔

یہ وہی لوگ کہہ دو کہ میں تم سے اللہ کا پیغام پہنچانے کا کوئی معاوضہ نہیں

مانگتا ہوں۔

● — وَهَذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

يُؤْمِنُونَ بِهِ (۹۲)۔

الف۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يُؤْمِنُونَ بِهَذَا الْكِتَابِ۔

”بَيْنَ يَدَيْهِ“ = بَيْنَ يَدَيِ هَذَا الْكِتَابِ۔

توضیح:

اور یہ وہی کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا بابرکت جو اپنے سے قریبی کتاب کی

تصدیق کرتی ہے جو اس لئے نازل کی گئی ہے کہ تم مکہ اور اس کے پاس کے لوگوں کو آگاہ کر دو اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

ب۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يُؤْمِنُونَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ۔

اور یہ وہ کتاب ہے..... جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ محمدؐ کی رسالت پر بھی ایمان رکھتے ہیں الخ۔

● ”وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ“ الخ (۱۰۰)۔

”فَأَخْرَجْنَا بِهِ“ = فَأَخْرَجْنَا بِالماء، ”فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ“ = فَأَخْرَجْنَا

مِنَ النَّبَاتِ، ”نُخْرِجُ مِنْهُ“ = نُخْرِجُ مِنْ خَضِرٍ، ”مِنْ طَلْعِهَا“ = مِنْ طَلْعِ النَّخْلِ۔

نخل مؤنث سماعی ہے، درج ذیل سورتوں کی محولہ آیتیں دیکھئے:

(شعراء / ۱۳۸، ق / ۱۰، رحمن / ۱۱، حاقہ / ۷ اور سورہ حاقہ / ۲۰) میں باعتبار لفظ

مذکر، أعجاز نخل خاویہ۔

الف۔ ”إِلَى ثَمَرِهِ“ = إِلَى ثَمَرِ ذَلِكَ الْمَذْكُورِ۔

دیکھئے: اس سورہ کی آیت رقم (۳۶)۔

توضیح:

اور وہی تو ہے جو آسمانوں سے مینہ پرساتا ہے اور ہم اس مینہ سے روئیدگی اگاتے ہیں، پھر اس روئیدگی میں سے سرسبز کو پھلیں نکالتے ہیں اور ان کو پھلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گاہے میں سے لٹکتے ہوئے

گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے یہ سب چیزیں پھلتی ہیں تو ان کے ایک ایک پھل پر اور جب پکتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی پختگی پر نظر ڈالو اور غور کرو۔

ب۔ ”إِلَى ثَمَرِهِ“ = ثمر الرمان والزيتون۔

وہی تو ہے..... جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور باہم مختلف بھی ہیں انار اور زیتون کے درخت پر نظر ڈالو جب بھی ثمر بار ہوتا ہے اور جب ثمر پختہ ہوتا ہے اس پر بھی غور کرو ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔

● ”قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ، وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا“ الخ (۱۰۴)۔

”لِنَفْسِهِ“ = لِنَفْسٍ مِّنْ ”عَلَيْهَا“ = عَلَى النَفْسِ۔

توضیح:

اے محمد لوگوں سے کہہ دو تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکیں تو جس نے ان کو آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں (اپنے بارے میں) بُرا کیا۔

● ”وَكَذَلِكَ نَصْرَفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ“ (۱۰۵)۔

الف۔ ”لِنُبَيِّنَهُ“ = لِنُبَيِّنَ الْآيَاتِ، إعادة الضمير مفرداً على معنى الآيات
إِنَّهَا الْقُرْآنُ كَأَنَّهُ قَالَ: وَكَذَلِكَ نَصْرَفُ الْقُرْآنَ۔

توضیح:

اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم

یہ باتیں اہل کتاب سے سیکھے ہوئے ہو اور تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن کو بالکل صاف واضح کر دیں۔

ب۔ ”لُبَّيْنَهُ“ = نُبَيِّنَ الْقُرْآنَ، اگرچہ لفظ اس کا ذکر نہیں آیا لیکن قرآن آیات پر مشتمل ہے، اس لئے بَيْنَ الْقُرْآنِ۔

اور ہم اسی طرح..... تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن واضح کر دیں۔

ج۔ ”لُبَّيْنَهُ“ = نُبَيِّنَ الْكِتَابَ یہ ”دَرَسْتُ“ سے ظاہر ہے۔

اور ہم..... تاکہ سمجھنے والوں کے لئے کتاب واضح کر دیں۔

د۔ ”لُبَّيْنَهُ“ = نُبَيِّنَ الْبَيْنَ = مصدر الفعل۔

تاکہ سمجھنے والوں کے لئے بیان خوب اچھی طرح واضح کر دیں۔

• - وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ

مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (۱۱۰)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِاللَّهِ۔

توضیح:

ہم اسی طرح ان کے دلوں اور ان کی نگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی بار تذکیر کے باوجود اللہ پر ایمان نہیں لائے تاہم ہم ان کو ڈھیل دیتے رہیں گے، شیطانی وسوسہ یعنی ان کی دلفریب باتوں پر مائل ہوں اور وہ آخرت فراموش لوگ شیطانوں کی وحی شیطانی وسوسہ، شیطان کی دلفریب باتیں پسند کریں اور جن بُرائیوں کا اکتساب وہ کرتے تھے وہی کرتے رہیں۔

• - أَفَغَيْرَ اللَّهِ ابْتِغَىٰ حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ

مُفَصَّلًا، وَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ مِّنْ

رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (۱۱۳)۔

”اِنَّهُ“ = اَنْ الْكُتُبَ الْمَفْصَلُ اٰی الْقُرْآن۔

توضیح:

کہو! کیا میں خدا کے سوا کوئی اور حاکم مصنف تلاش کروں، حالانکہ اسی نے پوری تفصیل سے تمہاری طرف کتاب نازل کر دی ہے، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اہل کتاب جانتے ہیں کہ فی الحقیقت قرآن تمہارے پروردگار ہی کی جانب سے برحق نازل ہوا ہے تو تم اب ہرگز شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

● وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا، لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۱۵)۔
الف۔ ”کَلِمَتِهِ“ = کَلِمَاتِ اللَّهِ۔

توضیح:

اور تمہارے رب کی باتیں سچائی اور انصاف میں کامل ہیں، اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔ ”کَلِمَتِهِ“ = کَلِمَاتِ الْقُرْآن۔
اور تمہارے..... اور اس کلام قرآن کو کوئی بدلنے والا نہیں، اور اللہ سنتا جانتا ہے۔
القول قول الأول۔

● ”وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ“ الخ (۱۲۱)۔
الف۔ ”اِنَّهُ“ = اِنْ مَا لَمْ يَذْكُرِ الْخ۔

اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ چیز مت کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔
ب۔ ”اِنَّهُ“ = اِنْ تَرَكَ الذِّكْرَ لِعَنَى بِتَاوِيلِ مَصْدَرِ مَفْهُومٍ مَنْ لَمْ يُذْكَرْ۔
اور جس پر..... مت کھاؤ کسی بھی کھانے پر اللہ کا نام نہ لینا فسق ہے۔

توضیح:

کھانا شروع کرنے اور کھانا ختم کرنے پر اللہ کو یاد نہ کرنا گویا کفرانِ نعمت ہے۔

انتباہ:

ف، س، ق، کے ایک معنی سوء یعنی برائی بھی ہے اور آیت میں ذبح کا ذکر صراحۃً نہیں ہے، اس لحاظ سے شاید یہ توجیہ بعید از عربیت نہ ہو۔

• وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عُلُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ (۱)
يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا، وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ (۱۱۲)۔

”مَا فَعَلُوهُ“ = مَا فَعَلُوا الْإِيحَاء، مصدر المفهوم من الفعل۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے شیاطین جن و انس کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں چکنی چڑی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسی بات ایک دوسرے کے دل میں نہ ڈالتے، تم ان کو اور ان کی افترا پر دازیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

انتباہ:

زیر غور ضمیر کے مرجع کے تعین میں تین اقوال اور ہیں (۱) زخرف القول (۲) عداوت (۳) غرور، مگر ان سب میں تکلف زیادہ اور عربیت کم ہے۔

(۱) شَیْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ: یاس باب میں نص ہے کہ قرآن مجید نے جنہیں اپنی اصطلاح میں شیاطین کہا ہے، وہ ہمیشہ جنات ہی نہیں ہوتے، جبکہ انسان شیطان کی نیابت انجام دینے لگے وہ گویا شیطان بقالب انسان ہے (تفسیر ماحدی ص ۸۷)۔

• وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ
وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُونَ (۱۱۳)۔

”إِلَيْهِ“ = ”إِلَىٰ إِيحَاءِ الشَّيَاطِينِ“، ”لِيَرْضَوْهُ“ = ”لِيَرْضُوا إِيحَاءَ الشَّيَاطِينِ“۔

توضیح:

یعنی شیاطین ایک دوسرے کو طمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لئے سکھاتے ہیں کہ انہیں سن کر جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں، اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے، ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں، اور ان کو دل سے پسند کرنے لگیں، اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفر و فسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں۔

تشریح:

اب شیطانی وسوسہ اندازیوں کی غرض و غایت کا بیان ہے، لِتَصْغَىٰ میں ”لِ“ غرض و غایت کے اظہار کے لئے ہے۔

اللام: لام کئی (قرطبی)۔

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ: سرکشی و نافرمانی کے مقابلہ میں اصلی سپر ہی خوف آخرت ہے، اس بنیاد کا کمزور ہونا ہی شیطان کی آغوش میں جا پڑنا ہے۔

وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ: گمراہی کے سلسلہ میں پہلا درجہ اسی میلانِ نفس کا ہوتا ہے۔

وَلِيَرْضَوْهُ: دوسرا درجہ میلانِ نفس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ انسان ان گمراہانہ عقائد کو اعتقادِ قلب کے ساتھ پسند و اختیار کرنے لگتا ہے۔

وَلِيَقْتَرِفُوا: تیسری منزل عملاً معاصی میں مبتلا ہو جانے کی ہوتی ہے۔

”فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ

فِي السَّمَاءِ“ (۱۲۵)۔

الف۔ ”يَشْرَحُ صَدْرَهُ“ = يَشْرَحُ اللَّهُ صَدْرَهُ، ”يَجْعَلُ صَدْرَهُ“ = يَجْعَلُ اللَّهُ صَدْرَهُ۔

توضیح:

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشنے تو خدا اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

ب۔ ”يَشْرَحُ“ = يَشْرَحُ الْهَدَى۔

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت عطا کرے تو ہدایت اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتی ہے اور جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ گمراہ کرے۔

القول قول الاول۔

● ”قُلْ يٰقَوْمِ اَعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ، فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، مَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ.....“ الخ (۱۳۵)۔
”اِنَّهُ“ = اِنَّ الشَّانَ۔

توضیح:

کہہ دو کہ لوگو! تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤں میں اپنی جگہ عمل کئے جاتا ہوں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں بہشت کس کا گھر ہوگا، کچھ شک نہیں کہ ظالم کبھی بھلائی نہیں پائیں گے۔

● - وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ
شُرَكَآءُهُمْ لِيُرْذُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنََهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ
مَا فَعَلُوْهُ فَلَنرَهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۳۷)۔

الف۔ ”مَا فَعَلُوْهُ“ = مَا فَعَلُوْا الْقَتْلَ۔

توضیح:

اور اس طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شریکوں نے بچوں کو جان سے مار ڈالنا اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کا دین ان کے لئے مشتبہ کر دیں خدا چاہتا تو وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرتے تم ان کو چھوڑ دو وہ جانیں اور ان کی افترا پر دازیاں۔

ب۔ ”مَافَعَلُوهُ“ = مافعلوا ذالک یعنی ضمیر کا استعمال بطور اسم اشارہ۔

..... اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا کوئی کام نہ کرتے، خواہ وہ قتل اولاد ہو یا ہلاکت میں

ڈالنا ہو (۲) یا بات کو رنگین و خوش نمایانا (۳) یا دین میں شک و شبہ پیدا کرنا ہو۔

• وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ

حَصَادِهِ، وَلَا تَسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (۱۴۱)۔

”اُكْلُهُ“ = اكل الزرع۔

توضیح:

اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کئے منڈوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور منڈوؤں پر نہیں چڑھائے ہوئے بھی اور کھجور اور کھیتی جس کے پھل طرح طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو بعض باتوں میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض باتوں میں نہیں ملتے، اس کھیتی کے پھل کھاؤ جب وہ پھلیں اور جس دن کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے خدا کا حق بھی ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرنا کہ خدا بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نمبر: ثمر جمع ما تقدم ذكره: ضمير مجرور متصل واحد غائب متبادل اسم اشارہ ”ذَلِكَ“۔

اس صورت میں نخل و زیتون و در مان سے غالباً پھل نہیں بلکہ ان کے درخت مراد

ہوں گے۔

اور خدا..... جب وہ بار آور ہوں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل اتارو) کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے اٹھ۔

بعض مفسر زیر بحث مرجع کی تلاش میں نخل کی طرف نکل گئے اور کہا ہے: چونکہ اس آیت میں کھجور اتارنے پر کسی کو کچھ دینا مذکور نہیں ہے اس لئے ثمرہ سے مراد نخل ہوگا۔

کچھ اور بزرگوں نے فرمایا ثمر سے مراد زیتون و رمان ہے کہ ضمیر سے قریب ترین مذکور یہی ہیں اور کلام عرب میں کبھی کبھار تشبیہ کے لئے واحد کا صیغہ بھی آتا ہے۔

یادداشت:

اس صورت کی آیت رقم (۱۰۰) پر بھی نظر رکھنا مناسب ہوگا۔

انتباہ:

شرعی باریکیوں سے قاضیوں کو واقف کرانے کے لئے ایسی تو جہیں ہر گز بے ضرورت نہ سمجھی جائیں۔

● - قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّنَا غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۳۶)۔

”يَطْعَمُهُ“ = يطعم الطعام، إن كل ذلك أن يكون المأكول ميتة ”إنه“ =

إن جميع المذكور، أن كل ذلك ”به“ = بما ذكر عليه إسم غير الله أي ما ذبح باسم غير الله۔

توضیح:

کہئے جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس میں کھانے کی کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں کی گئی مگر مراہو اجانور یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت تو یہ کھانا حرام کیا گیا، یہ سب ناپاک ہے یا فسق ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کے نام پر (غیر اللہ کے نام پر) ذبح کیا گیا ہے یہ بھی حرام ہے۔

انتباہ:

”إِنَّہٗ“ کے بارے بعض معربوں نے ضمیر کا مرجع لحم خنزیر اور بعض نے خنزیر بتایا ہے، یہ دونوں تو جہیں بعید از صواب معلوم ہوتی ہیں، واللہ اعلم عند الخیر۔

● — وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ، ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۵۳)۔

”سَبِيلِهِ“ = سبیل اللہ۔

اسم مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم میرے اسی راستہ پر چلنا اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا کہ ان دوسروں راستوں پر چل کر تم خدا کے رستہ سے الگ ہو جاؤ گے۔

۷۔ اعراف

• - كِتَبُ أَنْزَلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لَتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ (۲)۔
الف۔ ”حَرَجٌ مِّنْهُ“ مِّنَ الْكِتَابِ۔

توضیح:

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس کتاب سے تمہیں گراں باری نہ ہونی چاہئے، یہ اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تم اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈراؤ اور یہ ایمان والوں کے لئے یاد دہانی ہے۔

ب۔ ”مِّنْهُ“ = مِّنَ الْإِنزَالِ۔

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس نزول سے تمہیں الٹ۔

ج۔ ”مِّنْهُ“ = مِّنَ التَّبْلِیغِ یہ بھی باعتبار معنی ہے۔

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس کے دوسروں تک پہنچانے میں تم کو الٹ۔

د۔ ”مِّنْهُ“ = مِّنَ التَّكْذِیْبِ: یہ بھی اعتبار معنی ہے۔

اے محمد یہ کتاب..... اگر اس کو کافر جھٹلائیں تو ان کے جھٹلانے سے تم کو دل تنگ

نہ ہونا چاہئے۔

ه۔ ”مِّنْهُ“ = مِّنَ الْإِنذَارِ۔

اے محمد اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈرانے سے تم کو کوئی جھجک نہ ہونی چاہئے
آخر الذکر تینوں توجیہوں کی حیثیت تفسیری ہے انہیں کلام مبین کے ضمیروں کی تخریج کہنا
درست نہیں معلوم ہوتا۔

● -وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فِجَاءَ هَا بِأَسْنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ
قَائِلُونَ (۴)۔

”ہُمْ قَائِلُونَ“ = الظالمون من القرى اسم مذکور نہیں ہے سیاق سے متعین
ہوتا ہے۔

توضیح:

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا جن پر ہمارا عذاب آیا تھا جب کہ
وہاں کے ظالم باشندے رات میں سوتے ہوتے یا دن میں آرام کرتے ہوتے۔
● ”قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا
فَاخْرُجْ“ الخ (۱۳)۔

الف۔ ”مِنْهَا“ اسم مذکور نہیں ہے مرجع غالباً جنت ہے اور یہ بقرہ کی آیت (۳۴)
سے ماخوذ ہے، اسی طرح ”فِيهَا“ فی الجنة ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا تو بہشت سے اتر جا، تجھے شایان نہیں کہ یہاں غرور کرے، بس نکل جا۔
ب۔ ”مِنْهَا“ = من السماء، سماء وہ مقام ہے جہاں صرف اطاعت گزار رہتے ہیں
یہ مقام نافرمانوں کا نہیں۔

اللہ نے فرمایا تو آسمان سے اتر جا، تجھے شایان نہیں کہ اتر۔
ج۔ (۲) ”مِنْهَا“ = من الأرض۔

د۔ (۳) ”مِنْهَا“ = من الصور التي كان فيها۔

ه۔ (۴) ”مِنْهَا“ = من المدينة كان فيها۔

و۔ (۵) ”مِنْهَا“ = من المنزلة الشريفة۔

آخر الذکر چاروں تو جہیں ایسی ہیں جن کی حیثیت شرح و تفصیل سے زیادہ نہیں معلوم ہوتیں۔

● ”قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْعُورًا وَمَا مَذْحُورًا.....“ الخ (۱۸)۔

”مِنْهَا“ = مِنَ الْجَنَّةِ. يَا مِنَ السَّمَاءِ۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اس سورۃ کی آیت نشان (۱۳)۔

● ”يَنْبِئُ آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ“ الخ (۲۷)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّيْطَانَ، ”هُوَ“ = الشَّيْطَانُ، ”قَبِيلُهُ“ = قَبِيلُ الشَّيْطَانِ۔

توضیح:

اے اولادِ آدم خبردار کہیں شیطان تمہیں بہکانہ دے جس طرح اس نے تمہارے باپ دادا کو بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھا دے، شیطان اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّانَ وَالْحَدِيثَ۔

اے اولادِ آدم..... حقیقت یہ ہے کہ شیطان اور اس کے بھائی تم کو الٹ۔

● ”الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا، وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ“ الخ (۴۵)۔

”يَبْغُونَهَا“ = يَبْغُونَ السَّبِيلَ۔

دیکھئے: آل عمران کی آیت (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

”وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ“ الخ (۵۷)۔

”رَحْمَتِهِ“ = رحمة المرسل أى رحمة الله۔

الف۔ ”سحابا“ = نکرہ موصوفہ، سُقْنَاهُ = سَقْنَا السحاب، ”فَأَنْزَلْنَا بِهِ“ =

اَنْزَلْنَا بِالْبَلَدِ، ب ظرفیہ اور اسم سے قریب ترین، ”فَأَخْرَجْنَا بِهِ“ = أَخْرَجْنَا بِالْمَاءِ۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں تو ہم ان بادلوں کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بستی میں مینہ برساتے ہیں، پھر مینہ سے بستی کے لئے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔

ب۔ ”فَأَنْزَلْنَا بِهِ“ = بالسحاب، ب برائے سبب ”فَأَخْرَجْنَا بِهِ“ = بِالْبَلَدِ۔

اور وہ اللہ ہی تو ہے..... پھر بادلوں کی وجہ سے پانی برساتے ہیں اور پھر مینہ سے ان کے لئے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں الخ۔

یہ تخریجیں احتمالی ہیں ان میں تکلف بھی ہے، اقرب الی الصواب پہلی تخریج ہے۔

ملحوظہ:

معربوں نے توجیہ کی حد متعین کرنے کے لئے یہ ضعیف احتمال بھی بتا دیا کہ

”اَنْزَلْنَا بِهِ“، کا مرجع سوق بھی ہو سکتا ہے، ”سُقْنَاهُ“ سے ماخوذ۔

● "قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ
أَمَنَ مِنْهُمْ اتَّعَلُمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ" الخ (۷۵)۔
الف۔ "مِنْ هُمْ" من المستضعفين، بدل بعض قوم مبدل منه۔

توضیح:

قوم صالح کے ان سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال سمجھے جانے
والے گروہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے تھے کہا: کیا تم یقین رکھتے ہو کہ صالح اپنے
پروردگار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟

توضیح:

خستہ حال و کمزور طبقہ میں غالباً بعض مومن تھے اور بعض کافر۔
ب۔ "مِنْهُمْ" = من ثمود، من قوم صالح، بدل کل۔
قوم صالح کے سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال و پس افتادہ گروہ سے
جو ایمان لاچکا تھا کہا کیا تم یقین رکھتے ہو انہیں۔

توضیح:

اس صورت میں ایمان لانے والے صرف خستہ حال و پس افتادہ لوگ تھے ان میں
مومن و کافر کی تفریق نہیں تھی۔

● "وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ" (۸۲)۔
"قَوْمِهِ" = قول لوط، "أَخْرِجُوهُمْ" = أَخْرِجُوا آل لوط، "إِنَّهُمْ" = إن آل
لوط لفظوں میں اسم مذکور نہیں ہے، مرجع سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوط نے اپنی قوم کو اس کے حد سے نکل جانے پر متنبہ کیا تو قوم لوط سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ لوط اور آل لوط کو تم اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔

● ”وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ

اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا“ الخ (۸۶)۔

”آمن بہ“ = امن باللہ، اس سے پہلی والی آیت کا لفظ جلالہ نہ کہ اس آیت کا

مضاف الیہ لفظ جلالہ۔

”تَبْغُونَهَا“ = تبغون سبیل اللہ۔

دیکھئے: آل عمران آیت (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

توضیح:

اور ہر راستہ پر مت بیٹھا کرو کہ راہ مارو جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو۔

● - قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

يَشْعِيبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

مِلَّتِنَا! قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ (۸۸) قَدْ افْتَرَيْنَاهُ عَلَى اللَّهِ

كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّيْنَا اللَّهُ مِنْهَا،

وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا، وَسِعَ

رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا

وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (۸۹)۔

”مِنْهَا“ = مِنْ مِلَّتِكُمْ، ”فِيهَا“ فِي مِلَّتِكُمْ۔

توضیح:

شعیبؑ کی قوم میں جو لوگ سردار اور دانشور تھے کہنے لگے کہ شعیب یا تو ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہماری ملت میں ہمارے کیش و مذہب میں لوٹ آؤ، اس پر شعیبؑ نے کہا: خواہ ہم تمہاری ملت سے بیزار ہوں تب بھی؟ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہاری ملت میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ باندھا اور ہمیں شایان نہیں کہ ہم تمہاری ملت میں لوٹ جائیں الخ۔

انتباہ:

یہاں کسی نے ٹھیک لکھا ہے کہ أَبْعَدَ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الضَّمِيرَ فِي مِنْهَا وَ فِيهَا يَعُودُ إِلَى الْقَرْيَةِ۔

● ”فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَثِمِينَ، الَّذِينَ كَذَبُوا شَعْبًا كَانُوا لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا“ الخ (۹۱-۹۲)۔
”لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا“ = ”فِي دَارِهِمْ، عربی میں دَارُ مونث سماعی ہے۔

توضیح:

جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا ان کو بھونچال نے آدبایا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔
اور یہ منکرین ایسے برباد ہو گئے گویا وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہیں تھے۔

یادداشت:

لفظ دار بطور مؤنث مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے:
(بقرہ/۹۳۔ اعراف/۱۴۵۔ انعام/۳۲۔ ہود/۶۷، ۶۸۔ قصص/۸۳، عنکبوت/۶۴۔
احزاب/۲۹۔ فاطر/۳۵)۔

انتباہ:

سورہ نحل (۳۰) ”نِعَمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ“ یہاں غالباً باعتبار لفظ دار بطور مذکر آیا ہے۔
● ”تِلْكَ الْقَرْىِ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا، وَلَقَدْ جَاءَ تَهُمْ
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ، فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ“
..... الخ (۱۰۱)۔

”جَاءَ تَهُمْ“ = جَاءَتْ الرُّسُلُ أَهْلَ الْقَرْىِ ”رُسُلُهُمْ“ = رسل أهل القرى
إضافة البعض إلى الكل۔

توضیح:

یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سناتے ہیں اور اہل قریہ کے پاس ان
کے پیغمبر خدا کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آئے۔

● ”ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
فَظَلَمُوا بِهَا“ الخ (۱۰۳)۔

الف۔ ”بَعْدِهِمْ“ = بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ الْمَذْكُورِينَ، ”بِهَا“ بِآيَاتِنَا۔

توضیح:

پھر نوح، دُہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے ارباب بست و کشاد کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان آیتوں کا انکار کیا۔
ب۔ ”بَعْدِهِمْ“ = بعد الأمم۔

پھر نوح و دُہود و صالح و لوط و شعیب علیہم السلام کی قوموں کے مرجانے کے بعد ہم موسیٰ کو اُلخ۔

● —فَالْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ (۱۰۷)۔
”ہی“ = العصى (لا ٹھی)۔

توضیح:

موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ اسی وقت کھلا اژدہا بن گئی، عصا مَوْنُثِ سمائی ہے، ظاہر ہے کہ ضمیریں بھی مَوْنُثِ آئیں گی۔

یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:

(اعراف / ۱۱۷۔ طہ / ۱۸۔ نحل / ۱۰۔ شعراء / ۲۳، ۴۵۔ قصص / ۳۱)۔

● —وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنُّظَرِ (۱۰۸)۔

توضیح:

اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے نکالا تو وہ اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق تھا یہ مَوْنُثِ سمائی ہے۔

اور تنزیل میں درج ذیل سورتوں میں بصیغہ واحد آیا ہے۔

(مائدہ / ۶۴ (مغلوطہ)۔ اسراء / ۲۹ (مغلوطہ)۔ طہ / ۲۲ (تخریج)۔ نور / ۴۰ (میرا)۔

شعراء ۲۳ (سی)۔ نحل ۲۱ (تخرج)۔ قصص ۳۲ (تخرج)۔

● "قَالَ فِرْعَوْنُ اَمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ اَنْ اَذِنَ لَكُمْ" الخ (۱۲۳)۔

● "وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَسْتَضَعِفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

وَمَغَارِبَهَا" الخ (۱۳۷)۔

الف۔ "بہ" بِرَبِّ مُوسٰی وَهَارُونَ یا صرف رب۔

فرعون نے کہا: پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم رب موسیٰ و ہارون پر

ایمان لائے؟۔

توضیح:

ایسا رب جس کی صفتیں موسیٰ نے بیان کی ہیں۔

ب۔ "بہ" = بموسیٰ۔

فرعون نے کہا..... تم موسیٰ پر ایمان لائے الخ۔

● -فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِيْنَ (۱۳۶)۔

الف۔ "عنها" = عن الآيات۔

توضیح:

تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لے ہی لیا کہ ان کو سمندر میں

ڈبو دیا، اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور ان آیتوں سے بے پرواہی کرتے تھے۔

ب۔ "عنها" = عن النعمة۔

تو ہم نے فرعون..... آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ہمارے انتقام سے بے پرواہ تھے۔

"مَغَارِبَهَا" = مغارب الأرض۔

ارض سے بظن غالب ارض فلسطین و کنعان مراد ہے۔
 ”فِيهَا“ = فِي الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔

توضیح:

اور جو لوگ کمزور اور پس ماندہ سمجھے جاتے تھے ان کو ملک کے مشرق و مغرب کا وارث کر دیا ان ملکوں کے سب حصوں کو پورے ملک کو ہم نے برکت دی تھی۔

● ”وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَا حِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَ تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا“ الخ (۱۳۵)۔

”خُذْهَا“ = خُذْ الْأَلْوَا حِ، اسی طرح: ”أَحْسَنِهَا“ = أَحْسَنِ الْأَلْوَا حِ۔

توضیح:

ہم نے خصوصی تختیوں میں موسیٰ کے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ کر دی، پھر اس سے کہا: ان تختیوں کو مضبوط پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان احکام کو جو ان میں درج ہیں جو سب کے سب بہتر ہیں انہیں پکڑے رہیں ان پر عمل کرتے رہیں۔

ملفوظہ:

بعض لوگوں نے ضمیر منصوب متصل مؤنث ”خُذْهَا“ کو ”كُلُّ شَيْءٍ“ کی طرف اس معنی میں پھیرا ہے کہ ”كُلُّ شَيْءٍ“ سے مراد اشیاء ہیں یا الوا ح کی تعبیر لفظ توراۃ سے کر کے اس کی ضمیر کا مرجع توراۃ بنانا چاہا ہے۔

اور بعضوں نے صیغہ امر سے رسالات نکال کر ضمیر مذکور کو ان کا قائم مقام دکھانے کی کوشش فرمائی ہے۔

● ”وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ“ الخ (۱۴۸)۔

”مِنْ بَعْدِهِ“ دیکھئے: بقرہ آیت نشان (۹۲)۔

● -وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ

رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۵۳)۔

”تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا“ = تَابُوا مِنْ بَعْدِ السَّيِّئَاتِ

”إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا“ = إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِ التَّوْبَةِ، المصدر المفہوم من تابوا۔

توضیح:

اور پھر جنہوں نے بُرے کام کئے پھر ان بُرے کاموں کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اس توبہ کے بعد تم کو بخش دے وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

● -الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ

مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ

عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ

الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱۵۷)۔

”يَجِدُونَهُ“ يَجِدُونَ محمداً: اسم محمد، ”بِهِ“ بمحمد عزروہ، عزروا

محمداً ”نَصَرُوهُ“ نَصَرُوا محمداً ”مَعَهُ“ مع محمد۔

توضیح:

وہ لوگ محمد رسول اللہ کی جو امی ہیں پیروی کرتے ہیں ان کے اوصاف کو اپنے ہاں

توراة اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ رسول انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان کے گلے میں تھے اتارتے ہیں تو جو لوگ محمد پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، (قرآن) اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔

ملفوظ:

”معہ“ کی ضمیر مجرور متصل کی جبریل کی طرف رجوع کرنا بظاہر بعید از صواب بلکہ نادرست معلوم ہوتا ہے، والعلم عند الخبیر۔

● قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ، فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۱۵۸)۔
”اتَّبِعُوهُ“ = اتَّبِعُوا الرَّسُولَ الْأُمِّيَّ۔

توضیح:

اے محمد کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا اور الہ نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر خدا کے رسول پیغمبر اسی پر جو خدا کے تمام کلام پر ایمان رکھتا ہے، ایمان لاؤ اور اس رسول کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

● -أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ، وَأَنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ

أَجَلُهُمْ قَبَائِي حَدِيثٌ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (۱۸۵)۔

الف۔ ”حَدِيثٌ بَعْدَهُ“ = بعد ہذا۔

توضیح:

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کے نظم و ضبط پر اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا اور کیا اس بات پر بھی خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں ان کی موت کا وقت نزدیک آگیا ہے تو وہ اس آگاہی و تنبیہ کے بعد پھر کس بات پر ایمان لائیں گے۔

ب۔ ”بَعْدَهُ“ = بعد القرآن، قرآن کا ذکر نہیں آیا لیکن باعتبار معنی ضمیر اس کی طرف راجع ہو سکتی ہے،

کیا انہوں نے..... غور نہیں کیا وہ اللہ کے کلام کے بعد جو سراسر حق و صداقت ہے، پھر کس بات پر ایمان لائیں گے۔

ج۔ ”بَعْدَهُ“ = بعد الأجل۔

..... خیال نہیں کیا کہ ان کی موت کا وقت قریب آگیا ہے تو اب موت آجانے کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے اب تو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ملحوظ:

الف و با قریب المعنی ہیں، جیم قابل غور و بحث ہے۔

بعض معربوں نے ”بعده“ کی تفسیر بعد محمد کی ہے۔

• هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْنَا صَالِحًا لَنُكَوِّنَنَّ مِنَ الشَّكْرَيْنِ (۱۸۹)۔

”مِنْهَا“ = مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ایک ہی جان سے۔

”يَسْكُنُ إِلَيْهَا“ = يَسْكُنُ الزَّوْجَ إِلَى زَوْجَتِهِ يَسْكُنُ الرَّجُلُ إِلَى الْإِمْرَأَةِ۔

”تَغْشَاهَا“ = تَغْشَى الزَّوْجَ الْمَرْأَةُ ”مَرَّتْ بِهِ“ = مَرَّتْ بِالْحَمْلِ۔

دعو اللہ ربہما مرد اور عورت دونوں نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی ضمیروں کی یہ تخریج قرینہ لفظی پر مبنی ہے، قرینہ معنوی سے بھی اس کی پوری توثیق ہوتی ہے۔

توضیح:

تمہارا پروردگار وہی ہے جس نے اکیلی جان سے تمہیں پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ عورت کی رفاقت میں مرد چھین پائے، پھر جب عورت کو مرد ڈھانپتا ہے تو عورت کو حمل ٹھہر جاتا ہے، پہلے حمل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور عورت حمل کے دن گزار دیتی ہے پھر جب بوجھل ہو جاتی ہے تو عورت اور مرد دونوں اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کا پالن ہارے یا اللہ ہم دونوں تیرے شکر گزار ہوں گے اگر ہمیں ایک تندرست بچہ عنایت فرمائے۔

● فَلَمَّا اتَّهَمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا اتَّهَمَا فَتَعَلَّى

اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (۱۹۰)۔

”لَهُ“ = لِلَّهِ۔

توضیح:

جب اللہ نے ان دونوں کو ایک تندرست بچہ دے دیا تو یہ دونوں اللہ کی بخشش میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے، اس سے اللہ کی ذات بہت بلند ہے۔

۸- انفال

• اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبَ لَكُمْ اَنِّي مُّمِدُّكُمْ بِالْفِ
مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (۹) وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ اِلَّا بُشْرٰى
وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۱۰)۔

”جَعَلَهُ“ = الإمداد، ”اِنِّي مُّمِدُّكُمْ“ سے ظاہر ہے، ”لِتَطْمَئِنَّ بِهِ“ لِتَطْمَئِنَّ
قُلُوبُكُمْ بِاِمداد۔

توضیح:

اور اس امداد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا تاکہ تمہارے دل اس بشارت سے
اطمینان حاصل کریں اور نصرت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے بے شک خدا غالب حکمت والا
ہے۔

ملفوظ:

معربوں نے اس ضمیر منصوب متصل واحد مذکر کی توجیہ میں ”استجاب“ = فریاد کا جواب
یا الف: ”ہزار، یا ارداف“: پے در پے آنا بھی بتائے ہیں لیکن پہلا قول اقرب الی الصواب ہے۔
یہاں سورہ آل عمران کی آیت نشان (۱۲۵) سے مقابلہ کیجئے فقرہ (۱۹)۔

• اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اٰمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُم رِجْسَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (۱۱)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = مِّنَ اللّٰهِ ”بِهِ“ = بِالْمَآءِ يُثَبِّتُ بِهِ = بِالْمَآءِ۔

توضیح:

وہ واقعہ یاد رکھو جب اللہ نے تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے تم پر غنودگی طاری کردی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس پانی سے نہلا کر پاک کر دے اور تم کو اس کے ذریعہ شیطانی گندگی سے پاک کر دے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور پانی کے ذریعہ تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = مِّنَ الْمَدَدِ، ”يُثَبِّتُ بِهِ“ = بِالرِّبْطِ لِيَرْبِطَ سے ظاہر ہے۔
مفہوم شاید کچھ اس طرح ہے:

دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے تم پر اپنی طرف سے غنودگی طاری کردی اور تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم کو اس سے پاک کر دے اور اسی سے شیطانی گندگی بھی دور کر دے اور نظم و ضبط سے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور میدان میں تمہارے قدموں کو جما دے۔

ملفوظ:

• بعض مفسرین نے ”بِهِ“ کی تاویل ”بِارْسَالِ الْمَلٰٓئِكَةِ“ سے کی ہے۔
- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۱۳)۔

توضیح:

یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

● —ذَلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ (۱۴)۔

”ذُوقُوهُ“ = ذوقوا العقاب۔

اس سزا کا مزہ تو یہاں اسی دنیا میں چکھو اور جانے رہو کہ کافروں کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

● ”فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ

اللَّهُ رَمَى، وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا“ الخ (۱۷)۔

”مِنْهُ“ = الرمی ”مِنْ“ سیہ۔

توضیح:

اور کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے قتل کیا اور اے محمدؐ جس وقت تم نے کنکریاں ماری تھیں تو وہ تم نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ اللہ مومنوں کو اس رمی کے ذریعہ اچھی آزمائش سے آزمائے۔

ملفوظ:

باعتبار معنی ”مِنْهُ“ کی تفسیر من الظفر سے کی جاسکتی ہے مطلب یہ کہ: اللہ جس طرح شر سے آزماتا ہے خیر بھی آزماتا ہے چنانچہ رسول اللہ کے کنکریاں مارنے سے جو حیرت ناک فتح ہوئی اس سے ایک مومن بصمیم قلب اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں بظاہر ہو گیا۔

اردو کے بعض ترجموں میں ”مِنْهُ“ سے من اللہ، مراد لیا گیا ہے اور ترجمہ کیا ہے تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے۔

● -يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (۲۰)۔

”لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ“ = عَنِ الرَّسُولِ۔

توضیح:

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور رسول بات کریں تو سنتے ہوئے بے توجہی نہ کرو۔

ملحوظہ:

بطور تفسیر ”عنه“ سے عَنِ الْجِهَادِ يَاعَنِ الْأَمْرِ بِالطَّاعَةِ سے بھی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی زیر غور ضمیر کا مرجع بنانا عربی مبین میں الجھن پیدا کرنا ہوگا۔

● -يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۲۲)۔

الف۔ ”أَنَّهُ“ = أَنَّ اللَّهَ۔

توضیح:

مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول خدا تمہیں ایسے کاموں کے لئے بلا رہے ہیں جو تم کو زندگی جاوداں بخش رہے اور جان رکھو کہ خدا ایک انسان

اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ صرف اللہ ہی ہے کہ تم سب اسی کے رو بروا کھٹے کئے جاؤ گے۔

ب۔ ”اِنَّهُ“ = ”اَنْ الشان۔

مومنو!..... اور حقیقت یہ ہے کہ تم سب اللہ ہی کے سامنے گھیر کر لائے جاؤ گے۔

— وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (۳۳)۔

الف۔ ”لِيُعَذِّبَهُمْ“ = ”فِيهِمْ“ = ”مَعْنِيهِمْ“ = ”وہم ان سب ضمیروں کا مرجع کافرو مشرک

ہے۔

توضیح:

اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک اے نبی تم ان کافروں میں موجود تھے انہیں عذاب

دیتا اور نہ ایسا تھا کہ کافر بخشش مانگیں اور خدا انہیں عذاب دے۔

ب۔ ”وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ“ = ”وَالْمُؤْمِنُونَ يَسْتَغْفِرُونَ“۔

اور نہ ایسا تھا کہ مومن تو بخشش مانگتے رہیں (اپنے لئے اور کافروں کے لئے) اور

خدا کافروں کو عذاب دے۔

— وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۳۴)۔

الف۔ ”أَوْلِيَاءَهُ“ = ”أَوْلِيَاءَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ“ = ”لَهُمْ“ = ”لِلْكَافِرِينَ وَالْمُشْرِكِينَ۔

توضیح:

اب ان کافروں اور مشرکوں کے لئے کون سی وجہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے

جب کہ وہ مسجد حرام میں مومنوں کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں، مسجد حرام کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو یہ بات نہیں جانتی۔

ب۔ ”اُولِيَاءَ ه“ = اولیاء اللہ۔

اور اب..... مسجد حرام کے متولی تو صرف اللہ کو دوست رکھنے والے لوگ ہیں الخ۔

• - وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۶۱)۔

”لہا“ = لسلیم، عربی میں سلیم موث سماعی ہے۔

توضیح:

اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو، حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

• - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِّنْ وَلَا يَتِيهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنْ اسْتَضَرُّوْكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ، بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۷۲)۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک

دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں، اور اگر وہ تم سے دین کے معاملات میں مدد طلب کریں، تو تم کو مدد کرنی لازم ہے، مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ تم اور ان میں صلح کا عہد ہو مدد نہیں کرنی چاہئے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

● وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ (۷۳)۔

الف۔ ”تَفْعَلُوهُ“ = التناصر، الاستنصار: الولاء۔

توضیح:

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو اے مومنو! اگر تم بھی باہم ایک دوسرے کی مدد و حمایت نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔
ب۔ ”تَفْعَلُوهُ“ = حفظ الميثاق۔

اور جو لوگ..... اگر تم اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اٹھ۔

۹۔ برآة (توبہ)

• ”وَإِذْ أَخَذَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ
اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، وَرَسُولُهُ، فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ“ الخ (۳)۔

هو: التوب۔

توضیح:

اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے
کہ خدا مشرکوں سے بے راز ہے اور اس کا رسول بھی، اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے حق میں یہ
توبہ بہتر ہے۔

• ”اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ“ الخ (۹)۔
الف۔ ”سَبِيلِهِ“ = سبیل اللہ۔

توضیح:

یہ کافر خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا نفع حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ
کے رستہ سے روکتے ہیں۔

ب۔ ”سَبِيلُهُ“ = سَبِيلُ دِينِ اللَّهِ: بحذف مضاف مفہوم من السياق۔
یہ کافر خدا کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں۔

ج۔ ”سَبِيلُهُ“ = سَبِيلُ عَبْدِ اللَّهِ رسولہ یہ بھی از روئے سیاق و سباق بحذف مضاف ہے۔

یہ کافر..... اور لوگوں کو رسول کی طرف جانے سے روکتے اٹھ۔
صلح حدیبیہ کی رو سے اس آیت کی ترجمانی شاید اس طرح ہو سکتی ہے:
یہ کافر..... لوگوں کو رسول اللہ سے کئے ہوئے معاہدہ کی پابندی سے روکتے ہیں اٹھ۔
د۔ ”سَبِيلُهُ“ = سَبِيلُ مَسْجِدِ الْحَرَامِ بحذف مضاف۔

یہ کافر..... اور لوگوں کو مسجد حرام کی راہ سے روکتے اور اس میں عبادت کرنے سے روکتے ہیں اٹھ۔

هـ۔ ”سَبِيلُهُ“ = سَبِيلُ آيَاتِ اللَّهِ أَيْ الْقُرْآن۔
یہ کافر..... اور لوگوں کو قرآن کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے روکتے ہیں اٹھ۔
از روئے عربیت آخری توجیہ بھی صحت سے دور نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ والعلم عند

الخبیر۔

● قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّافَتْرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ، وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۲۴)۔

”سَبِيلُهُ“ = سَبِيلُ اللَّهِ، اگرچہ مرجع کے بعد دوسرا اسم ”رسولہ“ آیا ہے، یہاں ضمیر سے قریب ترین اسم رجوع کرنے میں معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔

توضیح:

اے محمد آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جس کو تم پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو تا آن کہ خدا اپنا حکم بھیجے۔

● —هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (۳۳)۔
الف۔ ”يُظْهِرُهُ“ = يُظْهِرُهُ الدِّينَ، ”كُلِّهِ“ = كُلِّ الدِّينِ۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ دین حق کو ہر دوسرے دین پر غالب کر دے۔

ب۔ ”يُظْهِرُهُ“ = يُظْهِرُ الرَّسُولَ۔

وہی تو ہے..... تا کہ رسول کو ہر دین پر غالب کر دے، خواہ وہ کوئی دین ہو الخ۔
بالفاظ دیگر رسول کو دنیا کے سارے دینوں پر غالب کر دے۔

● —يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَآكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۳۴)۔

الف۔ ”يُنْفِقُونَهَا“ = الْفِضَّةُ وَالذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ۔

ذہب کا استعمال عربی میں مونث سماعی بھی جائز ہے۔

توضیح:

مومنو! یہودیوں اور مسیحیوں کے بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق و ناروا کھاتے ہیں اور انہیں خدا کے راستہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ چاندی اور سونا اپنے ذخیروں میں ڈھیر کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں نہیں خرچ کرتے تو اے نبی! تم انہیں دکھ دینے والے عذاب سے خبردار کر دو۔

ب۔ ”يُنْفِقُونَهَا“ = ينفقون الأموال۔

اے مومنو! بہت سے عالم و..... اور ان اموال کو راہ خدا میں نہیں خرچتے تو..... خبردار کر دو۔

ج۔ ”هَا“ = الكنوز، يكنزون سے ظاہر ہے۔

مومنو! ذخیرہ کرتے اور اس ذخیرہ کو راہ خدا الخ۔

د۔ ”هَا“ = النفقة، یہ ”يُنْفِقُونَ“ سے ثابت ہوتا ہے۔

مومنو!..... کرتے اور اس خرچ ہونے والی چیز کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں

الخ، یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔

● ”يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ

و ظُهُورُهُمْ“ الخ (۳۵)۔

”عَلَيْهَا وَبِهَا“ یہاں وہ سب احتمالات ہیں جو اس آیت سے پہلے ”يُنْفِقُونَهَا“ کی

ضمیر منصوب متصل میں بیان ہوئے۔

توضیح:

ایک وقت آئے گا کہ وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا، پھر اس مال

سے ان بخیلوں کی پیشانیاں اور پہلو اور پٹھیں داغی جائیں گی۔

● ”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ

يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ
الَّذِينَ الْقِيَمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ“ (۳۶)۔

”مِنْهَا“ = اثنی عشر شهرا ”فِيهِنَّ“ = اثنی عشر شهراً۔

وَكون الضمير جاء بلفظ ”هن“ ولم يجرى بلفظ ”ها“ كما جاء
”مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ“؛ لأنه قد تقرر في علم العربية:

إِنَّ الهاء تكون لما زاد على العشرة تعامل في الضمير معاملة

الواحدة۔

المؤنثة فنقول الجدوع انكسرت۔

وَأَنَّ النون والهاء والنون العشرة فما دونها إلى الثلاثة تقول:

الأجذاع انكسرن۔

هذا هو الصحيح، وقد يعكس قليلاً، فنقول: الجذاع انكسرن

والأجذاع انكسرت۔

وبتعبير الآخر: أَنَّ العرب يقولون لما بين الثلاثة إلى العشرة:

هن وهؤلاء، فإذا جاوزوا العشرة قالوا: هي وهذه إرادة أَنْ تعرف

تسمية القليل من الكثير، وكذلك يقولون فيما دون العشرة من

الليالي: خلون وفيما فوقها خلت۔

توضيح:

خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں اس روز سے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو

پیدا کیا خدا کی کتاب میں برس کے بارہ مہینے ہیں، ان بارہ مہینوں میں چار مہینے ادب کے ہیں

دین کا سیدھا رستہ یہی ہے تو ان چار مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔

• ”إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ“ الخ (۳۷)۔

”بہ“= بالنسی یحلونہ“ یحلون النسی ای التاخر: اى الشهر المؤخر
اسی طرح: ”یحرمونہ“= یحرمون النسی۔

توضیح:

امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے، آگے پیچھے کر دینے کی وجہ سے کافر ایک مزید گمراہی میں ڈال دیئے جاتے ہیں، مہینوں کو آگے پیچھے کر کے ایک سال تو کسی مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینہ کو حرام کر دیتے ہیں۔

● -إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا، وَ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا، وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۳۹)۔

الف۔ ”تَضُرُّوهُ“= تضرروا الرسول۔

توضیح:

اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو شدید تکلیف کا عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرماں بردار ہوں گے) اور تم رسول کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ب۔ ”تَضُرُّوهُ“= تضرروا اللہ۔

اگر تم..... اور تم اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ج۔ ”تَضُرُّوهُ“= تضرروا القوم۔

اگر تم..... تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اس قوم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ملفوظ:

آخری توجیہ معنی خیز ہونے کی وجہ سے قابل التفات معلوم ہوتی ہے۔
 • ”إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
 ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ
 اللَّهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ
 تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى“ (۴۰)۔

الف۔ ”تَنْصُرُوهُ“ = تنصروا الرسول ”عَلَيْهِ“ = علی صاحب الرسول۔
 ”أَيَّدَهُ“ = آید الرسول۔

توضیح:

اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو کچھ حرج نہیں اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اور وہ
 وقت یاد کرو جب رسول کو کافروں نے اپنے یہاں سے نکال دیا، اس وقت دو شخص تھے جن میں
 سے ایک رسول کا ساتھی تھا اور دوسرے خود رسول، جب دونوں غار میں تھے اور اس وقت
 رسول اپنے ساتھی کو تسلی دیتے تھے کہ تشویش نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے تو خدا نے رسول
 کے ساتھی کو تسکین دی اور رسول کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔

ب۔ تَنْصُرُوهُ، وَنَصَرَهُ، وَأَخْرَجَهُ، وَأَيَّدَهُ۔

ان چاروں جگہوں پر ضمیر منصوب متصل کا مرجع رسول ہی ہے۔
 علیہ: علی صاحب الرسول، اسی سے متصل و ملحق ”آیدہ“ کی ضمیر منصوب متصل کا
 مرجع بھی صاحب الرسول لینا شاید غلط نہ ہو۔

• —يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ
 يُرْضَوْهُ إِنَّ كَانُوا مُؤْمِنِينَ (۶۲)۔

الف۔ ”يُرْضَوْهُ“ = يُرْضُوا الرَّسُولَ. ضمیر سے قریبی اسم ہے۔

توضیح:

اے مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم کو خوش کر دیں، حالانکہ اگر یہ دل سے مومن ہوتے تو جان لیتے اور سمجھ جاتے کہ خدا اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کو راضی کرنے کی فکر کی جائے۔

ب۔ ”يُرْضَوْهُ“ = يَرْضُوا الْمَذْكَورَ (اللہ و رسول اللہ)۔

اس صورت میں مفہوم غالباً یہ ہوگا: اے مومنو!..... اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ایک مومن اس کو راضی کرنے کی فکر کرے اور رسول بھی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو بھی راضی رکھا جائے۔

اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا لازم و ملزوم ہے، اگرچہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ایک دوسرے سے قطعاً علاحدہ ہیں۔

یادداشت:

یہاں سورۃ النساء کی آیت نشان (۸۰) ”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ کا

متوازی مطالعہ مفید رہے گا۔

● —يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي

قُلُوبِهِمْ، قُلِ اسْتَهْزِئُوا، إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ (۶۴)۔

الف۔ ”عليهم“ = على المؤمنين، ”تنبئهم“ = تنبأ المؤمنين، ”قلوبهم“ =

قلوب المؤمنين۔

توضیح:

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ مومنوں کے پیغمبر پر کہیں کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی بات کو ان مومنوں پر ظاہر کر دے اے محمدؐ آپ کہہ دو کہ تم ہنسی مسخری کئے جاؤ، تم جس بات سے ڈرتے ہو خدا اس کو ظاہر کر دے گا۔
ب۔ ”عَلَيْهِمْ“ = ”عَلَى الْمُنَافِقِينَ“ ”علی“ بمعنی خلاف۔

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کے خلاف مومنوں پر یعنی ان کے نبی پر کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی باتوں کو ان مومنوں پر ظاہر کر دے الخ۔

• -يَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا، وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ
وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهُمْ اُولٰٓئِمْ يَنَالُوا، وَمَا نَقَمُوْا
اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ“ الخ (۷۴)۔
الف۔ ”فَضْلُهُ“ = فضل اللہ۔

توضیح:

یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں انہوں نے کچھ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے، یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور اس بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پاسکے اور انہوں نے مسلمانوں میں عیب ہی کون سا دیکھا ہے مگر یہ عیب دیکھا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر نے اپنی مہربانی سے مسلمانوں کو دولت مند کر دیا ہے۔
ب۔ ”فَضْلُهُ“ = فضل رسول اللہ۔

یہ خدا کی خدا اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے مسلمانوں کو الخ۔

انتباہ:

سیاق سے پہلی توجیہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے اگرچہ زیر غور ضمیر سے قریب ترین اسم رسول ہے۔

● فَلَمَّا آتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ (۷۶)۔

بہ = بالفضل۔

توضیح:

جب خدا نے اپنے فضل سے انہیں مال دیا تو وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرنے لگے اور اپنے عہد سے روگردانی کر کے اس سے پھر گئے۔

● فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِم إِلَى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا

اللَّهُ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (۷۷)۔

الف۔ ”فَأَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ اللَّهُ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَ اللَّهَ۔

توضیح:

تو خدا نے اس بد عہدی کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ خدا کے روبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اس لئے کہ انہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

ب۔ ”أَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ الْبَخْلُ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَ الْجَزَاءَ۔

تو ان کے اس بخل نے اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔

ج۔ ”أَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ التَّوَلَّى، بد عہدی و بد شکلی۔

جوان کی بد عہدی و عہد شکنی نے اس روز تک جس روزہ کہ وہ اپنے کئے دھرے کی سزا بھگتیں گے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا۔

• -وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ، أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ، سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۹۹)۔
الف۔ ”اِنَّهَا“ = اِنَّ الصَّلٰوٰتِ۔

توضیح:

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں جو خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی قربت اور خدا کے رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، دیکھو رسول کی دعائیں بے شک ان دیہاتیوں کے لئے موجب قربت خدا ہیں۔

ب۔ ”اِنَّهَا“ = اِنَّ النِّفَقَاتِ۔

بعض اور ہاں دیکھو جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس خرچ کو وہ خدا سے قریب ہونے اور اس کے رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں بے شک یہ خرچ ان کے لئے موجب قربت خداوندی ہے۔

• -لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا، لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ، فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (۱۰۸)۔

”لَا تَقُمْ فِيهِ“ = فی مسجد ضرار، ”تقوم فیہ“ = فی مسجد اُسس علی التقویٰ۔

توضیح:

تم اس مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا جو مومنوں کو ضرر پہنچانے کے لئے بنائی

گئی ہے، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھا کرو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔
الف۔ ”اَنْهَارِبِه“ = اَنْهَارِ الْبَنِيَانِ بِالْمَوْسَس۔

توضیح:

جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا مندی پر رکھی وہ شخص اچھا ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد دھنس جانے والی کھوکھلی زمین کے کنارے پر رکھی کہ وہ بنیاد عمارت بنانے والے کو دوزخ کی آگ میں لے کرے اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ب۔ ”اَنْهَارِبِه“ = اَنْهَارِ الشِّفَا بِالْبَنِيَانِ۔

بھلا جس نے..... کنارہ پر رکھی کہ وہ کھوکھلی زمین کا کنارہ ذرا سے دھکے سے مکان کے مکینوں سمیت دوزخ کی آگ میں لے کرے الخ۔

● ”وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اِيَّاهُ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَوَّاهٌ حَلِيْمٌ“ (۱۱۴)۔

”اِيَّاهُ“ = اِيَّا اَبَا اِبْرٰهِيْمَ، ”لَهٗ“ = لِاِبْرٰهِيْمَ: ”اَنَّهُ“ = اَنَّ اَبَا اِبْرٰهِيْمَ ”مِنْهُ“ =

مِنْ اَبِيْهِ۔

توضیح:

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جو ابراہیم اپنے باپ سے کر چکے تھے لیکن ابراہیم کو معلوم ہو گیا کہ ان کا باپ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم اپنے باپ سے کنارہ کش ہو گیا۔

—مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ
يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ،
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْنُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ
عَدُوِّ نِيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (۱۲۰)۔

”بہ“=بِذَلِكَ: أفرد الضمير أجراً له مجرى اسم إشارة۔

تقدیر: کتب اللہ للمؤمنین بدل إصابة الظماء والنصب والمخمصة
والوطء والنیل علی کل واحد منها عملاً صالحاً۔
مطلب یہ کہ:

اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس رہتے ہیں ان کے لئے مناسب نہیں تھا کہ
رسول خدا تو جہاد کے لئے نکلیں اور یہ پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ بات ان لوگوں کے شایان شان
تھی کہ اپنی جان کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔

اس لئے خدا کی راہ میں مومنین بھوک پیاس اور محنت و مشقت کی کوئی تکلیف
جھیلیں اور وہ روش اختیار کریں جس سے کافر اور نٹنے کڑھنے لگیں (انہیں مومنوں کا ایثار
سخت ناگوار ہوتا ہے) اور جب یہ مومن اللہ و رسول کے دشمن سے کوئی انتقام لیں تو ایسا کبھی
نہیں ہوگا کہ مومنوں کے ایسے ہر ایک کام کے بدلے ایک ایک نیک عمل نہ لکھا جائے، اس
بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ خدا نیکو کاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

۱۰- یونس

• قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ، أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۶)۔
 ”تَلَوْتُمْ“ = تَلَوْتُ الْقُرْآنَ، ”بِهِ“ = بِالْقُرْآنِ۔
 ”قَبْلِهِ“ = قَبْلَ نَزُولِ الْقُرْآنِ، بِحذف مضاف۔

توضیح:

اے محمد آپ کہہ دیجئے اگر خدا چاہتا تو نہ میں یہ قرآن تم کو پڑھ کر سنا تا اور نہ اللہ تم کو اس کتاب سے واقف کراتا، نزول قرآن سے پہلے تم میں اپنی عمر گزار چکا ہوں اور کبھی میں نے اس طرح کا ایک کلمہ بھی نہیں کہا، بھلا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔
 • ”وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ“..... الخ (۲۰)۔
 ”عَلَيْهِ“ = عَلٰی مُحَمَّدٍ اسم مذکور نہیں ہے فحوالے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

قرآن کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: اس شخص پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟
 • هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي

الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَ تَهَا رِيحٌ
عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ
أَحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ
هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (۲۲)۔

”بِهَا“ = ”بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ“، ”جَاءَ تَهَا“ = ”جاءت الفلك“، ”من هذه“ = ”من هذه

الريح۔

توضیح:

وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے
یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں صاف ہوا کہ نرم نرم جھونکوں
سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہے اور وہ سوار اس صاف ہوا سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں
زلزلے کی ہوا چل پڑتی ہے اور موجیں ہر طرف سے جوش مارتی ہوئی ان کشتیوں پر آنے لگتی
ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اب تو ان موجوں میں گھر گئے تو اس وقت خالص خدا ہی کی
عبادت کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو اس طوفان سے نجات بخشے
تو ہم تیرے بہت شکر گزار ہوں گے۔

● ”إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ
فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ،
حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا
أَنَّهُمْ قَدِرُوا عَلَىٰهَا أْتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا
حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبِ بِالْأَمْسِ“ (۲۳)۔

”انزلنہ“ = ”انزلنا الماء“، ”بہ“ = ”بالماء“، ”زخرفہا“ = ”زخرف الأرض“ ”اہلہا“ =

اہل نبات الأرض، مضاف محذوف ”علیہا“ = ”علی نبات الأرض“ مضاف محذوف، اسی

طرح ”اتھا“= اُتی زرع الأرض، اور ”جعلناها“= جَعَلْنَا زرع الأرض۔

توضیح:

دنیا کی زندگی کی مثال بارش کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے برسایا پھر اس پانی سے مل کر زمین کی پیداوار خوب گھنی ہو گئی، پیداوار جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی زمین والوں نے یہ خیال کیا کہ وہ اس پوری نباتی پیداوار پر دسترس رکھتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانے پر قادر بھی ہیں ایسے وقت میں یکا یک رات کو یادن کو اس کھیتی پر ہمارا عذاب آپہنچا تو ہم نے ہری بھری لہلہاتی کھیتی کو ایسا غارت کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کوئی روئیدگی (کھیتی) ہی نہیں تھی (وہاں کی زمین نزول عذاب کی وجہ سے ایک بے آب و گیاہ چٹیل میدان ہو کر رہ گئی۔

● وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۳۷)۔

”بَيْنَ يَدَيْهِ“= ”فِيهِ“= القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے، ہاں یہ خدا کا کلام ہے جو کلام اللہ اس قرآن سے پہلے کا ہے یہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس پچھلے کلام کی اس قرآن میں تفصیل ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

● اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، قُلْ فَاْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَاذْعُوا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۳۸)۔

”افتراء“ = افتری القرآن ”مِثْلِهِ“ = مثل القرآن۔

توضیح:

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) اللہ کے نام پر یہ قرآن افترا کیا ہے؟ تم کہو ”اگر تم اپنے قول میں سچے ہو (اور ایک آدمی اپنے جی سے گڑھ کر ایسا کلام بنا سکتا ہے) تو قرآن کا مانند ایک سورت بنا کر پیش کر دو اور خدا کے سوا جن جن ہستیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو تمہیں پوری طرح اجازت ہے بلاؤ“ (ترجمان)۔

● وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
بِالْمُفْسِدِينَ (۴۰)۔

الف۔ ”بہ“ (دونوں جگہ): بالقرآن۔

توضیح:

اس آیت سے پہلے آیت (۳۷، ۳۸) میں الکُتُب: القرآن کا اور ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْكَافِرِينَ کا ذکر آیا ہے۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

”بہ“ (دونوں جگہ) بمحمد۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ محمد پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان پر ایمان نہیں لاتے۔

یہ تخریج غالباً سبق سے مناسبت نہیں رکھتی۔

● قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ (۵۰)۔

الف۔ ”عَذَابُهُ“ = عذاب اللہ، ”مِنْهُ“ = من العذاب۔

توضیح:

اے محمد خدا کے عذاب کا انکار کرنے والوں سے کہہ دو اگر اس کا عذاب تم کو دن یا رات کے وقت یکایک آدبوچے تو پھر گناہ گار کس عذاب کے آنے کی عجلت چاہیں گے۔

● - وَيَسْتَبْشِرُونَكَ أَحَقُّ هُوَ، قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ

بِمُعْجِزِينَ (۵۳)۔

”هُوَ“ = عذاب، ”إِنَّهُ“ = ”إِنْ الْعَذَابُ“۔

توضیح:

اے محمد تم سے دریافت کرتے ہیں ایا یہ سچ ہے کہ کافروں پر عذاب ہوگا؟ کہہ دو ہاں خدا کی قسم کافروں پر عذاب ہونا حق ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

● - وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ

عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ

رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ

مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۶۱)۔

ترجمہ:

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں (محمود الحسن)۔

اے نبی تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو،

اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو (تفہیم القرآن)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = من الشأن، اُی و ماتلوا من أجل الشأن من القرآن۔

اُی يحدث لك شأنٌ تتلوا القرآن من أجله۔

”من“ = تعلیلیہ اس تو جیہہ کے لحاظ سے آیت کے ”شان“ والے جزو کی توضیح غالباً یوں ہوگی:

اے نبی جب تمہیں کسی معاملہ (قضیہ) سے سابقہ پڑتا ہے اور تم اس موقع پر اس معاملہ سے متعلق جو کچھ تلاوت کرتے ہو یقیناً اللہ اس کا گواہ رہتا ہے کہ تم نے اپنا فرض بخوبی ادا کر دیا۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = من التنزیل ضمیر کے بعد ضمیر کا مرجع۔

کلام عرب میں مرجع کا اسم کے بعد آنا اس اسم کی بڑائی و بزرگی جتانے کے لئے ہوتا ہے۔

اے نبی..... تم اس موقع پر قرآن کی جو تلاوت کرتے ہو اللہ کا جو حکم بیان کرتے ہو اللہ اس کا گواہ رہتا ہے الخ۔

ج۔ ”مِنْهُ“ = مِنَ اللہ۔

اے نبی..... اللہ کی طرف سے جو کچھ قرآن میں آیا ہے وہ تلاوت کرتے ہو تو اللہ الخ۔

الف۔ ”تُفِيضُونَ فِيهِ“ = تُفِيضُونَ فِي الْعَمَلِ ”مِنْ عَمَلٍ“ سے ظاہر ہے۔

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ۔

”تُفِيضُونَ فِيهِ“ = فِي الْعَمَلِ۔

تقدیر: وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ شَيْئًا وَلَكِنْ تَعْمَلُونَ عَمَلًا نَشْهَدُهُ۔

تم کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتے کہ اس وقت ہم تمہیں نہ دیکھ رہے ہوں۔

مطلب یہ کہ:

رسول اللہ کی پیام رسانی میں رکاوٹ ڈالنے والے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی ان حرکتوں کو دیکھنے والا نہیں ہے، اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، انہیں اپنے کارِ شر کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

ب۔ ”تَفِیْضُوْنَ فِیْهِ“ = فِی الْقُرْآنِ یَعْنِی اِذْ تَشِیْعُوْنَ فِی الْقُرْآنِ الْکَذِبِ۔

مطلب شاید یہ ہو کہ:

کافر و منافق جب کبھی بھی قرآن میں اپنی طرف سے کچھ گھٹا بڑھا کر اس پر افترا پردازی کرتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا ہے، اللہ ان کی ایسی حرکتوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

انتباہ:

یہ توجیہ بعید از قیاس ہے بعض مفسروں کی رائے کے احترام میں یہاں نقل کرنا نامناسب نہیں معلوم ہوا۔

● —فَمَا أَمَّنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ
فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ، وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي
الْأَرْضِ، وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ (۸۳)۔

الف۔ ”قَوْمِهِ“ = قَوْمِ مُوسَى، ”مَلَائِهِمْ“ = مَلَائِ مُوسَى، وَهُمْ أَشْرَافُ
بَنِي إِسْرَآئِيلَ لَا تُهْمُ، كَانُوا يَمْنَعُونَ أَعْقَابَهُمْ خَوْفًا مِنْ فِرْعَوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ۔

توضیح:

تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا، البتہ موسیٰ کی قوم سے چند نوجوان اور وہ بھی
فرعون اور اپنی ہی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون ان نوجوان
ایمان داروں کو آفت میں نہ پھنسا دے اور فرعون ملک مصر میں بڑا ہٹا ہوا تھا اور بے شک وہ

حد سے بڑھا ہوا تھا۔

ب۔ ”قومہ“ = قوم فرعون ”ملاءِ ہم“ = ملاء الذریۃ۔
تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا لیکن فرعون کی قوم میں سے چند نوجوان (قطبی)
فرعون اور اپنی ہی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون الخ۔

ملفوظ:

بعض معربوں نے ”ہم“ کا مرجع فرعون بتایا ہے، تو جیہہ کی ہے کہ حکمراں اپنے کو
صیغہ جمع سے تعبیر کرتے اور فرماں بردار بھی اپنے آقا کو بصیغہ جمع مخاطب کرتے ہیں۔
یہاں اس تکلف کی کیا ضرورت ہوئی۔

انتباہ:

”ہم“ کی ضمیر کا آل فرعون کی طرف پھیرنا صحیح نہیں عربی میں محذوف کی
طرف ضمیر راجع نہیں ہو سکتی۔

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللَّهُ بَضْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ، إِلَّا هُوَ، وَإِنْ
يُرِدَّكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ، يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ، وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۱۰۷)۔
”لہ“ = للضرر، يُصِيبُ بِهِ = بِالْفَضْلِ۔

توضیح:

اور اگر خدا تم کو کوئی ضرر پہنچائے تو اللہ کے سوا اور کوئی اس ضرر کو دور کرنے والا
نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں
میں سے جسے چاہتا ہے اس کو اپنے فضل (خیر) سے نوازتا ہے۔

۱۱- ہود

• ”وَأَن اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا
إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ“ الخ (۳)۔
الف۔ ”فَضْلُهُ“ = فَضْلُ اللَّهِ۔

توضیح:

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف پلٹو وہ تم کو ایک مقررہ مدت تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا، اور اپنی مہربانی سے تمہاری نیکیوں کا زیادہ سے زیادہ بدلہ دے گا۔

ب۔ ”فَضْلُهُ“، فضل کا ذی فضل: بزرگی اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور یہ صاحب بزرگی کو اس بزرگی کی داد دے گا۔

• -آلَا إِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ إِلَّا حِينَ
يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِدَاتِ الصُّدُورِ (۵)۔
الف۔ ”مِنْهُ“ = مِنْ اللَّهِ۔

توضیح:

دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں تب بھی اللہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے۔

ب۔ ”مِنهُ“ = من الرسول۔

دیکھو! یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ کے رسول کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس کی بات بادل ناخواستہ سننی ہی پڑے تو انجان ہو جانا ہی مناسب سمجھتے ہیں، لیکن سن رکھو جس وقت..... تب بھی اللہ ان کی چھپی اُخ۔

ملحوظہ:

پہلی توجیہ بالکل واضح ہے دوسری توجیہ کا احتمال بھی نظر انداز نہیں ہو سکتا۔

● ”فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُتُبٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ“ الخ (۱۲)۔

”بہ“ = بِمَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ ”عَلَيْهِ“ علی محمد، معہ مع محمد۔

دونوں اسم فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہیں۔

توضیح:

شاید تم ان چیزوں میں سے کسی چیز کو چھوڑ دو جو تمہاری طرف وحی کی جارہی ہیں اور اس خیال سے تمہارا دل تنگ ہو کہ کافر یہ کہنے لگیں کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوایا اس شخص کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔

● ”أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَتٍ“

الخ (۱۳)۔

”اِفْتَرَاهُ“ = افتری القرآن، ”مِثْلِهِ“ = مثل القرآن۔

فجوائے کلام سے اسم بالکل ظاہر و نمایاں ہے۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود گڑھ لیا ہے؟ کہہ دو! اگر سچے ہو تو قرآن کی آیتوں جیسی گڑھی ہوئی دس سورتیں ہی تم بھی بنا لاؤ۔

• - اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ اِمَامًا وَرَحْمَةً، اُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ، فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ (۱۷)۔

ترجمہ:

بھلا ایک شخص جو اپنے رب کے صاف رستے پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ تھی جو رستہ بتلاتی اور بخشواتی (اوروں کے برابر ہے؟) یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو کوئی اس سے منکر ہو سب فرقوں میں سے، سو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، سو تو اس سے شبہ میں مت رہ بیشک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور پھر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے (محمود الحسن)۔
یعنی کیا یہ شخص اور ریاکار دنیا پرست برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

”بینۃ“ صاف رستہ سے مراد وہ رستہ ہے جس پر انسان اپنی صحیح اور اصلی فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے بشرطیکہ حالات و خیالات سے متاثر نہ ہو اور وہ توحید اسلام اور

قرآن کا رستہ ہے۔

اور ”شاهد مِنْهُ“ = گواہ اللہ کی طرف سے قرآن عظیم ہے جو گواہی دیتا ہے کہ دین فطرت توحید و اسلام پر چلنے والا بے شک ٹھیک رستہ پر چل رہا ہے اور وہ قرآن اپنی حقانیت کا خود گواہ ہے۔

چونکہ قرآن کے لانے والے جبریل امین اور لینے والے محمد ﷺ ہیں اس اعتبار سے ان کو بھی شاہد کہہ سکتے ہیں۔

قرآن سے پہلے جو وحی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی دین فطرت کی صداقت پر گواہ تھی خصوصاً توراة جو موسیٰ پر اتاری گئی اسے قرآن سے بیشتر ایک بھاری شاہد ان لوگوں کی حقانیت کا کہنا چاہئے جو دین فطرت کے صاف رستے پر چلتے ہیں۔

(شبیر احمد عثمانی مرحوم کے متعلقہ حاشیہ کا اقتباس)۔

ضمیروں کے مرجعوں کے بارے میں قرآن کے معربوں کے اقوال ہیں:

الف۔ ”يَتْلُوهُ“ = ضمیر منصوب متصل، القرآن، ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ۔

الشاهد، الإنجيل ”قَبْلِهِ“ = قبل الإنجيل۔

من يتلوا القرآن في التقدم إنجيل من عند الله۔

ب۔ ”يَتْلُوهُ“ = محمداً، الشاهد، لسان محمد، ”مِنْهُ“ = من محمد۔

وَقِيلَ: المقرآن یعنی من القرآن۔

”قَبْلِهِ“ = قبل محمد۔

ج۔ الشاهد: جبریل ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ، ”قَبْلِهِ“ = قبل جبریل۔

د۔ الشاهد: إعجاز القرآن، ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ، ”قَبْلِهِ“ = قبل القرآن۔

هـ۔ ۱۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بالقرآن۔

۲۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بمحمد۔

۳۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بكتاب موسى۔

”مَرِيَّةٌ مِنْهُ“:

الف۔ من القرآن۔

ب۔ من الموعد۔

”وَقِيلَ الْبَيِّنَةُ“= القرآن، ”يَتْلُوهُ“= يتلوا القرآن۔

● —الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا، وَهُمْ
بِالْأُخْرَةِ هُمْ كَفِرُونَ (۱۹)۔

دیکھئے: آل عمران آیت رقم (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

● —قَالَ يَاقَوْمِ اَرَأَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي وَاتَّبَعِي
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ فَعَمَّيْتُ عَلَيْكُمُ، اَنْزِلُ مَكْمُورَهَا وَاَنْتُمْ لَهَا
كَرْهُونَ (۲۸)۔

الف۔ ”ھا“ (دونوں جگہ) الرحمة۔

توضیح:

نوحؑ نے کہا اے میرے ہم قومو! ذرا سوچو تو سہی اگر میں اپنے پروردگار کی راہ
نمائے سے ایک روشن دلیل پر قائم تھا اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی، وحی نازل
کی، اور پیغمبر بنایا، جس کی حقیقت تم کو دکھائی نہیں دی تو کیا ہم اس رحمت کو زبردستی تم پر
مسلط کر دیں حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے اور بھاگتے ہو۔

ملحوظہ:

زیر غور ضمیر کی تخریج بعضوں نے جملہ کلمہ شہادت، لا الہ الا اللہ سے کی ہے۔

ب۔ ”اَنْزِلُ مَكْمُورَهَا وَلَهَا“= البینه۔

نوحؑ نے کہا: اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے وحی کی روشن

دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی ہے جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رہی تو کیا ہم اس روشن دلیل کو ماننے پر تم کو مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس روشن دلیل کو سخت ناپسند کرتے ہو۔

● ”وَيَقُومُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ.....“ (۲۹)۔

”عَلَيْهِ“ = علی الإنذار أو علی التبلیغ۔

توضیح:

اور اے میرے ہم قومو! جو تم کو اللہ کے عذاب سے خبردار کر رہا ہوں اور اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اس کے بدلے میں تم سے کچھ مال و زر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمہ ہے۔

● - أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ (۳۵)۔
”افتراہ“ = افتراء الوحی۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے وحی اپنے دل سے بنائی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کی نسبت محض ایک دھوکہ ہے؟ کہہ دو! اگر یہ میں نے دل سے بنالیا ہے اور اس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے تو میرے گناہ کا وبال مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔

انتباہ:

(۱) ضمیر کا مرجع مذکور نہیں ہے نوخ کے قصہ میں یہ ایک ضمنی: معترضہ جملہ

ہے۔ ”قُل“، سے ظاہر ہے کہ ”يَقُولُونَ“ کا فاعل محمد ﷺ کی قوم ہے۔

(۲) يَقُولُونَ کے فاعل کا قوم نوح ہونا بھی بعید از قیاس نہیں۔

ضمیر واحد غائب منصوب متصل کی ترجمانی لفظ وحی سے ہر دو صورتوں میں یکساں اور

درست رہتی ہے۔

—حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ

كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

أَمَنَ، وَمَا أَمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ (۴۰)۔

”فِيهَا“ = فِي الْفُلْكِ۔

توضیح:

لفظ ”فُلْكَ“ مترادف سفینہ ہو تو اس کا مؤنث ہونا ظاہر ہے، چنانچہ اس سورۃ کی زیر بحث ضمیر کے بعد آیت رقم (۴۱، ۴۲) میں ”فُلْكَ“ کے لئے ضمیر مؤنث ہی آئی ہے: ”ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (۴۱) وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ“ (۴۲)۔

علاوہ بریں درج ذیل آیتوں میں بھی فُلْكَ بمعنی سفینہ کے لئے ضمیر مؤنث آئی ہے:

۲۔ بقرہ ۱۶۴: وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۱۳۔ ابراہیم ۳۲: وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ۔

۲۲۔ حج ۶۵: إِنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۳۰۔ روم ۴۶: وَمِنْ آيَاتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكَ بِأَمْرِهِ۔

۳۱۔ لقمان ۳۱: أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۴۵۔ جاثیہ ۱۲: اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكَ فِيهِ۔

اور باعتبار لفظ جن مقاموں پر لفظ فُلْكَ مذکر استعمال ہوا ہے وہ یہ ہیں:

۱۶- نحل / ۱۴: وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاجِرَ فِيهِ، يِهَاهُ فُلُكٌ بِطُورِ اسْمِ جَمْعِ هِـ۔

۲۶- شعراء / ۱۱۹: فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ۔

۳۵- فاطر / ۱۲: وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاجِرَ، يِهَاهُ فُلُكٌ بِطُورِ اسْمِ جَمْعِ هِـ۔

۳۶- یسین / ۴۱: إِنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ۔

۳۷- صافات / ۱۴۰: وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذَا أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ

الْمَشْحُونِ۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے جوڑا جوڑا یعنی دو دو جانور ایک نر اور ایک مادہ لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے کہ ہلاک ہو جائے گا اس کو چھوڑ کر اپنے گھردالوں کو اور جو ایمان لایا ہو اس کو کشتی میں سوار کر لو اور نوح کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم ہی تھی۔

● - قَالَ يُونُسُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ، إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ،
فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (۴۶)۔

الف۔ ”اِنَّهُ“ (پہلا) اِنَّ ابْنَكَ: (اِنَّ ابن نوح)۔

”اِنَّهُ“ (دوسرا) اِنَّ السَّوَالَ۔

اِنَّ سَوَالَكَ اِيَايَ اَنْ اُنْجِيَ كَافِرًا عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔

توضیح:

خدا نے فرمایا: اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے گھردالوں میں سے نہیں ہے اس کے متعلق تمہاری یہ درخواست کہ اس کو اس عذاب سے نجات دیجئے ایک ناشائستہ سوال ہے

جس چیز کی حقیقت تم کو معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال مت کرو۔
 بتعبیر دیگر: اِنَّ سِوَالِكَ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔
 خدا نے فرمایا: اے نوح..... تمہارا ایسا سوال جس کے متعلق تم نہیں جانتے ایک
 غیر صالح عمل ہے اس کے بارے میں انج۔

ملفوظہ:

زیر غور ضمیر مرجع و سوال، بلحاظ معنی ہے اگر خالصاً لفظوں کی پیروی کی جائے تو
 بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ اس ضمیر کا مرجع اس سے قبل کی آیت ”نادی نوح اَنَّهُ“ کے
 لحاظ سے ندا ظاہر ہے۔

اس لحاظ سے: قَالَ اللّٰهُ يَا نُوْحُ نَدَاكَ اَنْ اٰتِيَنِ مِنْ اَهْلِيْ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔
 مطلب یہ کہ: اے نوح تمہاری یہ پکار کہ میرا بیٹا میرے خاندان کا ایک فرد ہے
 ایک غیر صالح بات ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے ”قَالَ“ کے فاعل کو نوح قرار دیا ہے، اس لحاظ سے تقدیر ہوگی:
 اِنَّ كُوْنَكَ مَعَ الْكَافِرِيْنَ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اِنْ كُنْتَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَهُمْ۔
 مگر اس لحاظ سے پوری آیت سے صرف اتنا ہی نکلزاکاٹ کر الگ کر دیا جائے تو
 ساری عبارت ہی بے ربط ہو جاتی ہے الا یہ کہ عمل بکسر میم و فتح لام اور ”غیر“ کو منصوب
 پڑھا جائے۔

اور بعض معربوں نے ”قَالَ“ کا فاعل اللہ ہی لیا ہے مگر ”اِنَّهُ“ میں مضاف
 محذوف مان کر کہتے ہیں: اِنَّ اِبْنَكَ ذُوْ عَمَلٍ غَيْرُ صَالِحٍ۔
 علم عربیت میں محذوف صرف اس وقت ضروری ہے جب بغیر حذف کے معنی

صاف و واضح نہ ہو یا معنی میں ایسا بگاڑ پیدا ہوتا ہو جو تزیل کی دوسری آیتوں کے صریح خلاف ہو اور یہاں ایسی کسی بات کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں ہے۔

● - يَقُومُ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا، إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى الَّذِي
فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۵۱)۔

”عَلَيْهِ“ = علی الإنذار أو التبليغ۔

دیکھئے: اسی سورۃ کی آیت (۲۹) فقرہ (۶) اور آگے شعراء کی آیت رقم (۱۰۹)۔

● - مُسَوِّمَةٌ عِنْدَ رَبِّكَ، وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ (۸۳)۔

الف۔ ”ہی“ الحجارة = العقوبة، قریبی اسم ہے۔

توضیح:

(اللہ نے قوم لوط کے گناہوں کی پاداش میں ان پر پے درپے کنکریاں برسائیں) جن پر تمہارے پروردگار کے یہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور کنکر پتھر کا عذاب ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

ب۔ ”ہی“ القرية، بستیاں۔

جن پر..... اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

ملحوظہ:

ہو سکتا ہے کہ ان ظالموں سے مراد مکہ کے باشندے ہوں جو بغرض تجارت گرما میں شام جایا کرتے تھے اور ان اجڑی بستیوں کے کھنڈر ان کے مشاہدہ میں آتے تھے۔

● - قَالَ يَقُومِ ارْهَطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ، وَاتَّخَذْتُمُوْهُ

وَرَاءَكُمْ ظَهْرِيًّا اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيطٌ (۹۲)۔

الف۔ ”اتَّخَذْتُمُوْهُ“ = اتَّخَذْتُمْ مَا جِئْتُمْ بِهِ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ظَهْرِيًّا۔

ضمیر سیاق اور فحوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔
 بعض معربوں نے اس کو شرع سے تعبیر کیا ہے۔
 ظاہر ہے کہ شرع میں عقائد و اعمال دونوں شامل ہیں۔

توضیح:

شعیب نے کہا اے میرے ہم قومو! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور جو کچھ میں اللہ کی طرف سے تم کو سنا رہا ہوں اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے، میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
 ب۔ ”اتَّخَذْتُمُوهُ“ اتَّخَذَ اللہ قریب ترین اسم ہے۔
 شعیب نے کہا..... زیادہ ہے اور تم نے اللہ کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے الخ۔
 مطلب یہ کہ ان لوگوں نے اللہ اپنے پروردگار کو بھلا دیا ہے اور روز جزاء کی ذمہ داری سے بے پرواہ ہو گئے ہیں۔

● —وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ بِئْسَ الرَّفْدُ
 الْمَرْفُودُ (۹۹)۔
 ”ہذہ“ = دینا۔

توضیح:

اور فرعون و آل فرعون پر اس جہاں میں بھی پھٹکار پڑی اور قیامت کے دن بھی وہ ان کے پیچھے لگی رہے گی جو صلہ ان کو ملا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے۔
 ● —وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
 سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ
 مُرِيبٍ (۱۱۰)۔

الف۔ ”اِخْتَلَفَ فِيهِ“ = فِي الْكِتَابِ مراد غالباً تواتر ہے۔
 ”منه“ = مِنَ الْقَضَاءِ، مفہوم من الکلام: ”بینہم“ = بَيْنَ الْكَافِرِينَ،
 ”إنہم“ = إِنْ الْكَافِرِينَ۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس کتاب میں اختلاف کیا گیا اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے مقدر نہ ہو چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں کا فیصلہ بھی کر دیا جاتا اور وہ تو اس فیصلہ (موعود: عذاب یوم حساب) کے بارے میں نہایت قوی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ب۔ ”اِخْتَلَفَ فِيهِ“ = اِخْتَلَفَ فِي كِتَابِ مُوسَى ”منه“ = مِنَ الْقُرْآنِ۔
 جس طرح قوم موسیٰ خود اپنے نبی کی کتاب میں اختلاف کرتی رہی ہے اسی طرح اب اس قرآن کے بارے میں جو تم کو دیا گیا ہے تمہاری قوم شک و شبہ میں پڑی ہوئی ہے، اگر تمہارے پروردگار الخ۔

ج۔ ”اِخْتَلَفَ فِيهِ“ = فِي مُوسَى ”منه“ = مِنْ مُوسَى۔
 اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے اختلاف کیا اور.....
 فیصلہ کر دیا جاتا اور وہ تو موسیٰ کے بارے میں قوی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔
 یہ تخریج غالباً بعید از صحت ہے۔

۱۲- یوسف

• اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۲)۔
الف۔ ”اَنْزَلْنَاهُ“ = اُنزلنا خبر یوسف مضاف محذوف۔

توضیح:

ہم نے احوال یوسف بزبان عربی یکجا نازل کئے۔
ب۔ ”اَنْزَلْنَاهُ“ = اُنزلنا الکتاب۔
ہم نے کتاب بطور تقریر عربی میں اتاری۔
ج۔ ”اَنْزَلْنَاهُ“ اُنزلنا الوحی۔
ہم نے وحی بطور تقریر عربی میں نازل کی۔

ملحوظ:

قرآن، مادہ: ق ر ء، اکھٹا کرنا: یکجا کرنا، جمع کرنا، جوڑنا، پاٹھ کرنا: پڑھنا۔
پاٹھ کرنے یا پڑھنے کے لئے اردو میں اس مقام پر تقریر مناسب لفظ معلوم ہوا۔
• نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ
هٰذَا الْقُرْآنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (۳)۔
”قَبْلِهِ“ = قَبْلُ الوحی۔

توضیح:

اس وحی سے پہلے تم یوسف کے حال سے ناواقف تھے۔
ضمیر کا مرجع بطور اسم مذکور نہیں ہوا، مرجع ”أَوْحَيْنَا“ سے معین ہوا۔
— اَقْتُلُوا يُوسُفَ أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ
أَبْيَكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ (۹)۔

توضیح:

تو یوسف کو جان سے مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک دو، پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری
طرف ہو جائے گی، اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (یعنی ابا جان کے یہاں
تمہاری خوب بنے گی)۔

”اَقْتُلُوا“ صیغہ امر جمع مذکر اس کے مخاطب یوسف کے بھائی۔

”اَقْتُلُوهُ“ کہنے والا، یوسف کا بھائی۔

”اطرحوا“ کہنے والا یوسف کا بھائی۔

الف۔ یوسف کا بھائی۔

ب۔ یوسف کے بھائیوں کا مشیر۔

الف۔ یوسف کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دو یا اس کو کہیں نکال باہر کر دو الخ۔

ب۔ یوسف کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دو تو دوسرے کسی بھائی نے (شاید

آپ کے عینی بھائی نے) کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو نکال باہر کر دو تو تمہارا مقصد پورا
ہو جائے گا..... قتل کر دو تو یوسف کے بھائیوں کے کسی مشیر نے کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو
نکال باہر کر دو الخ۔

الف۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد غیاب یوسف۔

یوسف کی غیر موجودگی میں تم نیک اطوار ہو جاؤ گے (یعنی تمہارے ابا جان کے یہاں تمہاری خوب بنے گی)۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد قتل یوسف۔

یوسف کی موت کے بعد الخ۔

ج۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد اطراح یوسف۔

یوسف کے یہاں سے نکل جانے (دور ہو جانے) کے بعد تم الخ۔

• قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ
وَانتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (۱۳)۔

الف۔ ”تَذْهَبُوْا بِهٖ“ = تَذْهَبُوْا بَیْ یُوسُفَ، ”عَنْهُ“ = عَنْ یُوسُفَ۔

توضیح:

مجھے اندیشہ ہے کہ تم یوسف کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یوسف کو بھیڑیا پھاڑ کھائے اس حال میں کہ یوسف کھیلتا ہوا کہیں دور نکل جائے اور تم اس سے غافل رہو۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = عَنْ الذِّئْبِ۔

..... اس حال میں کہ تم (کھیل کود میں مصروف رہو) بھیڑیے کے آپڑنے سے

غافل رہو۔

• فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیْبِ الْجُبِّ،
وَ اَوْحٰیۤنَاۤ اِلَیْهِ لَتَبْنٰهُمْ بِاَمْرِہُمْ هٰذَا وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (۱۵)۔

توضیح:

غرض جب وہ یوسف کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر دیا کہ یوسف کو گہرے کنویں

میں ڈال دیں تو ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو اس کی کچھ خبر نہ ہوگی۔

الف۔ ”أَوْحَيْنَا إِلَيْهِ“ = أَوْحَيْنَا إِلَى يَوْسُفَ۔

ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کے بھائی اس وقت جو سلوک کر رہے ہیں اس سے (اللہ) خود انہیں بعد میں واقف کرائے گا، الخ۔

ب۔ ”أَوْحَيْنَا إِلَيْهِ“ = أَوْحَيْنَا إِلَى يَعْقُوبَ۔

ہم نے یعقوب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وقت آنے پر وہ خود اپنے بیٹوں کو ان کی اس حرکت پر سرزنش کرے گا، الخ۔

● وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِثَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ، قَالَ يُسْرَىٰ هَٰذَا غُلْمٌ، وَأَسْرُوهُ بَضَاعَةٌ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (۱۹)۔

توضیح:

اس کنویں کے قریب ایک قافلہ وارد ہوا اور انہوں نے اپنا سقا بھیجا اس نے کنویں میں ڈول لٹکایا، وہ بولا زہے قسمت یہ تو لڑکا ہے، اور اس کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپالیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا۔

الف۔ ”أَسْرُوْا“، فعل جمع مذکر غائب کا فاعل: اہل کارواں۔

ب۔ ”أَسْرُوْهُ“، اسْرُوْا یوسف۔

کارواں کے ان لوگوں نے جنہوں نے یوسف کو تجارت کا مال سمجھ کر اپنے ساتھیوں سے چھپائے رکھا (یہ نہیں بتایا کہ وہ ایک اندھے کنویں میں ڈول ڈالنے پر بے مشقت ہاتھ آگئے)۔

ج۔ ”أَسْرُوْا“ کا فاعل: برادران یوسف۔

د۔ ”أَسْرُوْهُ“ = اسْرُوْا اَمْرَ یوسف۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو کنویں میں ڈال دینے کا کسی سے ذکر نہیں کیا کہ یوسف ایک تجارتی پونجی تھے۔

یہ دوسری توضیح کرنے والے نقل کرتے ہیں کہ کارواں کے آنے اور یوسف کے ڈول کے ذریعہ نکل آنے تک جملہ بھائی وہیں موجود تھے، انہوں ہی نے یوسف کو اپنا گم شدہ بھائی کہہ کر اہل قافلہ کے ہاتھ بچ دیا۔

● - وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ (۲۰)۔

الف۔ ”شَرَوْا“ کا فاعل: کارواں کے لوگ ”کانوا“ کا اسم اہل کارواں ”شَرَوْهُ“ = شَرَوْا یوسف۔

(۱) ”فِيهِ“ = فی یوسف۔

(۲) ”فِيهِ“ = فی الثمن۔

(۱) اہل کارواں نے یوسف کو تھوڑی سی قیمت پر چند ٹکوں کے عوض بچ دیا۔ اور انہیں یوسف سے کوئی رغبت نہیں تھی۔

(۲) اہل کارواں نے..... اور انہیں قیمت سے کوئی دل چسپی نہیں تھی (جو بھی ملی قبول کر لی)۔

ب۔ شَرَوْا کا فاعل: برادران یوسف ”کانوا“ کا اسم: برادران یوسف۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو تھوڑی..... اور انہیں یوسف سے الخ۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو..... اور انہیں قیمت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

● - وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ اكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا، وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ، وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ، وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱)۔

توضیح:

اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت و احترام سے رکھو عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اس طرح ہم نے یوسف کو سر زمین مصر میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو باتوں کی تاویل سکھائیں اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

الف۔ ”اَمْرُه“ = امر اللہ۔

اور اللہ اپنا کام کر کے ہی رہتا ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے ”امرہ“ کی تخریج امر یوسف سے کی ہے یہ تخریج بعید از صواب ہے، کیوں کہ ”وَاللّٰهُ غَالِبٌ“ الخ ایک خبر یہ تذکیری جملہ ہے، احکام و اخبار کے درمیان یکایک تذکیری تنزیلی اسلوب کی ایک نمایاں ابلاغی خصوصیت ہے۔

اللہ یوسف کے معاملہ کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے والا ہے۔

• - وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهُ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ، اِنَّهُ لَا يَفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (۲۳)۔

توضیح:

تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی جلدی آؤ، انہوں نے کہا خدا اپنا ہاں میں رکھے وہ تو میرے آقا ہیں، انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے بیشک ظالم فلاح نہیں پائیں گے۔

الف۔ ”اِنَّهٗ رَبِّیْ“ = ”اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ“۔

..... میں اس ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں وہ میرا پالنہار ہے اس نے میرا اچھا

ٹھکانہ کیا۔

ب۔ ”اِنَّهٗ رَبِّیْ“ = ”اِنَّ سَيِّدِیْ رَبِّیْ“، ”اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ“ اِنَّ الشَّانَ۔

(عزیز نے مجھے تمہارے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا اس کی اچھی طرح دیکھ رکھ

کرتے رہنا) وہ میرا سردار ہے اس نے مجھے اچھی جگہ دی (اس کے اہل خانہ سے میں کوئی

ایسی حرکت نہیں کر سکتا جو نازیبا ہو) بے شک بے انصاف لوگ بھلائی نہیں پاتے۔

● — فَلَمَّا رَاقِمِیْصَۃٌ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ، اِنَّ

کَیْدِکُنَّ عَظِیْمٌ (۲۸)۔

توضیح:

جب اس کا کرتادیکھا پیچھے سے پھٹا تھا، کہا: تمہارا فریب ہے اور کچھ شک نہیں کہ

تم عورتوں کے فریب بڑے ہوتے ہیں۔

الف۔ ”قَالَ“ = ”قَالَ عَزِیزُ مِصْرٍ اِنَّهٗ الْخَ“۔

ب۔ ”قَالَ“ = ”قَالَ شَاحِدٌ اِنَّهٗ الْخَ“۔

الف۔ عزیز مصر نے کہا یہ عورتوں کا ایک بڑا چھند ہے۔

ب۔ شاہد و دیکھنے والے نے کہا یہ عورتوں کا الخ۔

الف۔ ”اِنَّهٗ“ = ”اِنَّ الْقَوْلَ“۔

..... نے کہا کہ یہ قول کہ جس نے تمہارے اہل خانہ سے بُرائی کا ارادہ کیا عورتوں

کا الخ۔

ب۔ ”اِنَّهٗ“ = ”اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَهُوَ طَمَعٌ مِنْ یُوسُفَ“۔

..... نے کہا یوسف پر ڈورے ڈالنا عورتوں کا۔

ج۔ ”اِنَّهُ“ = اِنَّ الْقَدَّ۔

..... نے کہا یوسف کی قمیص کا پھاڑنا عورتوں کی ایک بڑی چالاکی تھی (مگر الٹی انہیں پر

پڑی)۔

د۔ ”اِنَّهُ“ = اِنَّ السُّوءَ۔

یوسف پر بہتان باندھنا ایک بُرائی تھی وہ عورتوں ہی کا ایک فریب ہے۔

—يُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْبِكِ، اِنَّكَ
كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (۲۹)۔

توضیح:

یوسف اس بات کا خیال نہ کرا اور تو اپنے گناہوں کی بخشش مانگ بیشک خطا تیری ہی

ہے۔

”اعرض“ اس بات کو نظر انداز کر: اس معاملہ میں درگزر سے کام لے۔

”اعرض“ کس نے کہا؟۔

قَالَ: قَالَ عَزِيزُ مِصْرَ: يَا يُوْسُفُ! اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔

عزیز مصر نے کہا اے یوسف اب اس معاملہ سے درگزر کرو۔

ب۔ ”قَالَ“ = الشاہد، کنبہ والوں کا ایک شخص جس نے قرینہ کی شہادت حاصل

کرنے کا مشورہ دیا اس نے کہا یوسف الخ۔

—فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَّهُنَّ

مُتَّكًا وَاَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرِجْ

عَلَيْهِنَّ، فَلَمَّا رَاَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ

لِلَّهِ مَا هٰذَا بَشَرًا، اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (۳۱)۔

توضیح:

جب اس عورت نے عورتوں کی چال سنی تو ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کے لئے ایک محفل منعقد کی اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی اور کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ جب عورتوں نے اس کو دیکھا تو اس کا رعب ان پر چھا گیا کہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ یہ آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

الف۔ ”اَكْبَرُنَّهُ“ = اکبرن یوسف۔

..... مصری عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو یوسف کو بزرگی دی، فارسی میں مطلب شاید حقیقت سے زیادہ قریب ہے: چوں یوسف رازنان مصر دیدند زبان تکبیر کوشیدند۔

ب۔ عورتوں نے ان کو اپنے دل میں بڑا پایا۔

ج۔ ”اَكْبَرُنَّهُ“ = اَكْبَرُنَّ مِنْ اَجَلِه: یعنی بحذف حرف جار بغرض حرف وضاحت یوں کہتے ہیں:

..... یوسف کو دیکھا تو وہ آپ کے جلال و جمال سے اس طرح دہشت زدہ و مبہوت ہو گئیں، جیسے مثلاً دہشت سے پیشاب خطا ہو جاتا یا حمل گر پڑتا ہے، شاید کچھ اسی طرح وہاں مصری عورتوں سے ظاہر ہوا۔

د۔ ”اَكْبَرُنَّهُ“ ہائے ہوز قرأت میں سکتہ کے لئے ہے۔

یہ آخری مسلک غلط نہ سمی تاہم صحت سے دور معلوم ہوتا ہے۔

— قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَنِي فِيهِ، وَلَقَدْ رَاوَدَتْهُ عَنْ
نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ، وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امْرُؤُهُ لَيُسْجَنَ
وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ (۳۲)۔

توضیح:

تب اس عورت نے کہا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں، اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچار ہا اور اگر وہ یہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا۔

یادداشت:

اوپر گزر چکا ہے کہ شہر میں عورتیں چرچا کرنے لگی تھیں کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے ہمارے نزدیک تو وہ کھلی گمراہی میں پڑی ہوئی ہے۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فِي الزَّانِي۔

دیکھو یہ ہے جس کو ایک ناجائز فعل کی طرف مائل کرنے کے بارے میں تم مجھے

الخ۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فِي الْحُبِّ، ذَلِكَ اپنے اصل مفہوم میں: اسم اشارہ۔

دیکھو یہ ہے اس کی محبت میں گرفتار ہونے پر تم مجھے الخ۔

یوسف مصری عورتوں کے ساتھ تھے اب اس طرح توجہ دلانے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

ج۔ ”فِيهِ“ = فِي يَوْسُفَ، ذَلِكَ بمعنى هذا۔

دیکھو یہی وہ یوسف ہے جس کے بارے میں تم مجھ پر ملامت کرتی تھیں۔

الف۔ ”مَا أَمْرُهُ“ ما أمر به بحذف جار (ه) کا مرجع ”ما“ موصولہ، مثلاً: أَمْرُكَ

الْخَيْرُ = أَمْرُكَ بِالْخَيْرِ امر کا دوسرا مفعول محذوف: یہاں شاید پیدائش کا غیر شرعی عمل

مراد ہے۔

اگر میں اس کو جس بات کا حکم دوں وہ بات (وہ کام) نہ کرے تو الخ۔

ب۔ ”مَا أَمْرُهُ“ = مَا مَصْدَرِيه، مَا أَمْرُ أَمْرِي يَا ه۔

اگر یوسف میرے حکم کی تعمیل نہ کرے تو الخ: میرا حکم نہ مانے الخ: میرا حکم بجانہ

لائے الخ۔

اس صورت میں امر میں زیادہ عمومیت رہنے گی۔

● ”ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْآيَاتِ لَيْسَ جُنَّتْ حَتَّى

جَيْنَ“ (۳۵)۔

”بَدَا لَهُمْ“ = ثُمَّ بَدَا الْعَزِيزُ وَاصْحَابُهُ: پھر باوجود اس کے عزیز مصر اور اس کے

مشیر نشانیاں دیکھ چکے تھے ان کی رائے یہی ٹھہری کہ کچھ مدت کے لئے اس کو قید ہی کر دیں۔

● —وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ فَتَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ

خَمْرًا، وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ

الطَّيْرُ مِنْهُ، نَبْتَنَا بِتَأْوِيلِهِ، إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (۳۶)۔

توضیح:

اور اس کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے ان میں سے ایک نے کہا:

دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں

اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں، ہمیں اس کی تاویل بتا دیجئے ہم

تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں۔

”تَأْوِيلِهِ“ = تَأْوِيلُ مَا قَصَّ عَلَيَّ يَوْسُفُ صَاحِبَاهُ: تاویل دو یا ہ۔

(ہ) کامر جمع دونوں قیدیوں کا خواب یعنی جیسا ایک نے کہا کہ میرے اس خواب کی

تعبیر دیجئے تو پھر دوسرے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے میرے اس خواب کی تعبیر

دیکھئے۔

● وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ (۴۲)۔

توضیح:

اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت اس نے خیال کیا وہ رہائی پا جائے گا، اس نے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا، لیکن شیطان نے اس کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا اور وہ کئی برس قید خانہ میں رہے۔

الف۔ ”أَنَسَهُ الشَّيْطَانُ“۔

تقدیر: انسی الشیطان الناجی (الناس) ذکر یوسف لربہ۔

”رَبِّهِ“ رَبُّ الناجی: (الناس)۔

شیطان نے چھٹکارا پانے والے قیدی سے یوسف کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا، اس صورت میں (رب) کے معنی ہوں گے: آقا یا پرورش کنندہ۔

تقدیر: انسی الشیطان یوسف ذکر ربہ: رب یوسف۔

مطلب غالباً یہ ہے:

شیطان نے یوسف کو اپنی رہائی کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع ہونا بھلا دیا گویا آپ نے قید سے اپنی رہائی کے لئے پروردگار سے رجوع ہونے کے بجائے ایک چھوٹے والے ہم قیدی سے کہا کہ وہ اپنے آقا سے میرا بے خطا ہونا آشکار کر دے اور ہو سکے تو مجھے جس بے جا سے رہا کرنے کی سفارش کرے۔

ظاہر ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا اگر صحیح ہو تو بھی وہ شیطان کے بھلا دے سے تھا، آپ نے قصد اور ارادۂ ایسا نہیں کیا۔

● ”وَقَالَ الَّذِي نَجَّاهُمَا وَاذْكُرْ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ

بَتَاوِيلِهِ فَأَرْسَلُونِ“ (۴۵)۔

توضیح:

وہ شخص جو دونوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آگئی بول اٹھا کہ میں آپ کو اس کی تاویل بتاتا ہوں مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔
”تَاوِيلِهِ“ = تاویل رویاء الملك بادشاہ کے خواب کی تعبیر۔
مجھے یوسفؑ کے یہاں بھیجو میں تمہیں ان سے پوچھ کر بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے آگاہ کر دوں گا۔

● وَقَالَ الْمَلِكُ اَنْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ اِلَي رَبِّكَ فَسْأَلُهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ (۵۰)۔

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ، جب قاصد اس کے پاس گیا تو اس نے کہا، اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے۔
”بہ“ = بیوسف، ”جَاءَهُ“ = جاء الرسول یوسف، ”قال ارجع“ = قال یوسف الرسول ارجع۔

ضمیروں کے مراجع واضح کرنے پر مطلب غالباً یہ ہوگا:

بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے یہاں بلا لاؤ، جب بادشاہ کا فرستادہ یوسف کے پاس آیا تو یوسف نے بادشاہ کے پیامی سے کہا اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے کہہ کہ ان عورتوں الخ۔

• قَالَ مَا خَطْبُكُمْ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ، قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ النَّبِيُّ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ (۵۱)۔

توضیح:

بادشاہ نے کہا بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا، بولیں حاشا للہ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو گئی ہے میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بے شک سچا ہے۔
• ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ (۵۲)۔

الف۔ قالت امرأة عزيز ذالک (اعترافا فی المکرر) لِيَعْلَمَ (الناس) انی لم اخن يوسف بالغیب۔

توضیح:

عزیز کی عورت نے کہا میں اپنی لغزش کا دوبارہ اعتراف اس لئے کر رہی ہوں کہ میں نے ہی پہلے یوسف کو ورغلا یا تھا اب سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ یوسف کے غیاب میں میں نے اپنے کئے سے مکر کرنے والی نہیں ہوں میں اب بھی اس کی محبت پر قائم ہوں، مکر جانے اور بے وفائی کرنے والوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔

عزیز کی عورت کا پہلا اعتراف (۳۲) ویں آیت میں یوں ہے: "وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ" بے شک میں نے ہی یوسف کو اپنی طرف مائل کیا تھا مگر وہ بچا رہا۔
ب۔ (قال يوسف) ذالک (تولی، ارجع) يعلم (الملک) انی لم اخن

العزیز بالغیب (عزیز نے کہا) یہ (امراۃ عزیز کا قول کہ اب حق واضح ہو گیا، یوسف پر
دورے میں نے ہی ڈالے تھے) اس لئے ہے کہ یوسف جان لے کہ اس کے زمانہ قید میں
بھی میں نے اس کو مورد الزام نہیں قرار دیا۔

لِیَعْلَمَ. الف. الناس۔

لِیَعْلَمَ. ب. لیعلم الملك۔

لِیَعْلَمَ. ج. لیعلم یوسف۔

لِیَعْلَمَ. د. اللہ۔

اللہ جان لے: اللہ جانتا ہے اسم جلالہ مذکور الصدر تینوں، دونوں یا کوئی ایک جگہ آسکتا
ہے، عربیت میں اس کی گنجائش ہے۔

● — وَقَالَ الْمَلِكُ اَتُونِنِي بِهٖ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ
قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ اٰمِنٌ (۵۴)۔

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا، پھر
جب اس سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے یہاں صاحب منزلت و صاحب اختیار ہو۔
الف۔ ”فَلَمَّا كَلَّمَهُ“ فلما كلم الملك يوسف۔

جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا الخ۔

ب۔ ”فَلَمَّا كَلَّمَهُ“ فلما كلم يوسف الملك۔

جب یوسف نے بادشاہ سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا الخ۔

● — قَالُوا نَفَقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ
وَاَنَا بِهٖ زَعِيمٌ (۷۲)۔

توضیح:

وہ بولے کہ بادشاہ کا کٹورا کھو گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لئے ایک بارشتر ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔

ضمیروں کے اظہار سے تقدیر کلام ہو گئی: قالوا (خدام الملك) لِمَنْ جَاءَ (بصواع الملك) حمل بعیرو (قال رئیس الخدام) أنا بحمل بعیرو زعیم۔

شاہی نوکروں نے کہا ہمیں بادشاہ کا پیانہ نہیں مل رہا ہے جو شخص یہ پیانہ لے آئے گا اس کو ایک بارشتر غلہ بطور انعام دیا جائے گا، اور خادموں کے سردار نے کہا میں ذمہ لیتا ہوں کہ ایک بارشتر غلہ بطور انعام دینے کا جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ پیانہ لانے والے کو ضرور دیا جائے گا۔

● - قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ (۷۴)۔

توضیح:

بولے اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا؟

الف۔ جَزَاؤُهُ = جزاء سرق الصواع۔

ب۔ جَزَاؤُهُ = جزاء السرق۔

ج۔ جَزَاؤُهُ = جزاء السارق۔

د۔ جَزَاؤُهُ = جزاء الصواع۔

الف۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا پیانہ کی چوری کی (تمہارے یہاں) کیا سزا

ہے۔

ب۔ کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

ج۔ کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

د۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا: پیانہ کا بدل کیا ہے؟ تاوان؟ جسمانی سزا؟ قید یا کوئی

اور۔

”قَبْدًا بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجُهَا مِنْ وِعَاءِ
أَخِيهِ، كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ، مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي
دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ،
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (٤٦)۔“

توضیح:

پھر اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے ان کے شلیتوں کی جھڑتی لینی شروع کی پھر اپنے
بھائی کے شلیتے میں سے اس کو نکال لیا۔

اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی، بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیت
خدا کے سوا اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، اور ہر علم
والا سے دوسرا علم بڑھ کر ہے۔

قَبْدًا يَوْسُفَ بِأَوْعِيَةِ إِخْوَانِ الْعَلَاتِ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ الْعِيسَى۔

توضیح:

یوسف نے اپنے سگے بھائی کی خرچی سے پہلے سوتیلے بھائیوں کی خرچی کی تلاشی لی۔
الف۔ استخرج يوسف الصواع: يوسف پیمانہ اپنے بھائی کی خرچی سے نکالا۔
ب۔ استخرج يوسف السقاية: يوسف نے پیالہ اپنے اٹخ۔
ج۔ استخرج يوسف السرقة: يوسف نے اپنے بھائی کو (فرضی) چوری پکڑی۔

ملحوظہ:

صاع و صواع عربی زبان میں موٹھ بھی جاتے ہیں۔

• قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ فَأَسْرَهَا
يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ (٤٤)۔

الف۔ ”اَسْرَهَا“ اَسْرَ الخراة، خراة: غصہ کی وجہ سے دل کا دکھ۔

یوسف کے بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اس واقعہ سے پہلے اس کے بھائی نے (یوسف) بھی چوری کی تھی، ان کی یہ بات سن کر یوسف نے اپنے دل کا دکھ چھپائے رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا، بس زیر لب اتنا کہا کہ (تم لوگ میرے منہ در منہ مجھ پر الزام لگا رہے ہو) اللہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ محض اتہام ہے۔

ب۔ ”اَسْرَهَا“ اُسْر امر الإجابة: یوسف الزام کا جو جواب دینا چاہتے تھے وہ نہیں دیا بلکہ بر براء مصلحت و متانت خاموش رہے صرف اتنا کہا اللہ جانتا ہے اٹھ۔

ج۔ ”اَسْرَهَا“ اُسْر المقالة: یوسف نے بھائیوں کے قول کو نظر انداز کر دیا صرف اتنا کہا کہ اللہ بخوبی اٹھ۔

د۔ ”اَسْرَهَا“ اُسْر الكلمة: یوسف بھائیوں کی بات پی گئے صرف اتنا کہا اٹھ۔

ه۔ ”اَسْرَهَا“ اُسْر الحقيقة: یوسف نے بھائیوں سے حقیقت حال (اس وقت) پوشیدہ ہی رکھی (کہ ابھی انکشاف حقیقت کا وقت نہیں آیا تھا)۔

• - وَسَّيْلُ الْقَرْيَةِ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا
لَصَادِقُونَ (٨٢)۔

”أَقْبَلْنَا فِيهَا“ = أَقْبَلْنَا فِي الْعِيرِ: ”عیر“ کارواں۔

”عیر“ مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

اور جس بستی میں ہم ٹھہرے تھے وہاں کے باشندوں سے اور جس کارواں میں ہم

آئے ہیں اس کے لوگوں سے دریافت فرما لیجئے ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔
 ● اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ
 بَصِيرًا، وَاتُّوْنِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (۹۳)۔
 الف۔ ”الْقُوهُ“ = اَلْقُوا الْقَمِيصَ۔

توضیح:

یوسف نے کہا: جاؤ یہ میری قمیص ساتھ لے جاؤ اور اس قمیص کو میرے والد کے منہ پر
 ڈال دو! ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔
 ● فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا، قَالَ
 أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۹۶)۔

توضیح:

جب خوش خبری دینے والے نے یوسف کا کرتہ یعقوب کے چہرے پر ڈالا تو وہ بینا
 ہو گئے، پھر یعقوب نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا
 ہوں جو تم نہیں جانتے۔

الف۔ اَلْقَا الْبَشِيرُ الْقَمِيصَ عَلَى وَجْهِ يَعْقُوبَ۔

ب۔ اَلْقَا يَعْقُوبُ الْقَمِيصَ عَلَى وَجْهِهِ: جب خوش خبری دینے والے نے
 یوسف کا کرتہ یعقوب کو دیا تو یعقوب نے وہ کرتا اپنے چہرے پر ملا (بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا) تو
 یعقوب کی بصارت اٹھ۔

● ذَلِكْ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ، وَمَا كُنْتَ
 لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ (۱۰۲)۔
 الف۔ ”نُوحِيهِ“ = نُوحِيَ الْبِنَاءُ۔

توضیح:

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ یوسف کی خبر بھی ہے جو ہم تم کو وحی کر رہے ہیں اور جب انہوں نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس نہیں تھے۔
ب۔ ”نوحیہ“ = نوحی القرآن۔

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ قرآن بھی ہے جس سے تم نادائق تھے۔

انتباہ:

یہ توجیہ فحوائے کلام سے مطابقت نہیں رکھتی۔
• وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (۱۰۴)۔
الف۔ ”وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ“ = عَلٰی نَبَا یوسف مِنْ أَجْرٍ۔

توضیح:

تم ہماری طرف سے لوگوں کو یوسف کی خبر دے رہے ہو تو تم ان سے اس خبر کا کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

ب۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلٰی القرآن۔

تم قرآن پہنچانے پر کوئی بدلہ نہیں چاہ رہے ہو۔

ج۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلٰی دین اللہ۔

تم اللہ کا دین بتانے پر کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

د۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلٰی التبلیغ۔

تم اللہ کا پیغام پہنچانے پر الخ۔

• وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا

وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ (۱۰۵)۔

تقدیر: یمرّون علی آیات السّموت والأرض وهم عن هذه الآيات

معرضون۔

توضیح:

آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں ان نشانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر ان نشانیوں پر توجہ نہیں کرتے۔

● - حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ
نَصْرُنَا فَنُجِّى مَنْ نَشَاءُ، وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ (۱۱۰)۔

الف۔ ”ظَنُّوا“ فاعل: پیغمبر ”ہم“ کا مرجع ضمیر فاعل ظَنُّوا، كُذِّبُوا کا نائب فاعل
ضمیر ظَنُّوا، ہم کا مرجع بھی فاعل ظَنُّوا۔

توضیح:

تا آنکہ پیغمبروں کو اپنی قوم کے ایمان لے آنے کی امید نہیں رہی اور پیغمبر یہ خیال
کرنے لگے کہ اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے مگر
بالآخر انہی پیغمبروں کو ہماری مدد پہنچ گئی پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب گنہگاروں سے ٹلا
نہیں کرتا۔

ب۔ ”ظَنُّوا“ فاعل منکرین رسول ”ہم“ کا مرجع منکرین رسول ”كُذِّبُوا“ کا نائب
فاعل بھی منکرین لیکن (جاء ہم) میں ”ہم“ کا مرجع پیغمبر ہے۔

توضیح:

تا آنکہ پیغمبروں نے جان لیا کہ اب ان کی قوم ایمان لانے والی نہیں ہے اور کافروں نے یقین کر لیا کہ پیغمبروں نے انہیں جس بات سے ڈر لیا تھا وہ غلط نکلی مگر بالآخر پیغمبروں کے لئے ہماری مدد آ پہنچی اور ہمارے پیغمبروں نے جس بات کی خبر دی تھی وہ سچی نکلی۔

۱۳-رعد

● ”اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا“ (۲)۔
 ”عَمَدٌ“ بفتح حین، عماد کی جمع، عربی میں فعال (بالکسر) کی جمع فعل (بفتحتین) کی غالباً صرف دو ہی مثالیں ملتی ہیں ایک تو یہی عماد کی جمع عمد اور دوسری اہاب (کھال) کی جمع اہب۔
 الف۔ ”تَرَوْنَهَا“ ترون العمدیہ ضمیر سے قریبی اسم ہے۔
 ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں (تفہیم)۔

ب۔ ”تَرَوْنَهَا“ ترون السموات۔
 ترجمہ: (۱) خدا ہی تو ہے جس نے ستاروں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو اتنے اونچے بنائے (فتح محمد)۔

(۲) یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بلند کر دیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ کوئی ستون انہیں تھامے ہوئے نہیں ہے (ترجمان)۔

● ”وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ“ (۳)۔
 ”جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ“ = جَعَلَ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ۔
 ”جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ“ = جَعَلَ فِي الثَّمَرَاتِ زَوْجَيْنِ۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور زمین میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑے ہیں اور دریا بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کی دودھ قسمیں بنائیں۔

• - وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُتَجَوِّرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ
وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفْصَلُ
بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ (۴)۔

الف۔ ”نُفْصَلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ“ = نُفْصَلُ بعض الزرع والنخل۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کے خوشے بہت سے ہوتے ہیں اور بعض کے نہیں ہوتے باوجود یکہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھیتوں اور بعض کھجوروں کو ایک دوسرے سے بہتر بناتے ہیں۔

مطلب یہ کہ زرعی پیداوار خواہ کسی قسم کی ہو وہ ہر جگہ ہر وقت یکساں نہیں ہوتی باعتبار خاصیت وغیرہ میں تفاوت ہوتا ہے۔

عمومی پیداوار کے ذکر کے بعد شاید عربوں کی رعایت سے ان کے ملک کی عام پیداوار خرمہ کا ذکر کیا گیا، والعلم عند الخبیر۔

ب۔ ”وَنُفْصَلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ“ = نُفْصَلُ بعض النخيل على بعض۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی نہیں ہوتیں باوجودیکہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھجوروں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

”نخل عربی میں کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال ہوتا ہے لفظوں میں وحدت ظاہر کرنے کے لئے تاء تانیث زیادہ کر کے نخلۃ کہتے ہیں۔

بعض لغویوں کی رائے میں نخل دراصل نخل کی جمع نہیں ہے بلکہ نخل اسم جمع ہے، جیسے مثلاً قوم اس طرح کھجور کا درخت مراد لیں تو معنی ہوں گے۔

اور ہم کھجور کے بعض درختوں کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں یعنی بہتر بنائے ہیں عام اور سادہ لفظوں میں:

ایک ہی قسم کی زمین میں ایک ہی طرح کے پانی سے سینچے جانے کے باوصف کھجور کے بعض درختوں کے پھل اسی طرح کے دوسرے درختوں کے پھلوں میں بو، رنگ اور مزہ و خاصیت وغیرہ کے لحاظ سے بہتر ہوتے ہیں۔

● ”وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ“ (۷)۔

دیکھئے: سورہ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲)۔

● —سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ، لَهُ مُعَقَّبَتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءَ أَفْلًا مَرَدَّدًا لَهُ، وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ (۱۱، ۱۰)۔

الف۔ ”لَهُ مُعَقِّبَتٌ“ = لِمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔
 يَدِيهِ وَخَلْفِهِ کی ضمیر واحد مذکر مجرور اور ”يَحْفَظُونَهُ“ کی ضمیر واحد مذکر
 منصوب تینوں کا مرجع من هو مستخف باللیل و سارب بالنهار ہے۔
 ”لَا مَرَدَّ لَهُ“ لا مرد للسوء ”مَالَهُمْ“ مال القوم ”من دونہ“ من دون اللہ۔

توضیح:

کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا تم میں سے کوئی رات کے اندھیرے
 میں چھپا ہوا ہو یا دن کے اُجالے میں چل پھر رہا ہو سب برابر ہیں خواہ کوئی ہو (رات کے
 اندھیرے میں چھپے ہوئے یا دن کی روشنی میں دکھائی دینے والے غرض) ہر شخص کے آگے
 اور اس کے پیچھے اس کے نگران ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، خدا
 اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے، نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب
 خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ بُرائی ٹل نہیں سکتی اور خدا کے سوا اس
 قوم کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

ب۔ ”لَهُ مُعَقِّبَتٌ“ = لِلَّهِ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ مُسْتَخَفٍ بِاللَّيْلِ۔
 خواہ کوئی رات کے اندھیرے میں بیٹھا ہو یا دن کے اُجالے میں چل پھر رہا ہو
 ہر حالت میں اس کے آگے اور اس کے پیچھے اللہ کے فرشتے اس کے نگران ہیں الخ۔
 ج۔ ”لَهُ مُعَقِّبَاتٌ“ = لِلرَّسُولِ مُعَقِّبَاتٌ۔

ہر رسول کے لئے فرشتے ہیں جو اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے اللہ کے حکم
 پر رسول کو اس کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اس نعمت کو الخ۔

• - وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ، وَيُرْسِلُ
 الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ،
 وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (۱۳)۔

الف۔ ”بِحَمْدِهِ“ = بِحَمْدِ اللَّهِ، ”مِنْ خِيفَتِهِ“ = مِنْ خِيفَةِ اللَّهِ۔

توضیح:

بادلوں کی گرج اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

اللہ ہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور کافر خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ بری قوت والا ہے۔

ب۔ ”مِنْ خِيفَتِهِ“ = مِنْ خِيفَةِ الرعد ”وَهُمْ يَجَادِلُونَ“ = وَالْكَافِرُونَ يَجَادِلُونَ۔

بادلوں کی گرج..... اور فرشتے گرج کی ہیبت سے کانپتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اللہ ہی الخ۔

● لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (۱۳)۔
الف۔ لِيَبْلُغَ الْمَاءُ فَمُ الْبَاسِطُ وَمَا الْمَاءُ بِبَالِغٍ فَمُ الْبَاسِطُ۔

توضیح:

اللہ ہی کو پکارنا برحق ہے یہ کافر اللہ کے سوا جس کسی کو بھی پکار رہے ہیں وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو پکارنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر پانی سے خواہش کرے کہ پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک پہنچ جائے لیکن پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔
ب۔ ”وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ“ = وَمَا الْفَمُ بِبَالِغِ الْمَاءِ۔

اللہ ہی کو پکارنا..... لیکن منہ پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ج۔ ”وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ“ وَا مَا باسط کفہ ببالغ الماء۔

اللہ ہی کو پکارنا..... لیکن ہاتھ پھیلانے والا پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

— أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا، وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ، وَقَلَمًا الزَّبْدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً، وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمُكِّتُ فِي الْأَرْضِ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ (۱۷)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى بَعْضِ مَا يوقِدُونَ۔

”مِنْ“ = بِحُضِيهِ۔

تقدیر: زبڈ مثل زبد الماء موجود علی بعض ما یوقدون فی النار۔

”زبڈ مثله“ = زبد مثل زبد الماء۔

جھاگ جیسی کہ سیلاب نے اٹھائی۔

توضیح:

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالا اور اپنے ظرف کے مطابق وہ پانی لے کر چلا پھر سیلاب آیا تو سطح پر پھولا ہوا جھاگ بھی آیا اور ایسا ہی جھاگ اس دھات پر بھی اٹھتا ہے جب تم زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے اس (دھات) کو آگ پر پگھلایا کرتے ہو۔

”وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَنُوا بِهِ“ الخ (۱۸)۔

دیکھئے: سورہ مائدہ آیت (۳۶)، فقرہ (۶)۔

— وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ، قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أُنَابَ (۲۷)۔

”عَلَيْهِ“=علی محمد۔

دیکھئے: یونس کی آیت (۲۰)، فقرہ (۲)۔

الف۔ ”يَهْدِي إِلَيْهِ“=یہدی الی اللہ۔

توضیح:

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر فرمائی معجزوں میں سے کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا جاتا۔

آپ کہتے اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف آنا چاہتا ہے۔

ب۔ اگر کوئی چاہے ”یہدی القرآن یا یہدی الی الرسول“ کہہ سکتا ہے۔

انتباہ:

محاورہ عرب کے لحاظ سے یہ ضمیر کا مرجع نہیں ہوگا۔

ایسی توجیہ زیادہ سے زیادہ تفسیر کہلائے گی نہ کہ ضمیر کی تخریج۔

—وَالَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنْ

الْأَخْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ، قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ

وَلَا أُشْرِكُ بِهِ، إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ (۳۶)۔

الف۔ ”يُنْكِرُ بَعْضَهُ“=بعض ما أنزل إليك ”ما“ موصولہ اسم سے قریب ترین۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے جو تم پر نازل ہوا ہے خوش ہوتے

ہیں، اور بعض فرقے ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اس کی بعض باتوں (احکام) کا

انکار کرتے ہیں۔

مثلاً: یہ کہ اگلی آسمانی کتابوں میں محمد ﷺ کے مبعوث ہونے کی جو پیش گوئی کی گئی

تھی اس کا انکار کرتے ہیں، وقس علیٰ هذا۔

مگر رسول اللہ کو حکم دیا گیا ہے کہ:

کہہ دو کہ مجھ کو بھی حکم ہوا ہے کہ خدا ہی کی عبادت کروں الخ۔

• وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنْ أَتَبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ

مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ، مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ (۳۷)۔

”قرآنہ“ = ”أنزلنا الكتب“ = القرآن مرجع سابق آیت کے لفظ ما أنزلنا ایک سطر ہے

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں بطور حکم نازل کیا ہے۔

یادداشت:

سورہ ابراہیم کی چوتھی آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے جس جس نبی پر جو کتاب اتاری وہ انہیں کے قوم کی زبان میں تھی۔

• ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ“ (۴)۔

ہم نے اپنا پیغام دینے کے لئے جب کبھی رسول بھیجا ہے تو اس رسول نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔

توضیح:

جس طرح آپ کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان کتاب عطائی فرمائی،

پہلے بھی ہر زمانہ میں سامان ہدایت بہم پہنچاتے رہے ہیں، چونکہ طبعی ترتیب کے موافق ہر پیغمبر کے

اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں، جس میں سے وہ پیغمبر اٹھایا جاتا ہے، اس لئے کہ اسی

کی قومی زبان میں وحی بھیجی جاتی رہی، تاکہ احکام الہیہ کے سمجھنے اور سمجھانے میں پوری سہولت

رہے (حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی صفحہ ۳۳۸)۔

۱۴- ابراہیم

• -الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (۳)۔
”یَبْغُونَهَا“ = ییغون سبیل اللہ۔

دیکھئے: سورہ آل عمران آیت رقم (۹۷)، فقرہ (۱۶)۔

• -الَّذِينَ يَأْتِيهِمْ نَبِيُّ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ
وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ، لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ، جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا
أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ (۹)۔

توضیح:

اے منکرو! کیا تمہیں ان قوموں کے حالات معلوم نہیں ہوئے جو تم سے پہلے
گزر چکی ہیں، قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سی قومیں جن کی تعداد سے
اللہ ہی واقف ہے ان کے رسول جب ان کے پاس صاف صاف باتیں اور کھلی کھلی نشانیاں
لئے ہوئے آئے تو انہوں نے حیران ہو کر اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے اور کہا تو جس پیغام
کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم ان پر ایمان نہیں لاتے اور تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ان
کے بارے میں ہم انتہائی شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

الف۔ ”رَدُّوْا اَيْدِيْهِمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ“ = جَعَلَ الْقَوْمُ اَيْدِيْ اَنْفُسِهِمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ۔
ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں دبائے۔

ب۔ ”رَدُّوْا اَيْدِيْهِمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ“ = جَعَلَ الْقَوْمُ اَيْدِيْ اَنْفُسِهِمْ فِيْ اَفْوَاهِ الرِّسْلِ رَدًّا لِقَوْلِهِمْ۔

ان لوگوں نے اپنے ہاتھ ان رسولوں کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس پیغام الخ۔
ج۔ ”رَدُّوْا اَيْدِيْهِمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ“ اَخَذَ الْقَوْمُ اَيْدِي الرِّسْلِ وَوَضَعُوْهَا عَلٰى اَفْوَاهِ الرِّسْلِ لِيَسْتَكْفُوْهُمْ۔

ان لوگوں نے رسول کے ہاتھ پکڑ کر ان کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس الخ۔

یادداشت:

رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو سورہ فصلت سنائی، جب آپ اس آیت پر پہنچے: ”فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ“ آپ کے مخاطب قریش اگر آپ کی رسالت پر ایمان لانے سے گریز کریں تو آپ انہیں جتادیں کہ اگر تم نے میری رسالت کا انکار کیا تو میں تم کو اسی طرح کے یکا یک آپڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کہ عربوں ہی کی دو قوموں عاد و ثمود پر ٹوٹ پڑا تھا، تو عتبہ تھرا گیا اور اچھل کر ”وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَمِ النَّبِيِّ“ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا میں تمہیں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتا ہوں ایسی بات نہ کہو۔

انشاء اللہ اس مستند روایت کے مطالعہ سے ”رَدُّوْا اَيْدِيْهِمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ“ کے معنی سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی، والعلہ عند الخبیر۔

• مَنْ وَّرَاٰهُ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صٰدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهُ وَيٰٓتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهِ عَذَابٌ غَلِيْظٌ (۱۶، ۱۷)۔

تقدیر: "يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ" = يتجرع الجبار الماء ولا يكاد يسيغ الماء و يأتي كل جبار الموت۔

اس سرکش کے آگے دوزخ ہے، اس کو پینے کے لئے ایسا پانی دیا جائے گا جو لہو پیپ جیسا ہوگا سرکش اس پانی کو گھونٹ گھونٹ کر کے پئے گا، لیکن پانی کو گلے سے اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی، اور چاروں طرف سے اس سرکش پر موت کی آمد ہوگی اور وہ مرچکے گا بھی نہیں۔

الف۔ "مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ" = من وراء كل جبار عنيد۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب اس کی جان کو لگا رہے گا۔

ب۔ "مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ" = من وراء العذاب عذاب غليظ، إِنَّ

وراء هذا العذاب عذاب غليظ۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب ہوگا اور اس عذاب کے آگے اور سخت تر

۳۳

عذاب کا سامنا ہوگا۔

● -وَاتَّكُم مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ، وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا

تُحْصَوْهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (۳۴)۔

الف۔ "سَأَلْتُمُوهُ" = سَأَلْتُمُوا مَا "ما" موصولہ مجرور مضاف الیہ۔

تقدیر: اتی کُم اللہ من کُلِّ شَیْءٍ سَأَلْتُمُوهُ۔

توضیح:

تم نے جو جو چیز مانگی اللہ نے وہ سب دی۔

ب۔ "سَأَلْتُمُوهُ" = سَأَلْتُمُوا اللَّهَ۔

تم نے اللہ سے جو جو مانگا اللہ نے وہ سب دیا۔

۱۵- حجر

- مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ (۵)۔
”اَجَلُهَا“ = اَجَلُ الْأُمَّةِ: تقدیر: مَا تَسْبِقُ الْأُمَّةُ مِنْ أُمَّةٍ۔

توضیح:

کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ اس کے بعد ہلاکت سے چھوٹ سکتی ہے۔

- وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ (۶)۔
”قَالُوا“ = الْكَافِرُونَ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْمَنْزِلِ عَلَى النَّبِيِّ أَوْ
الرسول۔

توضیح:

کافروں نے کہا: اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا ہے: (رسول سے کافر کہتے ہیں) تم دیوانہ ہو۔

- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۹)۔
الف۔ ”لَهُ“ = لِلذِّكْرِ۔

توضیح:

بے شک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ب۔ ”لَہ“ = لِلرَّسُولِ ہم اس کے محافظ ہیں جس پر ذکر نازل ہوا ہے۔

— وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (۱۱)

الف۔ ”بالرسول“۔

تقدیر: مَا يَأْتِيهِمْ رَسُولٌ مِّنَ الرَّسُولِ۔

توضیح:

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور وہ اس رسول کا مذاق نہ اڑائے ہوں۔

ب۔ ”بہ“ = بِالْوَحْيِ۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کے پیغام کا

مذاق نہ اڑایا ہو۔

— كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۱۲)۔

الف۔ ”نسلکہ“ = نَسْلُكَ إِلَّا سْتَهْزِءًا۔

توضیح:

ہم اس استہزاء کو مجرموں کے دلوں میں اس طرح داخل کرتے ہیں۔

ب۔ ”نسلکہ“ = نَسْلُكَ الذِّكْرِ: وَإِنْ لَّمْ يَجْرِلْهُ بَيَانٌ مِّنْ قَرِيبٍ۔

مجرموں کے دلوں میں ہم اس ذکر کو اسی طرح گزارتے ہیں۔

● -لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ (۱۳)۔

”بہ“ = بالذکر = بالقرآن۔

توضیح:

مجرم لوگ اس ذکر یعنی قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

مطلب غالباً یہ ہے (والعلم عند اللہ) کہ:

بدکار و بدروش لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں ان کے دلوں میں قرآن سے استہزاء کرنا اس طرح رچا بسا ہوتا ہے کہ وہی ان کو قرآن پر ایمان لانے سے مانع ہوتا اور اللہ کے ذکر سے روکتا ہے۔

● ”وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ،
لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ
مَّسْحُورُونَ (۱۴، ۱۵)۔

الف۔ ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْمُشْرِكِينَ، ”فَظَلُّوا“ = الْمَشْرُكُونَ، ”فِيهِ“ =

فی الباب۔

توضیح:

اگر مشرکوں کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیا جائے پھر دن دھاڑے یہ مشرکین اس دروازہ میں چڑھنے لگیں تب بھی یوں کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

ب۔ ”فَظَلُّوا“ = الْمَلٰٓئِكَةُ ”فِيهِ“ = فی الباب۔

اگر مشرکوں پھر دن کی روشنی میں یہ مشرکین فرشتوں کو آسمان کے دروازہ میں چڑھتے اترتے دیکھیں تب بھی یوں کہیں گے الخ۔

● -وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّظِيرِينَ (۱۶)۔

الف۔ ”زَيَّنَهَا“ = السَّمَاء۔

توضیح:

ہم نے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو دیکھنے والوں کے آراستہ کیا۔

ب۔ ”زَيَّنَهَا“ = زَيْنًا البروج، یہ اسم مرجع سے قریب ہے۔

• - وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ (۱۷)۔

الف۔ ”حَفِظْنَاهَا“ = حَفِظْنَا السماء۔

توضیح:

ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔

ب۔ ”حَفِظْنَاهَا“ = حَفِظْنَا البروج۔

ہم نے برجوں کو اُنچ۔

• - وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ

كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ (۱۹)۔

الف۔ ”أَنْبَتْنَاهَا فِيهَا“ = أَنْبَتْنَا فِي الْأَرْض۔

توضیح:

ہم نے زمین کو پھیلایا اس میں پہاڑ جمائے اور ہم نے زمین میں ہر قسم کی چیزیں بنی

تلی مقدار میں اگائیں۔

ب۔ ”أَنْبَتْنَاهَا فِيهَا“ = أَنْبَتْنَاهَا فِي الْأَرْض وَالرَّوَاسِي۔

ہم نے جے ہوئے مضبوط خطوں (پہاڑی علاقوں) میں ہر قسم کی چیزیں بنی تلی

مقدار میں اگائیں۔

ج۔ ”اَنْبَتْنَا“ = اَنْبَتْنَا فِي الْاَرْضِ وَالرَّوْاسِي۔

ہم نے میدانی زمین میں اور پتھریلی زمین میں ہر قسم کی چیزیں اگائیں۔
زمین خواہ سطح ہو یا اونچی نیچی ہر جگہ کسی نہ کسی قسم کی چیزیں اگتی ہیں۔

• — وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لُّسْتُمْ لَهُ بِرِزْقَيْنَ (۲۰)۔
الف۔ ”فِيهَا“ = فِي الْاَرْضِ۔

توضیح:

ہم نے تمہارے لئے زمین میں زندگی گزارنے کا سامان بنایا تمہارے لئے بھی اور
دوسری نسلوں کے لئے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فِي الْاَرْضِ وَالرَّوْاسِي۔

ہم نے تمہارے لئے زمین میں پہاڑوں میں زندگی اٹخ۔
زمین کے ہر خطہ میں اسباب زندگی موجود ہیں کہیں کم کہیں زیادہ۔
• ”وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ“ (۲۱)۔

”خَزَائِنُهُ“ = خَزَائِنُ الشَّيْءِ۔

لَقَدْ رِوَانُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ۔

نَزَّلَهُ = نَزَلَ الشَّيْءِ۔

توضیح:

کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے یہاں نہ ہوں اور ہم جو چیز دیتے ہیں
ایک مقررہ مقدار میں دیتے ہیں۔

• — وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُسْتَأْخِرِينَ (۲۲)۔

توضیح:

اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہمیں معلوم ہے اور جو بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں۔

● —وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۲۵)۔
”ہم“ = المستقدمین والمستأخرون۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار یوم قیامت اگلوں اور پچھلوں سب کو اکٹھا کرنے والا ہے بے شک وہ بڑا دانہ اور خبردار ہے۔

● —قَالَ فَأَخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (۳۴)۔
”منہا“ = من الجنة: بقرہ کی آیت (۳۵) سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا نکل جا جنت سے اے ابلیس کیوں کہ تو مردود ہے۔

انتباہ:

”منہا“ سے ”من الملائكة“ مراد لینا اور یہ کہنا کہ: نکل جا ملائکہ کے زمرے سے ضمیر کی تخریج نہیں بلکہ امکان عقلی کی تشریح ہے۔

● —قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ
لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (۳۹)۔
”لَهُمْ وَأُغْوِيَنَّهُمْ“ ”ہم“ = ذریۃ آدم۔

توضیح:

میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح میں زمین میں آدم کی اولاد کے لئے
دل فریبیاں پیدا کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا۔
مرجع سیاق و سباق سے ظاہر ہے مذکور نہیں ہوا۔
● -إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ (۴۰)۔
”ہم“ = ذریۃ آدم۔

توضیح:

لیکن تیرے ان بندوں کو نہیں بہکاؤں گا جنہیں تو نے اولاد آدم سے خاص کر لیا ہے۔
● -إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْغَوِينَ (۴۲)۔
”عَلَيْهِمْ“ = علی عباد اللہ۔

توضیح:

میرے حقیقی بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا، ہاں بد راہوں میں سے جو تیرے پیچھے
چل پڑے ہیں ان پر تو قابو پاسکے گا۔
”عبد“ = واحد، عباد، جمع۔
● -وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ (۴۳)۔
”مَوْعِدُهُمْ“ = موعد الغاوین۔

توضیح:

پیشک سارے گمراہ شدہ لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

- -لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ (۴۴)۔
”لَهَا“ = لجنہم: دوزخ کے ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْغَاوِينَ۔

توضیح:

- دوزخ کے ساتھ دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے گمراہوں کے لئے ان کی گمراہی کی شدت و خفت کے لحاظ سے الگ الگ حصے ہیں۔
-إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّةٍ وَعُيُونٍ، أُدْخِلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ (۴۵، ۴۶)۔

توضیح:

- جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور آرام دہ جگہوں میں ہوں گے۔
الف۔ ”أَدْخِلُوهَا“ = أَدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَالْعُيُونِ۔
باغوں اور سرسبز و شاداب آرام دہ جگہوں میں اتر جاؤ۔
ب۔ ”أَدْخِلُوهَا“ = ادخلوا الجنة۔
داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی و خاطر جمعی سے۔
ج۔ ”أَدْخِلُوهَا“ = ادخلوا العيون۔
داخل ہو جاؤ آرام دہ جگہوں میں۔
● -وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ (۴۷)۔
”صدورہم“ = صدور المتقين۔

توضیح:

متقیوں کے سینہ میں جو کپٹ ہوگی وہ ہم نکال دیں گے وہ رودر رو نشست گاہوں

پر بھائیوں کے جیسے بیٹھیں گے۔

• -لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرِجِينَ (۴۸)۔

لا یمس المتقین فی الجنات والعیون نصب۔

توضیح:

متقیوں کو باغوں اور آرام گاہوں میں کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔

• -وَنَبِّئُهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ (۵۱)۔

”نَبِّئُهُمْ“ = نَبِّہ الناس۔

لوگوں کو ابراہیم کے مہمانوں کا قصہ سناؤ۔

• ”إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ (۵۲)۔

”دَخَلُوا عَلَيْهِ“ = دَخَلُوا الضَّيْفَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔

ضيف اصلاً مصدر ہے اس میں جنس و عدد کی تخصیص نہیں حسب سیاق و سباق واحد نہ یا جمع اور مذکر یا مؤنث آسکتا ہے یہاں بصیغہ جمع مذکر ہے۔

”قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ“ قال إبراهيم أنا نحن منكم وَجِلُونَ۔

ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

صیغہ جمع متکلم سے ظاہر ہے کہ خوف کھانے والے ابراہیم اور آپ کے اہل خانہ تھے۔

توضیح:

جب چند افراد بطور مہمان ابراہیم کے گھر میں آئے تو کہا سلام ہو تم پر تو ابراہیم

نے کہا: ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

• -وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هَؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ

مُصْبِحِينَ (۶۶)۔

”إِلَيْهِ“ = اِلٰی لوط۔

توضیح:

اور لوط کو ہم نے اپنا فیصلہ پہنچا دیا کہ صبح ہونے تک ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔

• لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (۷۲)۔

الف۔ ”إِنَّهُمْ“ = اِنّ قریش۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے اور مخاطب محمد ﷺ ہیں تو:

اے نبی! تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم اپنی سرمستی میں اندھی ہوئی جا رہی ہے

وہ ہماری کھلی نشانوں سے متنبہ نہیں ہو رہی ہے۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے مگر مخاطب لوط ہیں تو اللہ نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ

تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی سرمستی میں اندھی ہو رہی ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُمْ“ = اِنّ قوم لوط۔

اگر یہ قول فرشتوں کا ہے تو:

فرشتوں نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی

سرمستی الخ۔

• فَجَعَلْنَا عَلَیْهَا سَافِلَهَا وَ آمَطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

سِجِّیلٍ (۷۴)۔

جَعَلْنَا عَلَی الْمَدِیْنَةِ الْمَذْكُورَةِ سَافِلَهَا وَ آمَطَرْنَا عَلَی قَوْمِ لُوطِ حِجَارَةً۔

توضیح:

ہم نے اس بستی کو تل پٹ کر دیا اور قوم لوط پر پکی ہوئی مٹی کے ڈھیلوں اور پتھروں

کی بارش بر سادی۔

● -وَأَنَّهَا لِبَسِيلٍ مُّقِيمٍ (۷۶)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْمَدِينَةَ الْمَهْلِكَةَ۔

اور وہ تباہ شدہ شہر گزر گاہ عام پر واقع ہے۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْحِجَارَةَ ضَمِيرٌ قَرِيبٌ اسـم۔

جن پختہ ڈھیلوں پتھروں کے ذریعہ یہ شہر تباہ ہوا اور ستوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

ج۔ ”إِنَّهَا“ = هَذِهِ الْقَرْيَةُ لَعْنَى آثَارِهَا۔

ان بستیوں کے کھنڈرات و آثار شارع عام پر موجود ہیں۔

ملحوظہ:

یہ ضمیر کی معنوی تخریج ہے اور شاید اقرب الی الصواب ہے۔

د۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْآيَاتِ۔

اللہ کی ناراضی کی نشانیاں گزر گاہ عام پر واقع ہیں۔

انتباہ:

یہ بھی مرجع کی تخریج نہیں ضمیر کی تاویل ہے۔

● -فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ (۷۹)۔

”مِنْهُمْ“ = مِنْ أَصْحَابِ الْاِيْكَةِ۔

الف۔ ”إِنَّهُمَا“ = إِنَّ قَرِيبِي قَوْمَ لُوطٍ وَقَوْمَ شَعِيبٍ۔

قوم لوط و قوم شعیب کے اُجڑے ہوئے خطے کھلے عام رستے پر واقع ہیں تلاوت

میں ”فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ“ پر وقف لازم سے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُمَا“ = إِنَّ قَوْمَ أَصْحَابِ الْاِيْكَةِ وَمَدِينٍ۔

اصحاب الأيكة اور مدین کے کھنڈر کھلے عام الخ۔

ج۔ ”إِنَّهُمَا“ = ان شعب و لوط۔

شعیب و لوط حق کے سیدھے کھلے راستہ پر تھے۔

مطلب یہ کہ ان دونوں پیغمبروں کی قوم تو گمراہ تھی اور اس نے گمراہی کا خمیازہ بھگتا مگر

یہ دونوں پیغمبر راہ راست پر ہی قائم رہے۔

● لَا تَمُدَّنْ عَيْنِيَكَ إِلَى مَأْمَتْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (۸۸)۔

”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْكَافِرِينَ ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْكَافِرِينَ۔

مرجع مذکور نہیں ہے، سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

تم اس متاع کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے کافروں تمہارے مخالفوں کے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں، اور نہ ان کے حال پر تاسف کا اظہار کرو اور تم مؤمنوں سے خاطر اور تواضع سے پیش آؤ۔

● -فَوَرَبِّكَ لَنَسْتَلَنَّهٗمْ أَجْمَعِينَ (۹۲)۔

”هُمْ“ = الْكَافِرِينَ۔

توضیح:

قسم ہے تمہارے رب کی ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے۔

(۱) یعنی کس کی عبادت کی تھی؟ پیغمبروں کے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو کیوں نہیں مانا تھا؟ اس کلمہ کا

حق کیوں ادا نہیں کیا تھا؟ یہ اور اسی قسم کے نہ معلوم کتنے سوالات ہوں گے۔ (حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی) (تاسی)۔

۱۶- نحل

• - اَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ (۱)۔

”لَا تَسْتَعْجِلُوهُ“ = لَا تَسْتَعْجِلُوا فِي أَمْرِ اللَّهِ، سُبْحَانَهُ: سبحان اللہ۔

توضیح:

خدا کا حکم (فیصلہ) گویا آہی پہنچا تو اے کافرو! اب اس حکم کے لئے جلدی مت کرو، فیصلہ ہوا ہی چاہتا ہے، یہ مشرک جو خدا کا شریک بناتے ہیں تو وہ اللہ اس شرکت سے پاک اور بالاتر ہے۔

• - يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (۲)۔
”اَمْرِهِ“ = اَمْرُ اللَّهِ، ”عبادہ“ = عباد اللہ۔

توضیح:

اللہ فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بتادو کہ میں ہی الہ ہوں میرے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، مجھ ہی سے ڈرو۔

● وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (۵)۔

”خَلَقَهَا“ = ”فِيهَا“ ”مِنْهَا“ ”هَا“ = ”الْأَنْعَامُ۔“

انعام جمع ہے نعم کی اس کا اطلاق دودھ دینے والے چرندوں، اونٹ بکری گائے وغیرہ پر ہوتا ہے، عموماً اس سے اونٹ مراد ہوتی ہے، جمع ہونے سے قطع نظر انعام عربی میں مؤنث بھی جائز ہے، آگے اسی سورۃ کی (۶۶) ویں آیت میں یہی لفظ مذکر استعمال ہوا ہے۔

توضیح:

● اور چار پایوں کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، چار پایوں میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور بہت سے فائدے بھی ہیں اور انہیں چار پایوں میں سے بعض تمہاری خوراک بھی ہے۔
-وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ، وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (۹)۔

الف۔ ”مِنْهَا“ = ”مِنَ السَّبِيلِ“۔

سبیل مؤنث بھی استعمال ہوتی ہے اس کی تفصیل آل عمران آیت (۹۹) فقرہ (۱۶) میں آچکی ہے۔

توضیح:

اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ ٹیڑھے راستے بھی موجود ہیں اور پھر اللہ چاہتا تو تم سب کو (سارے انسانوں کو) ہدایت دیتا۔
ب۔ ”مِنْهَا“ = ”مِنَ الْخَلَائِقِ“۔

اور انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو سیدھے راستے سے ٹپے ہوئے ہوئے غلط راستے پر پڑے

ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو سب انسانوں کو ہدایت دیتا۔

● —هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (۱۰)۔

”مِنْهُ شَرَابٌ“ = مِنَ الْمَاءِ شَرَابٌ، ”مِنْهُ شَجَرٌ“ = مِنَ الْمَاءِ شَجَرٌ ”فِيهِ تُسِيمُونَ“ = فِي شَجَرٍ تُسِيمُونَ۔

توضیح:

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، پانی سے تم سیراب ہوتے ہو، پانی سے درخت پیدا ہوتے ہیں، درختوں میں تم اپنے جانور چراتے ہو۔

● —وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (۲۰)۔

”هُمْ يُخْلَقُونَ“ = المدعون۔

اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکار رہے ہیں وہ ہستیاں کوئی چیز بھی نہیں پیدا کر سکتیں وہ خود ہی پیدا کردہ ہیں۔

● —هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ، كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۳۳)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قَبْلَ الَّذِينَ يَنْتَظِرُونَ إِيَّانَ الْمَلَائِكَةِ أَوْ إِيَّانَ أَمْرِ اللَّهِ۔

توضیح:

کیا یہ کافر سوائے اس کے کہ ان پر فرشتے نازل ہوں یا آپ کا پروردگار ان کا فیصلہ ہی کر دے کسی اور بات کے منتظر ہیں؟ (یہ انہیں دو باتوں میں سے کسی ایک کا انتظار کر رہے

ہیں) ان سے پہلے کی قوموں نے بھی ایسی ڈھٹائی کی تھی پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے بالآخر ان کو اپنے کرتوتوں کا خمیازہ خود ہی بھگتنا پڑا۔

● - وَلَوْ يُوَاحِدُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى، فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (۶۱)۔

عَلَيْهَا = عَلَى الْأَرْضِ اسم کا ذکر نہیں کیا گیا ”دَابَّة“ سے ظاہر ہے۔

عربوں کا خیال تھا کہ متحرک بالارادہ حیوانوں میں انسان ہی ایسا ہے جو صرف زمین پر پایا جاتا ہے کہیں اور نہیں۔

توضیح:

اللہ اگر لوگوں کو ان کی ستم رسانیوں کے سبب دارو گیر کرے تو زمین پر کوئی حرکت کرنے والا نہ چھوڑے لیکن وہ سب کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے تو جب اس کا وعدہ آپہونچے گا تو نہ ایک لمحہ کے لئے پیچھے ہو سکے گا اور نہ آگے۔

● - وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً، نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ (۶۲)۔

توضیح:

اور تمہارے لئے مویشی میں بھی عبرت ہے ہم اس کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان کی ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں نثر اہوا و دودھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔

فی بطونہ:

ضمیر مجرور مضاف الیہ کے اسم کی تخریج کے احتمالات یہ ہیں:

(۱) عربی میں ”انعام“ کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال ہوا ہے یہاں مذکر کے لحاظ سے ضمیر بھی واحد مذکر ہی آئی ہے اور تانیث کے لحاظ سے ۶ سورۃ انعام وَقَالُوا هٰذِهِ اَنْعَامٌ وَحَرِثٌ حَجَرٌ لَا يَطْعَمُهَا اِلَّا مِنْ نَشَاءٍ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حَبَوتٌ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اِسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْخِ ۱۳۹، سورہ (۲۳) مومنون اکیسویں آیت میں ”اِنْ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ نَسْقِیْکُمْ مِمَّا فِیْ بَطْنِهَا الْخ“ بطونہا: بطون الأنعام۔
 ”بَطُونُهَا“ = بطون الأنعام: ضمیر بھی مؤنث۔

انتباہ:

کلام عرب میں انعام کی تذکیر غالباً شاذ ہے۔
 شاذ و نادر استعمال سے سند لینا درست نہیں معلوم ہوتا۔
 (۲) زیر غور ضمیر کا مرجع معنی لفظ بعض ہے اور اس کی تذکیر ظاہر ہے۔
 لفظ بعض اصلاً ”من“ بعضیہ سے ظاہر ہے تقدیر ہوگی:
 ما فی بطن البعوض الذی لہ لبنٌ و لیس لکلہا لبنٌ۔
 سب چوپایوں کے پیٹوں میں دودھ نہیں ہوتا، کسی میں نہیں بھی ہوتا ہے، جس میں ہوتا ہے وہی یہاں بیان کیا گیا ہے۔

انتباہ:

یہ تخریج غالباً بعید از صواب ہے۔
 (۳) ضمیر واحد مذکر سے مراد دراصل ”الذکور“ ہے۔
 تقدیر: نَسْقِیْکُمْ مِمَّا فِیْ بَطْنِ الذَّکُورِ۔
 مطلب یہ کہ پیٹوں میں جس شے کے ہونے کا ذکر ہے وہ پلائی جائے گی۔

بعض معربوں نے یہ بات اس طرح بتائی ہے:
 در اصل اسم اشارہ ”ذَٰلِكَ“ کا قائم مقام ہے، تنزیل ہی میں ہے:
 ”كَأَنَّهُ تَذَكُّرٌ شَاءَ ذِكْرُهُ“ (عبس: ۱۲، ۱۱)۔

یعنی ذکر هذا الشیء۔
 یہاں یہی صورت ہے یعنی ممان فی بطون ذالک۔

انتباہ:

ضمیر قائم مقام اسم اشارہ ہے۔
 کلام عرب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب
 کہ اسم کی تانیث مجازی ہو، یہاں ایسا نہیں ہے، چوپایوں کی تذکیر یا تانیث ظاہر ہے۔
 (۴) ”بطونہ“ = بطون الأنعام۔

کیوں کہ معنی کے اعتبار سے انعام اور نعم میں فرق نہیں ہے یعنی باصطلاح منطق
 انعام بطور اسم جنس آیا ہے۔

یہ توجیہ ”هو أحسن اتفتیان أنبله“ پر قیاس کی گئی ہے، لیکن کلام عرب سے
 اس قیاس کی تصدیق نہیں ہوتی، اونٹ، گائے، بیل اور بھیڑ بکریوں سے متعلق کلام عرب
 کے شواہد کی کمی نہیں ہے۔

(۵) ”بُطُونُهُ“ = بطون النعم۔

انعام جمع ہے نعم کی اور نعم مفرد مذکر یا مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اگر
 کوئی شخص کسی اسم کا ذکر بصدقہ جمع کرے پھر اس اسم کے کسی فرد کے ارادہ سے ضمیر واحد
 لائے تو محاورہ عرب کے لحاظ سے ایسا کرنا کوئی نرالی یا استثنائی بات نہیں۔

علماء عربیت کا ضابطہ ہے:

جمع مکسر غیر ذوی العقول کی ہو تو ایسے اسم کا حکم اسم جمع یا اسم جماعت کا ہوتا ہے،

ایسے اسم ظاہر کے بعد ضمیر واحد کلام عرب میں عام ہے شاذ نہیں۔
 یہاں انعام اسم جمع لینے میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔
 (۶) زیر بحث ضمیر کا مرجع خاص طور پر نراونٹ ہے کیوں کہ:
 اونٹنی گابھ ہونے پھر جننے کے بعد دودھ دیتی ہے گابھ ہونے کا اصل اونٹ ہے،
 لہذا ضمیر واحد مذکر لائی گئی۔

انتباہ:

عقلی دلیلوں کی واجبییت یا ناواجبییت سے قطع نظر عربیت کے لحاظ سے یہ آخری قول درست نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ جملہ میں ”بطون“ بصیغہ جمع آیا ہے، اور اونٹوں میں نہ ایک ہی نہیں ہوتا کئی ہوتے ہیں اور ہر ایک کا پیٹ علاحدہ، علاحدہ اور نہ ایک اونٹ کے کئی پیٹ ہوتے ہیں، لہذا عربیت کے لحاظ سے بھی یہ آخری قول قابل اعتناء نہیں معلوم ہوتا، یہ سب اقوال معربین رَام کے شکر گزارانہ و اعتراف و احترام میں نقل کئے گئے ہیں۔
 راقم السطور کی رائے میں پانچواں قول صحت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے
 والعم عند الخیر۔

• - وَ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا
 وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (۶۷)۔

الف۔ ”منہ“ = من عصیر ثمرات النخيل یعنی من ثمر النخيل أو من
 عصیر الأعناب۔

توضیح:

یہاں اور اس سلسلہ کی بعد کی دونوں تخریجوں میں ”من“ بعضیہ ہے۔
 اس طرح کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کے پھلوں سے ہم ایک چیز بہتی

پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک صاف شراب بھی، یقیناً اس میں عقلمندوں کے لئے اللہ کی نشانی موجود ہے۔

ب۔ ”منہ“ = من الثمر۔

انعام کی طرح ثمرات بھی اسٹم جنس کے طور پر آیا ہے، اس لئے ضمیر اس کی مناسبت سے واحد مذکر آئی۔

ج۔ ”منہ“ = من المذکور۔

کھجور اور انگور سے تم کسی ایک یادوں سے نشہ آور یا اچھی خوراک حاصل کرتے ہو۔
د۔ ”منہ“ = من الأنعام۔

یہ مذہب اس صورت میں کہ یہ جملوں کا عطف جملوں پر یعنی اس سے پہلے کی آیت (۶۶) ”مِمَّا فِي بَطُونِه“ پر معطوف ہے یا پھر اسی (۶۶) ویں آیت کے جملہ ”نُسْقِيكُمْ“ سے ماخوذ ہو۔

ھ۔ ”منہ“ = من الأنعام۔

إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ عِبْرَةً وَلَكُمْ مِنَ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ آيَةٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔

تاویل ہوگی تم چوپایوں سے عبرت لیتے ہو اور کھجور کے درخت اور انگور کی نیل میں اللہ کی نشانی ہے دانشمندوں کے لئے۔

یہاں من ”فی“ کا مترادف سمجھا گیا اور خطاب سے غیاب کی طرف التفات بھی فرض کیا گیا۔

یہ دونوں تحریریں دال دہائے ہوز جملوں کے دروبست سے مناسبت نہیں رکھتیں اور تکلف کے بغیر درست نہیں معلوم ہوتیں۔

• ثُمَّ كُلِّي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا،
يَخْرُجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ

لِّلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ (۶۹)۔

”فِي بَطُونِهَا“ = فِي بَطُونِ النِّحْلِ فِيهِ شِفَاءٌ، فِي الشَّرَابِ۔

نحل: شہد کی مکھی، نحل موٹ سائی ہے۔

توضیح:

اور دیکھو! تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں اور درختوں اور بیلوں کے منڈوں میں اپنے چھتے بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوسے اور اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلتی رہے، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے اس شربت میں شفا ہے، یقیناً اس میں اللہ کی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

”فِيهِ“ = فِي الْقُرْآنِ۔

اور دیکھو..... ایک شربت نکلتا ہے اور قرآن میں شفا ہے۔

یادداشت:

سورة الاسراء آیت رقم بیاسی میں ہے: ”نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ“، یہ

تاویل یفسر القرآن بعضہ ببعض کے بے محل استعمال کی ایک صنف نامثال ہے۔

• - وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ، وَمِنْ أَصْوَابِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ (۸۰)۔

”تستخفونها“ = تستخفون البيوت۔

”أصوابها“ أو بارها ”أشعارها“ = أصواف الأنعام، أو بار الأنعام،

ملفوظہ:

عرب میں بیوت، بیت واحد عموماً چھ قسم کے ہوتے تھے۔
 بیت: رات گزارنے کے لئے چھول داری۔
 بجاد: (ب ج د) بالکسر صرف اونٹ کے بالوں سے بنایا ہوا۔
 خباء: (خ ب ء) بالکسر بکریوں کے بالوں سے تیار کیا ہوا۔
 خیمہ: (خ ی م) بالفتح اس میں لکڑی اور پتوں یا گھاس پھوس کا استعمال ہوتا تھا۔
 مظلة: (ظ ل ل) بالکسر بھیڑ بکری اور اونٹ کے بالوں سے بنالیا جاتا تھا جس قسم
 کے بال بھی فراہم ہو جائیں۔
 قُبَّة: (ق ب ب) بالضم چوپایوں کی کھال سے بنایا جاتا تھا۔
 وَقْنَة: (وق ن) بالضم پہاڑ کی کھوہ کو ایک طرف سے بند کر کے اس کو بطور بیت
 استعمال کرتے تھے۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا، اللہ نے جانوروں کی
 کھالوں سے تمہارے لئے ایسے گھر بنائے کہ ان گھروں کو تم اپنے سفر اور اپنے قیام دونوں
 حالتوں میں ہلکا پھلکا پاتے ہو، اس نے جانوروں کے صوف، جانوروں کے اون اور ان کے
 بالوں میں تمہارے لئے برتنے اور پہنے کی بہت سی چیزیں پیدا کریں جو زندگی میں مقررہ
 مدت تک تمہارے کام آتی ہیں۔

• وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقِضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا،
 تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ

مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ، وَلَيَبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۹۲)۔

الف۔ ”بہ“ = بسبب کون اُمة اُربی اُمة۔

هذا على المصدر النكث من أن تكون اُمة اُربی من اُمة۔
بڑھا جانے کا سبب۔

توضیح:

تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنی محنت سے سوت کا تار اور پھر خود ہی
اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بکھیر دیا، تم اپنی قسموں کو باہمی معاملات میں قریب کا ذریعہ محض
اس وجہ سے بناتے ہو کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے اللہ تم کو اس بڑھ جانے
(بالربی: بالتکاثر) کے ذریعہ آزماتا ہے اور وہ قیامت کے دن تمہاری وہ سب باتیں ظاہر
کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

بڑائی کیفیت یا کمیت یا دونوں طرح ہو سکتی ہے۔

مطلب یہ کہ اگر ایک مسلم تنظیم کسی دوسری تنظیم سے کوئی معاہدہ کرے تو مسلم
تنظیم دوسری تنظیم کے قوی تر ہو جانے کے اندیشہ سے معاہدہ فسخ نہ کرے اور خود قوی
ہو کر طے شدہ معاہدہ کی تکمیل کرنے کی کوشش کرے۔

اس سے کسی فریق کے اس حق کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ چاہے تو اپنے آپ کو قوی
سے قوی تر کرے، الا یہ کہ معاہدہ ہی میں ایسی کوئی دفعہ موجود ہو۔

ذریعہ آزمائش مادی یا معنوی یا دونوں قوتوں کا بڑھ جانا ہے۔

ب۔ ”بہ“ = بوفاء العهد۔

تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں مکرو فریب کا ہتھیار بناتے ہو تا کہ ایک
قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدہ حاصل کرے حالانکہ اللہ اس عہد و پیمان کے ذریعہ سے

تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے، (تفہیم القرآن)۔

● ”وَلَا تَتَّخِذُوا اِيْمَانَكُمْ دَخْلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا

وَتَذُوْقُوا السُّوْءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ“ (۹۴)۔

”ثُبُوتِهَا“ = ثبوت القدم۔

قدم: مونث سماعی۔

توضیح:

تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنالینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جمنے کے بعد وہی قدم لڑکھڑاجائے، اور تم اللہ کے راستہ سے روکنے کی سزا چکھو۔

● — اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلٰی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ

يَتَوَكَّلُوْنَ (۹۹)۔

”اِنَّهُ“ = ”اِنَّ الشَّانَ“، ”لَهُ“ = الشیطان۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ شیطان کو ان لوگوں پر تسلط نہیں حاصل ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

● — اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلٰی الَّذِيْنَ يَتَوَكَّلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ

مُشْرِكُوْنَ (۱۰۰)۔

”سُلْطٰنُهُ“ = سلطان الشیطان، ”يَتَوَكَّلُوْنَ“ = يتولون الشیطان۔

الف۔ ”بِه“ = مشرکون، بالشیطان مشرکون، ب برائے سبب۔

توضیح:

شیطان کا تسلط انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو شیطان کو اپنا سرپرست بناتے اور وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔
 ”بِهٖ مُشْرِكُوْنَ“ = بِاللّٰهِ مُشْرِكُوْنَ بَرائے معیت۔

شیطان کا..... جو شیطان کو اپنا سرپرست بناتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کا شریک مانتے ہیں۔

• -وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۱۰۱)۔

توضیح:

جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں، اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نازل کرے، تو یہ کافر کہتے ہیں تم تو یوں ہی اپنی طرف سے بنالائے ہو، اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نادان ہیں۔

• -قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (۱۰۲)۔

الف۔ ”نَزَّلَهُ“ = نَزَلَ الْقُرْآنَ وَهُوَ الْمَدْلُولُ عَلَيْهِ بِالْأَيَّةِ۔

توضیح:

ان سے کہہ دیجئے کہ قرآن کو روح القدس نے میرے پروردگار کی طرف سے چائی کے ساتھ لے کر نازل کیا ہے۔

ب۔ ”نَزَّلَهُ“ = نَزَلَ التَّبْدِيلُ يَعْنِي نَزَلَ الْكَلَامَ الْمَبْدَلِ۔

ان سے کہو کہ روح القدس نے بعد کلام بھی میرے پروردگار کی طرف الخ۔
 -وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي
 يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِي وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (۱۰۳)۔
 الف۔ ”يُعَلِّمُهُ“ = يعلم محمد۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد ﷺ) کو
 ایک آدمی سکھاتا جاتا ہے مگر جس کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو
 عجیبی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

ب۔ ”يُعَلِّمُهُ“ = يعلم القرآن۔
 یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی قرآن سکھاتا ہے..... مگر جس الخ۔
 -ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا
 وَصَبَرُوا، إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۱۰)۔
 ”بَعْدِهَا“ = بعد الأعمال الصالحة، یعنی ہجرت: جہاد اور صبر۔

توضیح:

پھر بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے قبول اسلام کی وجہ سے آزمائش میں
 پڑے، پھر ہجرت کی، جہاد کیا، صبر کیا، تو آپ کا اب ان اعمال کے بعد بڑی بخشش کرنے والا اور
 رحمت کرنے والا ہے۔

• -ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ
 ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (۱۱۹)۔
 الف۔ ”بَعْدِهَا“ = بعد التَّوْبَةِ۔

توضیح:

جن لوگوں نے نادانی کی بنا پر بُرا کام کیا پھر توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقیناً توبہ و اصلاح کے بعد تمہارا پروردگار ان کے لئے غفور و رحیم ہے۔

ب۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد الجہالۃ۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے بُرا کام کیا پھر جہالتِ نادانی سے توبہ کی اور اصلاح

کی اٹھی۔

ج۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد أعمال السوء۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے بُرے کام کئے پھر بُرے کاموں سے توبہ کی اٹھی۔

• - وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (۱۲۶)۔

الف۔ ”هُوَ“ = صبر کم خیر۔

توضیح:

اور اگر تم (اے مومنو!) بدلہ لو تو بس اسی قدر بدلہ لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے، لیکن اگر تم صبر کرو تو تمہارا صبر کرنا یقیناً تمہارے لئے بہتر ہے۔

ب۔ ”هُوَ“ = الصبر۔

..... اگر تم صبر کرو تو یہ صبر فی نفسہ بہتر ہے۔

• - وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ (۱۲۷)۔

الف۔ ”عليهم“ = عَلَى الكفار، ”يمكرون“ = الكفار۔

توضیح:

آپ صبر فرمائیے، آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے ان کافروں کی حرکتوں پر رنج نہ کرو اور نہ ان کافروں کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو۔
..... توفیق سے ہے آپ کے جن ساتھیوں نے راہ حق میں جان دی ان پر رنج نہ کیجئے وہ فائز المرام ہوئے اور کافروں کی چال بازیوں سے دل تنگ نہ ہو جئے یہ اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگتیں گے۔

۷۱- اسراء (بنی اسرائیل)

• سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ آيَاتِنَا إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱)۔

”حَوْلَهُ“ = حَوْلَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، ”نُرِيَهُ“ = نُرِي عِبْدَ اللَّهِ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ اللَّهَ۔

توضیح:

پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندہ کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا
جس کے گرد و پیش کو اس نے برکت دی تاکہ اس کو (اپنے بندہ کو) اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ
کرائے، درحقیقت اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

• وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا
تَنَحَّدُوا مِن دُونِيَ وَكِيلًا (۲)۔
الف۔ ”جَعَلْنَاهُ“ = جَعَلْنَا الْكِتَابَ۔

توضیح:

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور کتاب کو بنو اسرائیل کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا۔
ب۔ ”جَعَلْنَاهُ“ = جَعَلْنَا مُوسَى۔

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور موسیٰ کو بنو اسرائیل کی رہبری کا ذریعہ بنایا۔
 - ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا (۳)۔
 الف۔ ”اِنَّہ“ = اِنَّ نُوحًا۔

توضیح:

تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کرایا، نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔

ب۔ ”اِنَّہ“ = اِنَّ مُوسٰی۔

..... جنہیں نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا موسیٰ ایک شکر گزار بندہ تھا، یہ قول بعض معربوں کی باریک بینی کے احترام میں نقل کر دیا گیا، اس کا بعید از صحت ہونا معمولی غور سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

”وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ فِي الْكِتَابِ لُتْفِسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلِتَعْلَنَ اَعْلُوًا كَبِيرًا، فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اَوَّلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اَوَّلٰی بَاسٍ شَدِيْدٍ“ (۴، ۵)۔

توضیح:

پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کر دیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں بڑا فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔
 ”هُمَا“ دو سرکشیاں جن کا ذکر سابق کی آیت میں موجود ہے۔

توضیح:

آخر کار جب دو سرکشیوں میں پہلی سرکشی کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ پر

ایسے لوگ اٹھائے جو بہت زور آور تھے۔

● - ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكِرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ
وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا (۶)۔

”عَلَيْهِمْ“ = عَلٰی عِبَادِ لَنَا اُولٰی بَاس۔

توضیح:

اس کے بعد ہم نے تم کو اپنے ان لوگوں پر غالب کر دیا جو نہایت زور آور تھے اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہاری تعداد پہلے سے زیادہ بڑھادی۔

● - إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ
الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (۹)۔

الف۔ ”ہی“ = الطریقۃ أو سبیل الرشاد، یہ ”یہدی“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن اس راستہ پر چلاتا ہے جو سیدھا ہے اس پر (قرآن پر) ایمان لانے والوں کو خوش خبری دیتا ہے۔

ب۔ ”ہی“ = الكلمة الشهادة۔

قرآن اصلاً کلمہ توحید کی طرف بلاتا ہے کہ توحید ہی اصل دین ہے۔

یہ قرآن کلمہ توحید کی ہدایت دیتا ہے اور ایمان لانے والوں کو

ج۔ ”ہی“ = علی الحالة۔

کلمہ شہادت یا معتدل حالت۔

ب اور ج تفسیری احتمالات میں ضمیر کی تخریج سے ان کا تعلق زیادہ سے زیادہ
بالواسطہ ہی ہو سکتا ہے۔

• —مَنْ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ
عَلَيْهَا، وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى
نَبْعَثَ رَسُولًا (۱۵)۔

”عَلَيْهَا“ = عَلَى النَّفْسِ۔

ترجمہ: جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا
ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہوگا (فتح محمد)۔

جو سیدھے رستے چلا تو اپنے ہی لئے چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا خمیازہ بھی وہی
اٹھائے گا (ترجمان)۔

• • —وَأَمَّا تَعْرِضْنَ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا
فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا (۲۸)۔

الف۔ ”عَنْهُمْ“ = عَنْ ذِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔

توضیح:

اگر تمہیں وقتی تنگ دستی کی وجہ سے حاجتمندوں کی مدد کرنے سے پہلو تہی کرنی
پڑے اس بناء پر کہ تم اللہ سے رحمت: (فراخ دستی) کی توقع کر رہے ہو تو انہیں نرم جواب
دیدو۔

”عَنْهُمْ“ = عَنِ الْكَافِرِينَ۔

تقدیر: وَأَمَّا تَعْرِضْنَ عَنِ الْمَشْرِكِينَ لِتَكْذِيبِهِمْ إِيَّاكَ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ أَى نَصْرًا
لِّكَ عَلَيْهِمْ أَوْ هِدَايَةً مِنَ اللَّهِ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا مَدَارَةً لَهُمْ۔

تفسیری مطلب غالباً کچھ اس طرح ہوگا:

اگر تم مشرکوں سے اس وجہ سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہو کہ وہ تمہاری حالت کا
انکار کئے جا رہے ہیں تو اس امید پر کہ اللہ ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گایا انہیں اپنی

ہدایت سے نوازے گا تم ان سے خوش خوئی کا برتاؤ کئے جاؤ اور جب ان سے بات کرو تو نرمی اختیار کرو۔

”ہم“ سے کافر مراد لینا خواہ غلط نہ بھی تاہم سیاق و سباق سے دور ہے۔

• —وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۲۹)۔

”لَا تَبْسُطْهَا“ = لَا تَبْسُطْ يَدَكَ۔

دیکھئے: اعراف آیت رقم (۱۰۸) فقرہ (۱۳)۔

• —وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا (۳۳)۔

(ترجمانی): اور اس جان کو نہ مارو جس جان کا مارتا اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر جائز طور پر (مار سکتے ہو) اور جو ظلم سے مارا گیا تو ہم نے اس کے وارث کو زور دیا ہے سودہ وارث قصاص لینے کی حد سے نہ گزر جائے۔

الف۔ ”إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا“ = إِنَّ وَلِيَّ الْمَقْتُولِ كَانَ مَنْصُورًا۔
مقتول کے ولی کی مدد کی جائے گی۔

ب۔ ”إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا“ = إِنَّ الْقَاتِلَ كَانَ مَنْصُورًا يَعْنِي أَنَّ الْقَاتِلَ إِذَا قُتِلَ فِي الْقِصَاصِ سَقَطَ عَنْهُ عِقَابُ الْقَتْلِ فِي الْآخِرَةِ۔

توضیح:

قاتل کی مدد کی جائے گی اور وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی کے قتل کی پاداش میں بطور قصاص قتل کیا گیا تو اس کے جرم کی سزا بھی اسی دنیا میں مل گئی، اب آخرت میں اس جرم کی باز پرس نہیں ہوگی۔

ج۔ ”اِنَّهُ“ = اِنْ الْمَقْتُولُ كَانَ مَنْصُورًا يَعْنِي اَنْ اللّٰهُ نَصَرَ الْمَقْتُولَ بِوَلِيهِ

حيث اوجب القصاص في الدنيا ونصره بالثواب في الآخرة۔

مطلب یہ کہ: اللہ نے مظلوم مقتول کی جان رائیگاں نہیں جانے دی، دنیا میں اس کے ولی کو قصاص کا اختیار دیا اور آخرت میں اس کو اس کے مظلوم ہونے کا ثواب بھی ملے گا۔

د۔ ”اِنْ الْقَتْلَ كَانَ مَنْصُورًا“ = یہ لا تقتلوا سے ظاہر ہے۔

ایک شخص کا دوسرے شخص کو بطور خود قتل کرنا حرام ہے قتل کی وجہ خواہ کچھ ہو جب کبھی جہاں کہیں ایسا قتل ہوگا اس کے خلاف یعنی اس کی مخالفت کرنے والوں کی مدد کی جائے گی۔

یہ قانونی یعنی شرعی بار کی ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

ه۔ ”اِنَّهُ“ = اِنْ دَمَ الْمَقْتُولُ كَانَ مَنْصُورًا۔

دم سے مراد قصاص لیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ قصاص قتل کی سزا ہے، اس کا نفاذ ضروری ہے، اگر کسی مقتول کا کوئی شرعی وارث نہ ہو، تو اسلامی حکومت قصاص لے گی۔

و۔ ”اِنَّهُ“ = اِنْ الْحَقَّ كَانَ مَنْصُورًا یہاں ”بغیر الحق“ سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ ناحق کسی کی جان لینا حرام ہے، برحق جان لینا ہر طرح جائز ہے، اگر مقتول کا وارث یا حکومت قاتل سے اپنا حق لینا چاہے تو ایسا کرنا حق بجانب ہوگا۔

ز۔ ”اِنَّهُ“ = الَّذِي يَقْتُلُهُ الْوَلِيُّ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيُسْرِفُ فِي قَتْلِهِ فَإِنَّهُ مَنْصُورًا

بِإِجَابِ الْقَصَاصِ عَلَى الْمُسْرِفِ۔

مطلب یہ کہ: اگر ولی غیر قاتل سے قصاص لے یا قاتل کے ساتھ دوسرے بے گناہوں کو مار ڈالے یا انہیں مجروح کر دے یا قاتل کا ایک ایک عضو کاٹ کر مار ڈالے یہ اور اس طرح کی سب صورتوں میں مقتول کا ولی قابل سزا ہوگا کہ اس نے قصاص لینے میں حد سے تجاوز کیا۔

—وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (۳۶)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ = عَنْ كُلِّ أُولَئِكَ۔

توضیح:

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی سے باز پرس ہوگی۔

ب۔ ”عنه“ = عن الانسان۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً انسان جو کچھ دیکھا، سنا، یا سمجھا ان سب کی بابت اس سے باز پرس ہوگی۔

ملفوظ:

دیکھنے میں ہر طرح کی بے وجہ تاک جھانک، سننے میں ہر کسی کی بات پر خصوصاً بُری بات پر یقین کر لینا اور سمجھنا اور کسی پر بدگمانی کرتے رہنا یہ سب باتیں قابل باز پرس ہیں۔

ج۔ ”إنه“ = إن القاعف، ”عنه“ عن القاعف۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، کسی چیز کے بے وجہ پیچھے پڑنے والے سے اس کے دیکھنے، سننے اور گمان کرنے کی بابت باز پرس کا ہونا یقینی ہے۔

● فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ،
فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ، قُلِ
عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا (۵۱)۔

”يَقُولُونَ“ = الكافرون، متى هُوَ = متى العود = البعث۔

توضیح:

کافر پوچھیں گے وہ کون ہے جو ہم کو مرنے کے بعد ہماری زندگی لوٹا دے گا کہے کہ وہ زندہ کرے گا جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، اس جواب پر وہ آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور کہیں گے زندگی کا یہ لوٹ آنا کب ہوگا؟ کہے: عجب نہیں کہ زندگی کا یہ لوٹ آنا قریب میں ہو۔

● يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ

إِلَّا قَلِيلًا (۵۲)۔

”بِحَمْدِهِ“ = بحمد الذی فطرکم بحمد اللہ۔

توضیح:

جس روز اللہ تم کو پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل

آؤ گے۔

● وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ

بَيْنَهُمْ، إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا (۵۳)۔

”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ عِبَادِي، ”الَّتِي“ (باتیں) یہ ”قولوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

آپ میرے بندوں سے کہئے کہ وہ اپنے منہ سے ایسی بات نکالیں جو سراسر بہتر

ہو، شیطان بُری باتوں کے ذریعہ میرے بندوں میں برہمی پیدا کر دیتا ہے۔

● قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ

جَزَاءً مَوْفُورًا (۶۳)۔

”قَالَ“ = قَالَ اللہ، ”منهم“ = من ذریۃ آدم ”جزاؤکم“ = جزاء الشیطن

واتباعہ۔

توضیح:

اللہ نے کہا: جا یہاں سے آدم کی اولاد سے جو تیری پیروی کرے گا تجھ سمیت ان

سب کی دوزخ ہی بھر پور جزاء ہے۔

● أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ لَا تَجِدُوا لَكُمْ
عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا (۶۹)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = ”فِي الْبَحْرِ“، ”بِهِ“ = ”بِالْغَرَقِ“۔

توضیح:

(اور اے بحر یو، ملاحو، سمندری تاجرو، مسافرو) کیا تمہیں اس کا اندیشہ نہیں ہے،
کہ پروردگار پھر کسی وقت تمہیں سمندر میں لے جائے اور تمہاری ناشکری کی پاداش میں وہ
تم پر سخت طوفانی ہوائیں بھیج کر تم کو ڈبا دے اور تم کو کوئی ایسا نہ ملے جو ہم سے تمہارے ڈبو
دیئے جانے کے بارے میں پوچھے۔

ب۔ ”بِهِ“ = ”بِالْإِسْمَاعِلِ“۔

کیا تمہیں..... جو ہم سے طوفانی ہوائیں بھیجنے کے بارے میں سوال کرے (کہ
کیوں بھیجا)۔

• وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ
سَبِيلًا (۷۲)۔

الف۔ ”فِي هَذِهِ“ = ”فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي الدَّارِ“، ”دَار“ = ”مَوْنَتِ سَاعِي“ ہے۔

توضیح:

جو اس دنیا میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں
اندھے سے بھی زیادہ ناکام۔

ب۔ ”فِي هَذِهِ“ = ”فِي آيَاتِ اللَّهِ أَوْ فِي نِعَمِ اللَّهِ“۔

وہ انسان جس نے اللہ کی نشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کی وہ آخرت میں اندھا
بلکہ اس سے بھی زیادہ ناکام رہے گا۔

وہ شخص جس نے اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں پہنچائی وہ آخرت میں الخ۔
 -وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ
 مَقَامًا مَّحْمُودًا (۷۹)۔

الف۔ ”بہ“ = باللیل۔

توضیح:

رات (کے ایک مخصوص وقت) میں (برائے صلوٰۃ) نیند توڑ کر جاگیئے، اس وقت
 رات میں نماز پڑھنا تمہارے لئے ایک مزید عمل ہے قریب ہے کہ اللہ تمہیں ایک ایسے
 مقام میں پہنچادے جو نہایت پسندیدہ مقام ہے۔

ب۔ ”بہ“ بالقرآن۔

رات میں کسی وقت نیند سے بیدار ہو کر قرآن پڑھا کیجئے، یہ قرآن خوانی تمہارے
 لئے سبب زیارت ہے قریب ہے کہ خدا تمہیں مقام محمود میں داخل کرے۔

• -وَلَيْنُ شِئْنَا لَنُدْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
 بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا (۸۲)۔

الف۔ ”بہ“ = بالإِذْهَاب۔

توضیح:

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر روحی ہم نے تم پر بھیجی ہے وہ سلب کر لیں پھر ہمارے
 مقابلہ میں اس کے واپس لینے کے خلاف تمہیں کوئی حمایتی نہیں ملے گا۔

ب۔ ”بہ“ = الوحي المذہوب۔

اور اگر..... وہ سلب کر لیں پھر تم ہمارے مقابلہ میں اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ گے جو سلب
 کی ہوئی وحی واپس دلا سکے۔

• اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ
عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبٰى
الظَّالِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا (۹۹)۔

الف۔ ”فِيْهِ“ = فِي الْاَجَلِ : فِي الْبَعْث۔

توضیح:

کیا ان کافروں کو یہ نہ سوچا کہ جس خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا کیا وہ ان
جیسوں کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ اللہ نے ان سب کو دوبارہ زندہ کرنے کا ایک وقت
مقرر کر رکھا ہے دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

ب۔ ”فِيْهِ“ = فِي الْمَوْت۔

اللہ نے ان سب مخلوقات کی موت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، ان کی موت
واقع ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

• -فَارَادَ اَنْ يَّسْتَفْزَهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاغْرَقْنٰهُ وَاَمِّنْ مَّعَهُ
جَمِيعًا (۱۰۳)۔

”اَرَادَ“ = اَرَادَ فِرْعَوْنُ ”مَعَهُ“ = مَعَ فِرْعَوْنِ، فِرْعَوْنِ، مُوسٰی وَبَنِي
اِسْرَآئِيْل ”فَاغْرَقْنٰهُ“ = فَاغْرَقْنَا فِرْعَوْنَ ”يَسْتَفْزَهُمْ“ = بَنِي اِسْرَآئِيْل۔

توضیح:

فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو ارض مصر سے اکھاڑ پھینکے، مگر ہم
نے فرعون اور جو فرعون کے ساتھ تھے ان سب کو اکٹھا غرق کر دیا۔

• -وَقُلْنَا مِّنْ بَعْدِهِ لِبَنِي اِسْرَآئِيْل اَسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاءَ
وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (۱۰۴)۔

الف۔ ”بَعْدِهِ“ = بعد فرعون۔

توضیح:

پھر ہم نے فرعون کے بعد بنو اسرائیل سے کہا اب تم زمین میں رہو بسو پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کرنے کے لئے آئیں گے۔

ب۔ ”بَعْدِهِ“ = بَعْدِ الْعَرَقِ۔

پھر ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے ڈوب جانے کے بعد بنو اسرائیل سے

کہا الخ۔

• —وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۱۰۵)۔

”أَنْزَلْنَاهُ“ = أَنْزَلْنَا الْقُرْآنَ۔

اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا۔

”أَنْزَلْنَاهُ“ = أَنْزَلْنَا وَعْدَ الْآخِرَةِ۔

ہم نے وعدہ آخرت کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔

انتباہ:

ضمیر واحد غائب منصوب متصل کا مرجع موسیٰ علیہ السلام سمجھنا درست نہیں

معلوم ہوتا۔

• —قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا، إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا (۱۰۷)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِالْقُرْآنِ ”قَبْلِهِ“ = قَبْلَ الْقُرْآنِ، ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَىٰ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

توضیح:

آپ ان سے کہئے تم اس قرآن کو مانویانہ مانو جن لوگوں کو اس قرآن سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان پر اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں۔
ب۔ ”بہ“ = محمد ﷺ ”قُبْلَہ“ = قَبْل محمد ﷺ۔

آپ ان سے کہئے تم محمد کو نبی مانویانہ مانو جن لوگوں کو نبی، (محمد) کے آنے کا علم دیا گیا الخ۔

مذکورہ صدر دونوں میں ”یثلی“ کا نائب فاعل قرآن لیا گیا ہے، لیکن اگر ”یثلی“ کا نائب فاعل نزول قرآن و بعثت نبی ﷺ سے پہلے کے صحف سماوی کا کوئی کلام ہو تو معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

آپ ان سے جب ان پر ان کے پیغمبر پر نازل شدہ کتاب کا کوئی حصہ خصوصاً وہ جس میں محمد جیسے خاتم الانبیاء کے مبعوث ہونے کا ذکر ہے تو اہل علم منہ کے بل گر جاتے ہیں اور بے اختیار پکار اٹھتے ہیں: پاک ہے ہمارا رب اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔

● ”وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا“ الخ (۱۰۹)۔

الف۔ ”يَزِيدُهُمْ“ = يَزِيد القرآن، هُمْ أَهْل العلم۔

آیت (۱۰۷) سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور منہ کے بل روتے ہوئے گر جاتے ہیں اور قرآن اہل علم کے خشوع میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۸- کھف

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ
عَوَجًا“ (۱)۔

الف۔ ”لَّه“ = لِلْكِتٰبِ۔

توضیح:

سب تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اس کتاب میں معنی و مفہوم کی کوئی کجی نہیں رکھی، یہ تو ایک سیدھا سادہ صاف و واضح کلام ہے۔
ب۔ ”لَّه“ = بعبده = والمراد محمد ﷺ۔

سب تعریف..... اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اپنے بندہ کی سیرت اور اس کے کردار میں کسی طرح کی کوئی کجی نہیں رکھی۔

”قِيَمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا“ (۲)۔

الف۔ ”لِيُنْذِرَ“ = لِيُنْذِرَ الْكِتٰبِ = القرآن، ”يُبَشِّرَ“ = يَبَشِّرُ الْكِتٰبِ =

القرآن ”مِّنْ لَّدُنْهُ“ = مِّنْ لَّدُنْ اللّٰهِ۔

توضیح:

ٹھیک سیدھی بات بتانے والی کتاب تاکہ وہ کتاب لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والی سخت عذاب سے آگاہ کر دے۔

ب۔ ”لِيُنْذِرَ“ = لِيُنْذِرَ عبد اللہ: ”يُبَشِّرَ“ = يبشر عبد اللہ۔
ٹھیک..... تاکہ اللہ کا راست باز بندہ لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کر دے۔

● - مَا كَثِيرٌ فِيهِ أَبَدًا (۳)۔

”فِيهِ“ = فی الأجر۔

توضیح:

ایمان والے ہمیشہ اچھی جزا پاتے رہیں گے، اچھی جزاء کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

● - مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ، كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (۵)۔

الف۔ ”بِهِ“ = باللہ۔

توضیح:

اللہ کے تعلق سے ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں (کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا)۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالولد۔

بیٹے کے تعلق ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں۔ بھلا اللہ کے بھی کوئی بیٹا ہو سکتا ہے۔

ج۔ ”بہ“ = بالقول۔

وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ اور ان کے باپ دادا کچھ نہیں جانتے کہ وہ کیسی نادانی کی بات کہہ رہے ہیں۔

د۔ ”بہ“ = بالاتخاذ۔

وہ اور ان کے باپ دادا بالکل نہیں جانتے کہ اللہ نے عیسیٰ کو اپنا بیٹا بنایا ایسا کہنا کہ کیا معنی رکھتا ہے اور ایسے بُرے بول کا کیا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

”كَبُرَتْ“ کبرت المقالة۔

..... ان کے لئے یہ بڑی خوفناک بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔

”وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزْوُرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ

الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ وَهُمْ فِي

فَجْوَةٍ مِّنْهُ“ (۱۷)۔

”فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ“ فِي فَجْوَةٍ مِّنَ الْكَهْفِ۔

توضیح:

اور وہ جس غار میں جا کر بیٹھے وہ اس طرح واقع ہوا ہے کہ جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ وہ ان کے داہنے جانب سے ہٹا ہوا رہتا ہے اور جب ڈوبے تو بائیں طرف کترا کر نکل جاتا ہے روشنی غار کے اندر تک نہیں جانی پاتی اور وہ غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

—فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرُوا أَيُّهَا

أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

بِكُمْ أَحَدًا (۱۹)۔

ورق: مونث سماعی، اس لئے اس کا اشارہ مونث ہے۔

الف۔ ”اِيْهًا“ = اِى المأكَل: بھوک دور کرنے، پیٹ بھرنے یا تغذیہ کے لئے جو چیزیں بھی استعمال کی جائیں، ”اَکَل“ میں طعام اناج، پھل یا گوشت کی تخصیص نہیں ہوتی اگر تخصیص نہ کی جائے تو اکل سے عموماً گوشت روٹی مراد ہوتی ہے۔

مطلب یہ کہ اچھی یا سستی قابل خوردنوش اور حلال چیزیں جس کسی کے یہاں ملے

آئے۔

ب۔ ”اِيْهًا“ = اِى الأَطْعَمَة: کون سا کھانا۔

طعام سے مراد عموماً اناج کی قسم کی غذا ہوتی ہے۔

سب سے اچھا یا زیادہ سستا اناج: غذا (روٹی گیہوں کی خمیری یا فطیری) جس کسی کے

پاس ہو۔

ج۔ ”اِيْهًا“ = اِى المَدِيْنَة، مضاف محذوف۔

تقدیر: اِى اَهل المَدِيْنَة۔

..... اپنے میں سے کسی کو یہ سکتے دے کر شہر بھیجیں وہ دیکھے کہ شہر والوں میں سے

کسی شہری کے یہاں اچھا سستا کھانا ملے گا۔

کون سا شہری اچھا۔ سستا کھانا بیچتا ہے۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = مِنْ الطَّعَامِ = من الأَكَل۔

کچھ روٹی اور خوردنی شے میں سے کچھ۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = من الورق، ان سکوں کے بدل یعنی یہ رقم دے کر۔

یہ صرف اس تاویل کی رو سے کہ ورق حقیقی تانیٹ نہیں اس میں علامت تانیٹ

نہیں، نیز یہ کہ بمعنی زر مبادلہ لیا جائے۔

..... جہاں ملتا ہے اس کے یہاں سے وہ سکوں کے عوض کچھ کھانے کے لئے لے

آئے۔

ج۔ ”مِنْهُ“ = مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَة۔

اچھا کھانا فروخت کرنے والوں میں سے کسی ایک کے یہاں سے۔
 - وَكَذَلِكَ أَغَثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ
 السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا، إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا
 ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا، رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ، قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا
 عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا (۲۱)۔

”أَغَثَرْنَا عَلَيْهِمْ“ = أَعَثَرْنَا عَلَى أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

الف۔ ”لِيَعْلَمُوا“ = لِيَعْلَمُوا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، لِيَعْلَمُوا النَّاسَ۔

”يَتَنَازَعُونَ“ يَتَنَازَعُونَ الْمَتَنَازَعُونَ، ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الْمَتَنَازِعِينَ۔

”أَمْرَهُمْ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ، بِهِمْ“ = أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

”عَلَى أَمْرِهِمْ“ = عَلَى أَمْرِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَمْرِ النَّاسِ۔

”لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ“ = عَلَى أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

توضیح:

اس طرح ہم نے (اللہ نے) اہل شہر (یا عامۃ الناس) کو اصحاب کھف کے حال پر مطلع کیا تاکہ اہل شہر (یا سب لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے) جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آکر رہے گی اس وقت جو اہل شہر (یا جو لوگ بھی اس موقع پر موجود تھے) وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ اصحاب کھف کے ساتھ کیا کیا جائے، کچھ لوگوں نے کہا: اصحاب کھف پر دیوار تیغا کر دو، اصحاب کھف کا رب ہی اصحاب کھف کے حال کو بہتر جانتا ہے، مگر جو لوگ اہل شہر کے معاملات پر غالب تھے (یا جھگڑنے والوں میں جن کی رائے اپنے مخالفوں پر غالب آگئی) انہوں نے کہا: ہم تو اصحاب کھف پر (غار) پر ایک سجدہ گاہ بنائیں گے۔

ب۔ ”لِيَعْلَمُوا“ = لِيَعْلَمُوا أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

لَعَنِي جَعَلَ اللَّهُ أَمْرَ أَصْحَابِ الْكَهْفِ آيَةً لِأَصْحَابِ الْكَهْفِ وَ آيَةً عَلَى
بَعْثِ الْأَجْسَادِ۔

اس صورت میں ”إِذْ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا“ جملہ ہوگا۔

توضیح:

اللہ نے اصحاب کہف کو خود ان کے حال پر مطلع کیا تاکہ یہ واقعہ اس بات کی نشانی ہو کہ
اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

یہ تاویل ”لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ“ سے ظاہر ہوتی ہے۔

”يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ“ = ”يَتَنَازَعُونَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بَيْنَ النَّاسِ أَمْرَهُمْ،
ایساہم، ان تینوں ضمیروں کا مرجع اہل شہر ہیں، مطلب یہ کہ: اہل شہر آپس میں اپنی رائے کے
بارے میں جھگڑ رہے تھے نہ کہ اصحاب کہف کے بارے میں۔

اس صورت میں اُمرہم (امر منصوب) سے یہ مراد ہوگی کہ ایک گروہ غار کو پاٹ کر اس
پر کوئی یادگار قائم کرنے پر مائل تھا، اور دوسرا اس کو سجدہ گاہ بنانے پر مصر تھا۔

ہو سکتا ہے کہ ”بَيْنَهُمْ، أَمْرَهُمْ“ میں امر سے مراد یعنی دوبارہ زندہ ہونا ہو، مطلب یہ
کہ آیا موت کے بعد زندہ ہونا یقینی ہے یا نہیں۔

اس صورت میں وجہ نزاع بعث بعد الموت کا مسئلہ تھا نہ کہ اصحاب کہف کی تعداد کیا تھی یا
یہ کہ ان کا پتہ لگ جانے کے بعد ان کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا جائے۔

• سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ، وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ
كَلْبُهُمْ، قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ، فَلَا
تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءَ ظَاهِرٍ، وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ
أَحَدًا (۲۲)۔

”سَيَقُولُونَ“= سَيَقُولُونَ المتنازعون في عدد أصحاب الكهف۔
 ”فِيهِمْ“= فِي أصحاب الكهف ”منهم“= من أهل الكتب وغيرهم۔

توضیح:

اختلاف کرنے والے کچھ لوگ کہیں گے اصحاب کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ دوسرے کہہ دیں گے کہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا کچھ اور لوگ کہتے ہیں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، کہو میرا رب ہی جانتا ہے کہ ان کی تعداد کیا ہے؟ کم ہی لوگ ان کی تعداد جانتے ہیں، تم سرسری بات سے بڑھ کر اصحاب کہف کے بارے میں کافروں اور مشرکوں سے بحث مت کرو اور ان کے بارے میں اہل کتاب یا کسی اور سے بھی کچھ مت دریافت کرو۔

● قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ،
 أَبْصَرِ بِهِ وَاسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي
 حُكْمِهِ أَحَدًا (۲۶)۔

”لَهُ وَبِهِ“= اللہ،

الف۔ ”لَهُمْ“= لأهل السموات والأرض۔

توضیح:

آپ کہتے اصحاب کہف کے قیام کی مدت اللہ ہی بہتر جانتا ہے، آسمانوں اور زمین کے ہم سے پوشیدہ سب احوال اسی کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا زمین اور آسمان میں رہنے والوں کا اس کے سوا کوئی خبر گیر نہیں وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ب۔ ”لَهُمْ“= لأصحاب الكهف۔

توضیح:

آپ..... سننے والا، اصحاب کہف کا اللہ کے سوا کوئی اور خبر گیر نہیں اٹھ۔
ج۔ ”لَهُمْ“ = لمعاصری النبی من الکافرین والمشرکین الذین سألوه
عن فتية ذهبوا قد كانت لَهُمْ قصة عجيبة۔
محمد ﷺ کی رسالت میں شک کرنے اور دوسروں کو شک میں ڈالنے والے خواہ وہ
اہل کتاب ہوں یا کوئی اور ان سب کو اللہ کے سوا ولی نہیں ہے اور وہ اپنی اٹھ۔

ملحوظہ:

”لَهُمْ“ کی ضمیر کے مرجع کی یہ توجیہ غالباً ابن اسحاق کی ایک روایت پر مبنی ہے،
زیر غور آیت سے متعلقہ حصہ کالب لباب یہ ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں وہ بتائیں گے کہ محمد
ﷺ جو دعویٰ کرتے ہیں لیا وہ صحیح ہے یا غلط یہود نے ان سے کہا محمد ﷺ سے بطور امتحان
پرانے زمانے کے ان جوانوں کا قصہ پوچھو جو غائب ہو گئے تھے۔

ان سرداروں نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس قصہ کی بابت پوچھا تو یہ سورۃ
نازل ہوئی، مگر قریش ایمان نہیں لائے، ان کے عمل سے ظاہر ہو گیا کہ سوال محض
آزمائش میں ڈالنے کے لئے کیا گیا تھا، (۱۲) سیرۃ رسول اللہ ﷺ ج ۱ ص ۳۲۱ جاری اور
کتاب الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۰۸۔

ان کافروں کا کار ساز اللہ ہی ہے وہی ہدایت دینے والا ہے اہل کتاب خود ہی گمراہ
ہیں وہ دوسروں کی کیا راہ نمائی کر سکیں گے، سے اشارہ اسی واقعہ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

د۔ ”لَهُمْ“ = لِمُخْتَلِفِينَ فِي مَدَّةِ بَعَثِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

مطلب یہ کہ جو لوگ اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں
ان کا ولی تو اللہ ہی ہے وہ اللہ کے علم دیئے بغیر کسی پوشیدہ بات کے متعلق کوئی یقینی بات

نہیں کہہ سکتے۔

ھ۔ ”لہم“ = لمؤمنی اهل السموت والارض۔

یعنی لن يتخذ من المؤمنین أحدًا من دون اللہ ولیا۔

حاصل کلام یہ کہ زمین اور آسمان میں جو بھی مومن ہیں وہ کبھی بھی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا دلی نہیں بنائے گا۔

درج بالا مذاہب میں سے کسی ایک کو بھی غلط کہہ دینا درست نہ ہوگا، البتہ پہلے مذہب کو اقرب الی الصواب سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔

● کِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اَتَتْ اُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهْرًا (۳۳)۔

”مِنْهُ“ = مِنَ الْاَکْلِ۔

دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے بارے میں ذرا کمی نہ رہتی تھی ان دونوں باغوں کے اندر ہم نے ایک بھرپور نہر جاری کر دی تھی۔

● وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَاعْزُ نَقْرًا (۳۴)۔

لَهُ = لصاحب الجنتين والزرع، ”هُوَ“ = صاحب الجنتين والزرع۔

توضیح:

اور اس باغوں والے مزارع کے پاس مال تھا، اس مال دار مزارع نے اپنے دوست سے باتوں باتوں میں کہا میں تم سے زیادہ مال دار ہوں اور میرے یہاں تم سے زیادہ طاقتور لوگ بھی موجود ہیں۔

● وَاحِيطٌ بِثَمَرِهِ فَاصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفِّهِ عَلَى مَا اَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّي

اَحْذَا (۴۲)۔

”اُحِيطُ“ = اُحِيطُ بِشْمَرِهِ مَنِياً لِلْمَفْعُولِ اَصَابَهُ مَا اَهْلَكَهُ وَاَفْسَدَهُ۔

”فِيهَا“ = فِي الْجَنَّةِ، ”هِيَ“ = الْجَنَّةُ، ”عَرُوشَهَا“ = عُرُوشُ الْجَنَّةِ۔

آخر کار یہ ہوا کہ اس کا پھل، (بارتہا ہو گیا) اس کا سارا مال برباد ہو گیا اور وہ اپنے انگور کے منڈوں کو ٹیٹوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی محنت اور اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی بربادی پر ہاتھ ملتا رہ گیا، اور کہنے لگا: کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔

کس نے تباہ کیا؟ کیوں برباد کیا؟ قریبی سبب نہیں بتایا گیا عربی میں یہ لفظ عموماً مجہول استعمال ہوتا ہے، فاعل بتانا ہی ہو تو کہتے ہیں ”اَحَاطَهُ اللّٰهُ“ اللہ نے اس کو برباد و تباہ کر دیا۔

● وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ، کَانَ

مِّنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهِۦ، اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗ اَوْلِیَآءَ مِّنْ

ذُرِّیِّیْ وَہُمْ لَکُمْ عَدُوٌّۢ بِئْسَ لِلظَّٰلِمِیْنَ بَدَلًا (۵۰)۔

رَبَّہٗ = رب ابلیس، ”تتخذونہ“ = تتخذون ابلیس، ”ذریتہ“ = ذریۃ

ابلیس۔

توضیح:

یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، اور ابلیس جنوں میں سے تھا، ابلیس اپنے پروردگار کے حکم کی فرمانبرداری سے نکل گیا تو اے اولاد آدم اب تم مجھے چھوڑ کر ابلیس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سرپرست بناتے ہو، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔

● مَاۤ اَشْهَدْتُّہُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِہِمۡ

وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَصٰدًا (۵۱)۔

الف۔ ”مَاۤ اَشْهَدْتُّہُمْ“ = مَاۤ اَشْهَدْتُ ابلیس و ذریتہ۔

”خَلَقَ أَنْفُسَهُمْ“ = خَلَقَ أَنْفُسَ إِبْلِيسَ وَذُرِّيَّتَهُ۔

توضیح:

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت ابلیس اور اس کی ذریت کو نہیں بلایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان (ابلیس اور اس کی ذریت) کو شریک کیا میرا یہ کام نہیں ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بناؤں۔

ب۔ ”ہم“ = جميع الخلق۔

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت کسی کو نہیں بلایا اور نہ ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

ج۔ ”ہم“ = الملائكة۔

میں نے..... کرتے وقت فرشتوں کو نہیں بلایا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

● وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا (۵۲)۔
الف۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الدَّاعِينَ وَالْمَدْعُوبِينَ۔

توضیح:

پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا پروردگار ان سے کہے گا پکارو ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ لوگ ان کو پکاریں گے مگر وہ ہستیاں ان کی مدد کے لئے نہیں آئیں گی اور ہم ان پکارنے والے اور پکارے جانے والی ہستیوں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے۔

ب۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ۔

پھر کیا کریں گے..... ہم مشرکوں اور موحدوں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے۔

● ”وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ“ (۵۶)۔
الف۔ ”بہ“ = بالجدال۔

توضیح:

رسولوں کو ہم صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجتے ہیں اور جو لوگ ان کا انکار کرتے ہیں وہ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ان ٹٹوں کے ذریعہ حق بات کو بچلا دیں اور اس کو زک دیں۔

ب۔ ”بہ“ = بالباطل۔

رسولوں کو..... جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ناحق باتوں کے ذریعہ حق بات کو بچلا دیں اور اس کو زک دیں۔

● ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ، إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا“ (۵۷)۔

”عَنْهَا“ = عن الآيات، ”يَفْقَهُوهُ“ = يَفْقَهُوا الذِّكْر = القرآن۔

ترجمہ:

اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کا رب آیات بنا کر نصیحت کرے اور وہ ان آیتوں سے منہ پھیر لے، اور اس بُرے انجام کو بھول جائے جس کا سر و سامان اس نے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے (جن لوگوں نے یہ روش اختیار کی ہے) ان کے دلوں پر ہم نے

غلاف چڑھادیے ہیں جو انہیں اس ذکر (قرآن) کی بات کو نہیں سمجھنے دیتے (تفہیم)۔

● وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ، لَوْ يُوَاحِدُهُمْ بِمَا كَسَبُوا
لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ، بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ
مَوْثِقًا (۵۸)۔

الف۔ ”مِنْ دُونِهِ“ = دُونِ الْمَوْعِدِ۔

توضیح:

تمہارا رب بہت درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے، وہ ان کے کرتوتوں پر انہیں پکڑنا چاہتا تو جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے وعدہ کا ایک وقت مقرر ہے وہ اس وعدہ سے بچ کر بھاگ نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

ب۔ ”مِنْ دُونِهِ“ = مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

تمہارا رب جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے، وہ اس عذاب سے بچ کر بھاگ نکلنے کا کوئی رستہ نہیں پائیں گے۔

ج۔ ”مِنْ دُونِهِ“ = مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

..... اللہ سے بھاگ کر کہیں نکلنے کا کوئی رستہ نہیں پائیں گے۔

● قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ،
وَمَا أَنْسِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ، وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي
الْبَحْرِ عَجَبًا (۶۳)۔

الف۔ ”اتَّخَذَ سَبِيلَهُ“ = اتَّخَذَ الْحُوتُ سَبِيلَهُ عَجَبًا لِلنَّاسِ۔

توضیح:

خادم نے کہا: آپ نے دیکھا نہیں کہ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے

تھے اس وقت کیا پیش آیا، مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا، اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں مچھلی کو یاد کرنا بھول گیا، مچھلی تو عجیب طریقہ سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔

ب۔ ”اتَّخَذَ سَبِيلَهُ“ = اتَّخَذَ مُوسَى سَبِيلَ الْحَوَاتِ يَعَجَبُ عَجَبًا مِنْهُ۔
خادم نے کہا..... تب موسیٰ ایک عجیب طریقہ سے مچھلی کا راستہ دریا میں تلاش کرنے لگا۔

● قَالَ إِنْ سَأَلْتِكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَحِّبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (۷۶)۔
الف۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد هذه المسئلة۔

توضیح:

موسیٰ نے کہا اس سوال کے بعد اگر میں آپ سے پھر کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔

ب۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد هذه الكرة۔
موسیٰ نے کہا اس مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ اگر میں آپ اٹھ۔
● فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ نَاسِطَعَمَا أَهْلُهَا فَأَبْرَأَا
أَنْ يُضَيَّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ
قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا (۷۷)۔
”عَلَيْهِ أَجْرًا“ = على فعل إقامة الجدار۔

توضیح:

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا، مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا، وہاں ان دونوں نے ایک دیوار

دیکھی جو گرا چاہتی تھی اس شخص نے اس دیوار کو پھر کھڑا کر دیا، موسیٰ نے کہا: اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔

● وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي، ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (۸۲)۔

”مَا فَعَلْتُهُ“ = فعل الذي فَعَلْتُهُ۔

توضیح:

اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لئے ایک خزانہ دفن ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس لئے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا۔

میں نے جو یہ کام کیا سو وہ اپنے اختیار سے نہیں کیا۔

یہ ہے تاویل و توجیہ ان باتوں کی، جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

● وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا (۸۳)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = مِنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔

توضیح:

یہ لوگ تم سے ذی القرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں ذی القرنین کا کچھ حال تم کو سناتا ہوں۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ۔

..... پوچھتے ہیں آپ ان سے کہئے میں اللہ کی جانب سے اللہ کے دیئے علم وحی کی

بناء پر تم کو اس کا کچھ حال بتاتا ہوں۔

● اَتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ، حَتَّىٰ اِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ اِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اَتُونِي اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا (۹۶)۔

”جَعَلَهُ“ = عَلَى السَّدَادِ الرُّومِ ”عَلَيْهِ قِطْرًا“ = عَلَى السَّدَادِ الرُّومِ۔

توضیح:

ذوالقرنین نے کہا: مجھے لوہے کی چادریں لا کر دو، آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا کو اس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا اب آگ دہکاؤ حتیٰ کہ جب لوہا بالکل آگ ہو گیا تو اس نے کہا لاؤ اب اس بندھ، دیوار پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں گا۔

● فَمَا اسْطَاعُوا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهٗ نَقْبًا (۹۷)۔

”يَّظْهَرُوْهُ“ = يَّظْهَرُو الرُّومِ، ”لَهٗ“ = لِلرُّومِ۔

توضیح:

یاجوج و ماجوج اس بندھ پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور بندھ میں سوراخ کرنا، ان کے لئے اور بھی مشکل تھا۔

● فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَكَّاءَ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (۹۸)۔

”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الرُّومِ۔

مگر جب میرے پروردگار کے وعدہ کا وقت آئے گا تو وہ اس بندھ کو ڈھا دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق ہے۔

● وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِيْ بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا (۹۹)۔

الف۔ ”بَعْضُهُمْ“ = بَعْضُ النَّاسِ۔

ترجمہ:

اور روز قیامت ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں اور صورت پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے (تفہیم)۔

ب۔ ”بَعْضُهُمْ“ = بَعْضُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ۔
وعدہ کے وقت ہم یا جوج و ما جوج کو چھوڑ دیں گے۔

۱۹- مریم

- قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (۹)۔
”هُوَ“ = الخلق۔

توضیح:

- اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا، تمہارا رب کہتا ہے کہ کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ذرا سی بات ہے آخر میں اس سے پہلے تم کو پیدا کر ہی چکا ہوں جب کہ تم کوئی چیز نہ تھے۔
- قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا (۲۱)۔

”هُوَ“ = الخلق، ”نَجْعَلَهُ“ = نَجْعَلُ وجود الغلام، كان وجود الغلام أمراً مقضياً۔

توضیح:

فرشتہ نے کہا ایسا ہی ہوگا تمہارا پروردگار کہتا ہے کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ایک ذرا سی بات ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کے وجود کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی جانب سے ایک رحمت اور اس کے بن باپ پیدا ہونے کا یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا (۲۴)۔

الف۔ ”نَادَاهَا“ = نَادَى الْمَلِكَ مَرْيَمَ، ”مِنْ تَحْتِهَا“ = مِنْ تَحْتِ مَرْيَمَ۔

توضیح:

فرشتہ نے مریم کو اس کی (مریم) کی پائنتی سے پکار کر کہا، رنجیدہ مت ہو تمہارے رب نے تمہارے نیچے قدموں کے پاس ہی نشیب میں ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔

ب۔ ”نَادَاهَا“ = نَادَى عِيسَى مَرْيَمَ۔

عِيسَى نے اپنی والدہ مریم کی پائنتی سے باواز بلند کہا، رنجیدہ مت ہواؤ۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ، قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا (۲۹)۔

”أَشَارَتْ إِلَيْهِ“ = أَشَارَتْ إِلَى الْغُلَامِ۔

توضیح:

مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوڑے میں ایک بچہ پڑا ہوا ہے۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا (۴۹)۔

”اعْتَزَلَهُمْ“ = اعْتَزَلَ إِبْرَاهِيمَ قَوْمَهُ الْمُشْرِكِينَ ”لَهُ“ = لِإِبْرَاهِيمَ۔

توضیح:

جب ابراہیمؑ نے مشرک قوم اور ان کے باطل معبودوں سے علاحدگی اختیار کی تو

ہم نے اس کو اسحاق و یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو بنی بنایا۔

● وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (۵۰)۔

”لَهُمْ“ = لایبراہیم و اسحاق و یعقوب۔

ترجمہ:

ہم نے ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ ان سب کو اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا نیز ان سب کے لئے سچائی کی صدائیں بلند کر دیں، (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں)۔ (ترجمان)۔

ہم نے ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام آوری عطا کی (تفہیم)۔

● جَنَّتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا (۶۱)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الرَّحْمَنَ، ”وَعْدُهُ“ = وَعَدَ الرَّحْمَنُ۔

توضیح:

ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے، حالانکہ وہ جنتیں ان کے لئے ابھی پوشیدہ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ رحمن کا وعدہ ایسا ہے کہ وہ پورا ہو کر رہے گا۔

ب۔ ”إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا“ = أَنَّ الشَّانَ۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ کا وعدہ ہے جو ہو کر ہی رہے گا، اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

• ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أُولَىٰ بِهَا صِلًا (٤٠)۔

”بہا“ = بجہنم، یہ تخریج آیت (۳۸) سے ظاہر ہے اس میں ہے: ”لَنَحْضُرَنَّهُمْ

حَوْلَ جَهَنَّمَ“۔

توضیح:

ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو جہنم میں جلائے جانے کے لائق ہیں۔
اسی طرح آیت رقم (۷۱) میں وارد ”ہا“ کی ضمیر مونث منصوب اور اس کے بعد
کی آیت رقم (۷۲) میں ”فِیْہَا“ کی ضمیر مونث مجرور کا مرجع جہنم ہی ہے۔
جہنم کی تانیث کے لئے دیکھئے: نساء کی آیت رقم (۹۷) فقرہ (۱۵)۔

• وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاً وَرِثًا (۷۴)۔
”قَبْلَهُمْ“ = قبل منکری القرآن، قبل منکری محمد رسول اللہ ﷺ
”ہم“ = الأقوام الماضية المهلكة۔

توضیح:

محمدؐ کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں
کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان منکرین قرآن و رسول سے زیادہ سروسامان رکھتی تھیں۔

• كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ

مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا (۷۹، ۸۰)۔

”لَهُ“ للکافر: نَرِثُهُ: نَرِثُ الکافر۔

یہ تخریج آیت رقم (۷۷) سے ظاہر ہے۔

• أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَ

وَلَدًا (۷۷)۔

توضیح:

ہرگز نہیں یہ کافر جو کچھ بکتا ہے وہ ہم لکھ لیں گے (اس کی اس بکو اس سے گوش پوشی نہیں کی جائے گی) اور دھیرے دھیرے اس کافر کے لئے سزائیں اضافہ کرتے جائیں گے، اور جس سر و سامان کا یہ کافر دعویٰ کرتا ہے وہ سب ہمارے ہی قبضہ میں آئے گا، اسے تو ہمارے سامنے یکا و تنہا ہی حاضر ہونا ہے۔

● وَاَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا (۸۱)۔
”لَهُمْ“ = لِلْمُشْرِكِينَ۔

توضیح:

ان لوگوں (مشرکوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خداوند بنا رکھے ہیں تاکہ وہ خداوندان مشرکوں کے پشتیبان ہوں۔

● كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُوا عَلَيْهِمْ ضِدًّا (۸۲)۔
الف۔ ”يَكْفُرُونَ الْإِلَٰهَةَ بِعِبَادَةِ الْعَابِدِينَ“ = الْمَشْرِكِينَ وَيَكُونُونَ الْإِلَٰهَةَ عَلَى عِبَادِهِمْ ضِدًّا ”عِبَادَتِهِمْ“ = عِبَادَةُ الْعَابِدِينَ، عَلَيْهِمْ عَلَى الْعَابِدِينَ۔
مصدر کی اضافت مفعول کی طرف: تَكْفُرُ الْإِلَٰهَةُ بِعِبَادَتِهِمْ۔
مرجع سے قریب ترین اسم ہے۔

توضیح:

ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ معبودان باطل کسی کی مدد کر سکیں وہ تو عابدوں (مشرکوں) کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے بلکہ ان عابدوں مشرکوں کے مخالف ہو جائیں گے۔

ب۔ المصدر مضاف إلى الفاعل أي يكفر المشركون بعبادتهم

الأصنام، "عبادتهم" = عبادة المعبودين "عليهم" = على المعبودين۔
 عابد مشرک اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے جس کی اطاعت (عبادت)
 کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کی تھی، ان اطاعت (عبادت) غیر اللہ کے لئے نہیں تھی وہ
 معبودوں کے مخالف ہو جائیں گے۔

● تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ
 الْجِبَالُ هَآذَا (۹۰)۔
 "مِنْهُ" = مِنَ الْقَوْلِ۔

توضیح:

مشرکوں کے اس بے ہودہ قول پر کہ رحمن نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے کچھ بعید نہیں
 کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین چر جائے اور پہاڑ گر پڑیں۔

● فَإِنَّمَا يَسَّرُنْهُ بِلِسَانِكَ لِنُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا
 لُّذًا (۹۷)۔

"يَسَّرُنْهُ" = يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ "بِهِ" بِالْقُرْآنِ۔

توضیح:

اے محمد! اس کلام (قرآن) کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اس لئے
 نازل کیا ہے کہ تم اس قرآن کے ذریعہ پرہیزگاروں کو خوش خبری دو اور اسی کے ذریعہ
 جھگڑالو لوگوں کو ڈراؤ۔

● وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ
 تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (۹۸)۔

"قَبْلَهُمْ" = قَبْلَ مَنْكَرِ الْقُرْآنِ أَوْ مَنْكَرِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔

”مِنْهُمْ“ = مِنْ أَهْلِ الْقُرُونِ الْخَالِيَةِ مِنَ الْأَقْوَامِ الْمَاضِيَةِ الْمَهْلُكَةِ۔

توضیح:

محمدؐ کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر آج تم ان ہلاک شدہ لوگوں کا کہیں کوئی نشان پاتے ہو؟۔

۲۰-ط

● فَلَا يَصُدَّنْكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى (۱۶)۔

الف۔ ”عَنْهَا“ = عن الساعة أى القيامة ”بِهَا“ = بالساعة۔

توضیح:

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اپنی خواہش نفسی کا بندہ بن گیا ہے وہ تم کو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے، ورنہ تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے (تفہیم)۔

ب۔ ”عَنْهَا“ = عَنِ الصَّلَاةِ ”بِهَا“ = بالساعة۔

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اور..... تم کو صلاۃ سے نہ روک دے ورنہ تم ہلاکت الٰح۔

ج۔ ”عَنْهَا“ = عن الكلمة الشهادة۔

دوسری تحریر بعید از صواب اور تیسری تو قریب از خطا ہے۔

● أَنْ أَقْدِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْدِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَهُ، وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي (۳۹)۔

الف۔ ”أَقْدِفِيهِ“، (اول و دوم) يُلْقِيهِ، يَأْخُذْهُ، لَهُ، ”ه“ = موسى۔

توضیح:

(ہم نے موسیٰ کی والدہ کو اشارہ کیا کہ) وہ نو مولود موسیٰ کو تابوت میں رکھ دے
پھر موسیٰ کو سمندر میں چھوڑ دے سمندر موسیٰ کو ساحل پر لا ڈالے گا پھر میرا اور موسیٰ کا
دشمن اس کو لے لے گا۔

میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور اس لئے کہ تم میری نگرانی میں
پرورش پاؤ۔

ب۔ ”اِقْذِفِيهِ“ اِقْذِفِي مُوسَى ”فَاَقْذِفِيهِ“ فاقد في التابوت۔

”يُلْقِيهِ“ = يلقى التابوت ”يَأْخُذْهُ“ = يَأْخُذُ التابوت، ”لَهُ“ موسی۔

..... وہ نو مولود موسیٰ کو تابوت میں رکھ دے پھر تابوت کو سمندر میں چھوڑ دے
سمندر تابوت کو ساحل پر لا ڈالے گا، پھر میرا اور موسیٰ کا دشمن تابوت کو لے لے گا الخ۔
يُلْقِيهِ اور يأخذهُ: دونوں جگہ کی ضمیر منصوب تابوت کی بجائے موسیٰ کی طرف
پھیری جاسکتی ہے۔

لیکن جیسا پہلے بھی بتایا گیا ایک ہی جملہ کی ضمیریں جہاں تک ہو سکے ایک ہی
نق میں رہیں تو بہتر ہے۔

● وَلَقَدْ آرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى (۵۶)۔

”آرَيْنَاهُ“ = آرينا فرعون۔

ضمیر منصوب مذکر کا مرجع سات آیتوں پہلے آیا ہے۔

توضیح:

ہم نے فرعون کو سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلاتا رہا اور نہیں مانا۔

● فَلَنَاتَبَنَّكَ بِسِحْرِ مِثْلِهِ..... الخ (۵۸)۔

”مثله“ = مثل سحر ماجئت بہ۔

توضیح:

فرعون نے کہا: ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو دلاتے ہیں جیسا تو لایا۔

● فَتَنَّا زُفُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى (۶۲)۔

الف۔ ”أَمْرَهُمْ“ = أمرهم ملاء فرعون۔

توضیح:

مقابلہ کے بارے میں فرعون کے مشیروں نے باہم ایک دوسرے سے مختلف رائے

دی:

کسی نے کہا کہ موسیٰ کا مقابلہ کرنا چاہئے کسی نے کہا نہیں کرنا چاہئے کہ شکست کا

احتمال ہے۔

ب۔ ”أَمْرَهُمْ“ = أمر الساحرین۔

فرعون کے درباری جادو گروں میں اختلاف ہو گیا، بعض جادو گروں کو موسیٰ کے

معجزہ کی وجہ سے انہیں اپنے جادو کی تاثیر میں شبہہ پڑ گیا تھا۔

فرعون کی ذاتی رائے کیا تھی یہ ظاہر نہیں ہے، مگر یہ واضح ہے کہ اس نے

مشیروں یا جادو گروں کی رائے قبول کی جو موسیٰ سے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔

● قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ

سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (۶۶)۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = إلی موسیٰ۔

توضیح:

موسیٰ نے کہا تم ہی پہلے اپنا جادو دکھاؤ، یکا یک فرعون کی جادوگروں کی رسیاں اور لٹھیاں موسیٰ کی نظر میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔

ب۔ ”إِلَيْهِ“ = ”إِلَى“ فرعون، فرعون کو ایسی دکھائی دینے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔ مطلب یہ کہ موسیٰ تو جادو کی بے حقیقتی سے واقف ہی تھے فرعون کو البتہ ایسا دکھائی دینے لگا کہ رسیاں دوڑتی رہی ہیں۔

ضمیر واحد مذکر غائب کی فرعون کی طرف پھیرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے مگر موسیٰ کی طرف پھیرنا قرب الی الصواب اور فرعون کی طرف اقرب الی الخطاء۔

● قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اَذِّنَ لَكُمْ، اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمْ السَّحْرَ، فَلَا قُطْعَنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا وُصْلٰنَكُمْ فِیْ جُدُوْع النَّحْلِ، وَلَتَعْلَمُنَّ اَیْنَ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی (۷۱)۔

الف۔ ”لَهٗ“ = ”لِمْوْسٰی“ ”اِنَّهٗ“ = ”اِنْ مُوْسٰی“۔

توضیح:

فرعون نے کہا: کیا تم میری اجازت سے پہلے موسیٰ کی رسالت پر ایمان لے آئے، معلوم ہوتا ہے موسیٰ جادو میں تم سے بڑا ہے کہ اس نے تم کو جادو سکھایا، اچھا اب میں تمہارے ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی دوں گا پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا میرا عذاب زیادہ سخت اور دیر پا ہے، یادہ جس سے موسیٰ خوف دلاتا ہے۔

ب۔ ”لَهٗ“ = ”لِلرَّبِّ“۔

اس صورت میں لام بمعنی ”علیٰ“ لیا جائے گا۔

فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے رب ہارون و موسیٰ (اللہ پر ایمان لے آئے)، معلوم ہوتا ہے موسیٰ جادو کرنے میں تمہارا استاد ہے کہ الخ۔

● اِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيْئَتَنَا وَمَا اَكْرَهْتَنَا عَلٰیهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰی (۷۳)۔

الف۔ ”مَا اَكْرَهْتَنَا عَلٰیهِ“ = عَلٰیهِ = عَلٰی مَا اَكْرَهْتَنَا = ”ما“ موصولہ منصوب مفعول ”يَغْفِرُ“ معطوف علی خطایانا۔

توضیح:

جادو گروں نے کہا: ہم اب اپنے پروردگار پر ایمان لایچکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور اس جادو گری سے بھی درگزر فرمائے جس کے کرنے پر تو نے اے فرعون ہمیں مجبور کیا تھا، اللہ ہی بہتر ہے، اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

ب۔ ”ما“ نافیہ۔

ہم اپنے..... معاف کرنے اور وہ غلطیاں بھی جواز قسم جادو ہیں، ہم نے اے اللہ تیرے ایمان کے بغیر اپنے طور پر خود ہی کی تھیں۔
مطلب یہ کہ ہم اللہ سے سارے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

ملحوظہ:

ہر دو صورتوں میں گفتگو کا محل فرعون کا دربار ہے۔
ضمیر کی پہلی تحریر اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔
● فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ (۷۸)۔
”اتَّبَعَهُمْ“ = اتَّبَعَ فِرْعَوْنُ مُوسٰی وَقَوْمَهُ۔

الف۔ ”غَشِيَهُمْ“ (دونوں جگہ) غَشِيَ فرعون وقومه ”ما“ تعجبیہ۔

توضیح:

فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ اور ان کی قوم کا پیچھا کیا، پھر سمندر فرعون اور اس کی فوج پر چھا گیا کہ سب ڈوب گئے، سمندر فرعون اور اس کی فوج پر اس طرح چھا گیا جیسا کہ چھانا چاہئے تھا۔

تکرار غالباً واقع کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے جیسے سورۃ ”النجم“ میں ”أَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ“ اور ”إِذْ يَغْشَى السُّدْرَةَ مَا يَغْشَى“ آیا ہے۔

ب۔ ”غَشِيَهُمْ“ (دوسرا): غَشِيَ موسیٰ وقومه: ”ما“ نافیہ۔
..... کہ فرعون اور اس کی فوج ڈوب مری سمندر موسیٰ کی قوم پر نہیں چھایا موسیٰ اور موسیٰ کی قوم بچ نکلی۔

● وَقَدْ آتَيْنَكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا، مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا (۱۰۰، ۹۹)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ = ”عَنْ الذِّكْرِ“: ”إِنَّهُ“ ”إِنْ الْمَعْرُضَ“ روگردانی کرنے والا۔

توضیح:

ہم نے اپنے یہاں سے تمہیں ایک ذکر و آگاہی، تنبیہ، خبرداری، قرآن، عطا کیا، جو کوئی اس ذکر سے منہ موڑے گا وہ منہ موڑنے والا قیامت کے دن ذمہ داری کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = ”عَنْ اللَّهِ“۔

ہم نے..... عطا کیا جو کوئی اللہ سے روگردانی کرے گا الخ۔

● خَلِيدِينَ فِيهِ، وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا (۱۰۱)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الوزر۔

توضیح:

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بارگناہ میں ہمیشہ رہیں گے یعنی یہ کبھی سبک بار نہیں ہوں گے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الحمل یہ ”يَحْمِلُ“ سے ظاہر ہے۔

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بارگناہ اٹھائے ہوئے ہی رہیں گے یہ حالت دوامی رہے گی۔

● وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا، فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا (۱۰۵، ۱۰۶)۔

الف۔ ”يَذَرُهَا“ = يَذَرُ الْجِبَالَ۔

توضیح:

میرا رب ان پہاڑوں کو ایک ہموار میدان میں تبدیل کر دے گا۔

ب۔ ”يَذَرُهَا“ = يَذَرُ الْأَرْضَ۔

پھر میرا رب اس زمین کو بھی ایک ہموار میدان کر دے گا۔

یہ تخریج بعید از قیاس بلکہ نادرست ہے کیونکہ:

ضمیروں میں مناسبت بلاغت کی خوبی ہے۔

اسی آیت سے پہلے ہے۔

یادداشت:

عام عربوں کے نزدیک جو چیزیں ان کے مشاہدے کے لحاظ سے دوامی تھیں ان

میں پہاڑ بھی تھے۔

زہیر یا حرمہ بن انس کا شعر ہے:

أَلَا لَا أَرَى عَلَى الْحَوَادِثِ بَاقِيَا وَلَا خَالِدًا إِلَّا الْجِبَالَ الرَّاسِيَا

سوال پہاڑوں کے بارے میں تھا، دیکھئے: دیوان زہیر اور:

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ، وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (۱۰۸)۔

الف۔ ”لَا عِوَجَ لَهُ“ = لا عوج للداعی۔

توضیح:

اس روز سارے انسان پکارنے والے کی طرف چل پڑیں گے، پکارنے والے میں کوئی ترچھا ٹیڑھا پن نہیں ہوگا کہ سننے والے اس پر شبہ کریں۔

ب۔ ”لَا عِوَجَ لَهُ“ = لا عوج لدعاء الداعی، يسمع جميعهم فلا الميل

إلى ناس دون ناس۔

پکارنے والے کی پکار میں کوئی کجی نہیں ہوگی کہ آواز میں شبہ کیا جائے اور اس کی سمت متعین نہ ہو سکے، یا صاف نہ سنائی دے کہ ایک دوسرے سے پوچھنا پڑے کہ بتاؤ یہ آواز کیسی ہے یا کہاں سے آرہی ہے۔

ج۔ ”لَهُ“ = لمدعو۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے سیدھے چل پڑیں گے دنیا میں تو اختیار تھا کہ داعی حق کی آواز پر کان دھریں اور اس کی راہ اختیار کریں یا نہ کریں مگر روز قیامت داعی کی آواز پر سب کو چلنا ہی پڑے گا۔

د۔ ”لَا عِوَجَ لَهُ“ = لا عوج لاتباع المتبعين۔

اس صورت میں ”لا عوج له“ منصوب محذوف کا وصف ہوگا بمعنی اتباعاً

لا عوج لہ۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے چل پڑیں گے، کوئی ہیرا پھیری نہیں ہوگی۔

آخری قول میں تکلف ہے کلامِ بلیغ میں اس کا احتمال مشکل ہی سے نکل سکتا ہے۔

انتباہ:

زیر غور آیت میں ضمیروں کے مراجع خواہ مختلف ہوں مگر ما حصل سب کا یہ ہے کہ روز قیامت داعی کی آواز پر چل پڑنے میں سب برابر ہوں گے اور ان کے لئے اس سے گریزا انحراف ممکن نہ ہوگا۔

● یَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (۱۱۰)۔

”أَيْدِيهِمْ، خَلْفَهُمْ، يُحِيطُونَ“ ساری مخلوق، سارے انسان، سارے جن و ملک۔

الف۔ ”بہ“ = بِمَا یعنی بِمَا يَعْلَمُ اللہ۔

توضیح:

(جو کچھ جن و انس و ملک وغیرہ) ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے، اللہ اس کو جانتا ہے وہ اپنے آگے کا علم رکھتے ہیں نہ پیچھے کا (وہ غیب کا علم نہیں جانتے)۔

ب۔ ”بہ“ = بِاللہ۔

وہ اپنے علم سے اللہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، اللہ کو جیسا جاننے کا حق ہے ویسا نہیں جان سکتے۔

ج۔ ”بہ“ = بِالْعِلْمِ وہ اپنے علم سے اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ملفوظ:

● غالباً پہلی تخریج صحت سے زیادہ قریب ہے۔
”وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ“ الخ
(۱۱۳)۔

”أَنْزَلْنَاهُ“ = أَنْزَلْنَا الْوَحْيَ ”فِيهِ“ فِي الْوَحْيِ۔

توضیح:

قرینہ مقالی سے ظاہر ہے کہ یہاں وحی سے وہی کتاب یعنی قرآن مراد ہے جس کی صراحت سورہ یوسف کی تیسری آیت میں ہے۔
محمدؐ پر ہم نے اپنی وحی نازل کی اور اس میں ہم نے پھیر پھیر کر ڈرانے کی (خبردار کرنے کی) باتیں سنائیں۔

یادداشت:

● دیکھئے: سورہ یوسف کی تیسری آیت، پہلا فقرہ۔
”أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَى“ (۱۲۸)۔

”لَهُمْ“، ”قَبْلَهُمْ“ = منکری قرآن یا منکری رسالت محمد۔

”مَسْكِنِهِمْ“ = مساکن الأمم الماضية المهلكة۔

تقدیر: أَفَلَمْ يُبَيِّنِ اللَّهُ الْعِبْرَ بِأَهْلَاكِ الْقُرُونِ السَّابِقَةِ۔

”لَهُمْ“ قبلہم، ”يَمْشُونَ“ = منکرین خدا اور رسول۔

توضیح:

کیا اللہ نے اب تک منکرین خدا اور رسول پر یہ بات واضح نہیں کی کہ ان منکرین سے پہلے ہم بہت سے گروہ ہلاک کر چکے ہیں ایسے گروہ جن کی اجڑی بستیوں میں یہ لوگ اب بھی چلا پھرا کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں سبق آموز نشانیاں ہیں جو سوچھ بوجھ رکھتے ہیں۔

انتباہ:

”لَهُمْ وَقَبْلَهُم“ کی مجرور ضمیروں کا مرجع خواہ منکرین قرآن ہوں یا ہلاک شدہ تو میں ہوں ”مساکنہم“ کی ضمیر مجرور کا مرجع ہلاک شدہ تو میں ہی ہوگا۔

یادداشت:

یہاں سورہ مریم کی آیت (۷۳) اور اس کی آخری آیت اور فقرہ (۱۵ اور ۱۶) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

● وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ (۱۳۳)۔

”مِن رَّبِّهِ“ = من رب محمد کا مرجع قرینہ حالیہ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: یہ شخص اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔

یادداشت:

یہاں سورۃ انعام کی آیت (۳۷) فقرہ (۱۳) اور سورۃ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲) نیز سورۃ رعد کی (۷ اور ۲) ویں آیت سے مقارنہ مفید رہے گا۔

● وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَتَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ (۱۳۴)۔
الف۔ ”قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ آيَاتِكَ العذاب مضاف محذوف۔

توضیح:

اگر ہم محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیں تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر عذاب نازل کرنے سے پہلے آپؐ نے ہمارے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے آپؐ کی نشانیوں کی پیروی کرتے۔
ب۔ ”قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ الْبَرْهَانِ أَوْ التَّذْكِيرِ۔

..... ہمارے پروردگار کوئی کھلی نشانی دکھانے سے قبل آپؐ نے ہمارے طرف رخ نہ کیا۔

یادداشت:

کھلی نشانی سے ان کی مراد غالباً ایسی نشانیاں تھیں جیسی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئی تھیں۔

۲۱- انبیاء

● مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرِ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ.....
ابخ“(۲)۔

الف۔ ”اسْتَمَعُوهُ“ = استمعوا الذکر لفظ ذکر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

لوگوں کے پاس جو تازہ ذکر تنبیہ، یاد دہانی ان کے رب کی طرف سے آئی ہے اس یاد دہانی کو وہ تکلف سے سنتے ہیں دل لگا کر کان نہیں دھرتے۔

ب۔ ”اسْتَمَعُوهُ“ استمعوا الرسول فحوائی کلام سے ظاہر ہے۔

لوگوں کو ان کے رب کی طرف سے آئی ہوئی تازہ تنبیہ سنائی جاتی ہے تو لوگ سنانے والے یعنی رسول کی طرف بتکلف ہی متوجہ ہوتے ہیں، انہیں رسول کا پیغام سننے کا شوق نہیں ہے۔

● قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ (۴)۔

ترجمہ:

(پیغمبر نے کہا) آسمان و زمین میں جو بات بھی کہی جاتی ہے (خواہ پوشیدہ کہی جائے)

خواہ علانیہ) میرے پروردگار کو سب معلوم ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے (ترجمان)۔

● بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ، فَلْيَأْتِنَا
بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْاَوَّلُونَ (۵)۔

”افْتَرَاهُ“ = افتری الرسول القول کچھلی آیت کے لفظ قول سے ظاہر ہے۔

توضیح:

منکرین رسالت کہتے ہیں جو کچھ یہ سناتا ہے وہ پراگندہ خواب ہے، بلکہ یہ قول قرآن خود اسی نے گھڑ لیا ہے۔

● وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (۸)۔

”جَعَلْنَاهُمْ“ = جَعَلْنَا الرُّسُلَ اس سے پہلے کی آیت: ”وَمَا أَرْسَلْنَا“ سے ظاہر ہے۔

ترجمہ:

ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جینے والے تھے (تفہیم)۔

● وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

اٰخَرِيْنَ، فَلَمَّا أَحْسَوْا بِاَسَآءِ اِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُوْنَ (۱۲، ۱۱)۔

الف۔ ”مِنْهَا“ = من القرية، کچھلی آیت میں مذکور ہے۔

توضیح:

کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور ان کے بعد ان کی جگہ دوسری قوم کو دی جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ بستی سے نکل کر سرپٹ بھاگنے لگے۔

ب۔ ”مِنْهَا“ = مِنْ شَدِيدِ الْبَاسِ، باس بمعنی شدت اور تانیث باعتبار معنی اس

لحاظ سے ”مِنْ“ سیبیہ ہوگا۔

جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ عذاب کی شدت سے گھبرا کر سر پیٹ بھاگنے لگے۔

● وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (۳۱)۔

الف۔ ”تَمِيدَ بِهِمْ“ = تَمِيدَ الْأَرْضِ بِالنَّاسِ ”فیہا“ = فی الرَوَاسِيَ۔

توضیح:

ہم نے زمین میں پہاڑ جمادیئے تاکہ زمین لوگوں کو لے کر ڈھلک نہ جائے اور پہاڑوں میں ہم نے کشادہ راہیں بنادیں۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فِي الْأَرْضِ۔

ہم نے..... ڈھلک نہ جائے اور زمین میں ہم نے کشادہ راہیں بنادی ہیں۔

● وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا، وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ (۳۲)۔

”آيَاتِهَا“ = آيَاتِ السَّمَاءِ۔

توضیح:

ہم نے آسمانوں کو ایک محفوظ چھت بنادیا مگر یہ لوگ ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو آسمانوں میں ہیں۔

سما کی تانیث کے لئے دیکھیے: حجر آیت (۱۶) فقرہ (۸)۔

● وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونُ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ

ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ، بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا
يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۳۸، ۳۹، ۴۰)۔
”رَدَّهَا“ = رَدَّ النَّارِ۔

توضیح:

یہ لوگ کہتے ہیں آخر یہ دھمکی پوری کب ہوگی اگر تم سچے ہو کاش ان کافروں کو
اس وقت کا کچھ علم ہو تا جب کہ یہ نہ اپنے منہ سے آگ بچا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے
اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی (تفہیم)

آگ ان کافروں کو اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کر دے گی پھر انہیں اس
آگ کو ہٹانے کی قدرت ہوگی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔
ب۔ ”رَدَّهَا“ = رَدَّ الْقِيَامَةِ۔

ان کافروں کو قیامت اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کر دے گی پھر انہیں
قیامت کو ٹالنے میں تاخیر کرنے کی قدرت ہوگی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔
ج۔ ”رَدَّهَا“ = رَدَّ الْعُقُوبَةِ۔

ان کافروں کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا اچانک آلے گی اور ان کو بدحواس کر دے
گی، اور انہیں اس سزا کو ٹالنے کی قدرت ہوگی اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

● ”أَمْ لَهُمْ إِلَهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ
أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّْا يُصْحَبُونَ“ (۴۳)۔

الف۔ ”لَهُمْ“ = لِلْمَشْرُكِينَ، ”تَمْنَعُهُمْ“ = تَمْنَعُ الْإِلَٰهَةُ الْمَشْرُكِينَ،
”أَنْفُسِهِمْ“ = أَنْفُسُ الْإِلَٰهَةِ، ”وَلَا هُمْ“ = وَلَا الْمَشْرُكُونَ۔

توضیح:

کیا یہ مشرکین اپنے کچھ ایسے معبود رکھتے ہیں جو ہمارے مقابلہ میں ان مشرکوں کی مدد کریں؟ یہ معبود خود اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان مشرکوں کی مدد کر سکتا ہے۔

ب۔ ”وَلَا هُمْ“ = وَلَا الْأَصْنَام۔

..... اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان باطل معبودوں کی مدد کر سکتا ہے۔

مشرکین اور ان کے معبود دونوں ہی بے یار و مددگار و اصل جہنم ہوں گے۔

● وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا، وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا، وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ (۴۷)۔

”بہا“ = مِثْقَالَ حَبَّة۔

توضیح:

قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا جس کارائی کے دانہ کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا اس رائی کے برابر وزن والے عمل کا نتیجہ ہم اس کے سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔

ملحوظہ:

ضمیر کا مرجع اصلاً مِثْقَالَ ہے اس کی اضافت یہاں ”حَبَّة“ کی طرف ہے جو لفظاً مؤنث ہے، ضمیر مؤنث بلحاظ معنی آئی ہے۔

ضمیر کا باعتبار معنی مضاف الیہ کی طرف رجوع ہونا شاذ و نادر نہیں ہے مثلاً:

- وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ (آل عمران: ۱۴۵)۔

یادداشت:

- دیکھئے: بقرہ آیت (۲۷)، فقرہ (۵)۔
- وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ (۵۱)۔
الف۔ ”کُنَّا بِهِ“ = کُنَّا بِإِبْرَاهِيمَ۔

توضیح:

موسیٰ سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوش مندی بخشی تھی اور ہم ابراہیم سے بخوبی واقف تھے کہ وہ سزاوار رسالت و نبوت ہوگا۔
ب۔ ”کُنَّا بِهِ“ = کُنَّا بِالرُّشْدِ۔
..... بخشی تھی اور ہم ابراہیم کی ہوش مندی سے واقف تھے وہ عام خرد مندی سے واقف تھے وہ عام خرد مندی اور فراخی سے مختلف تھی۔

- ”قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ (۵۶)۔“
الف۔ ”فَطَرَهُنَّ“ = فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَرِيبِي مَذْكُور۔

توضیح:

ابراہیم نے کہا: میں کھیل ٹھٹھے کی بات نہیں کر رہا ہوں تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے، اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اس بات کا گواہ ہوں اور اسی کا قائل ہوں۔

- ب۔ ”فَطَرَهُنَّ“ = فَطَرَ التَّمَاثِيلِ۔
- ابراہیم نے کہا: پروردگار ہے تماثیل بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں۔

مطلب یہ کہ: کوئی مخلوق پرستش کے قابل نہیں۔

فَجَعَلَهُمْ جُودًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (۵۸)۔

الف۔ ”جَعَلَهُمْ“ = جَعَلَ الأصنام، لَهُمْ للعباد، لَعَلَّهُمْ، لَعَلَّ عباد الأصنام۔

توضیح:

ابراہیمؑ نے مشرکوں کے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے سوائے اس بت کے جو بزم مشرکین باعتبار صفات ان مشرکوں کے لئے سب بتوں سے بڑا تھا، اس بڑے بت کو ابراہیمؑ نے اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

ب۔ ”لَهُمْ“ = لِلْأَصْنَامِ۔

..... سوائے اس بت کے جو بتوں میں باعتبار جسامت سب سے بڑا تھا۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى الصنم الكبير أَى الكبير المتروك۔

توضیح:

شاید کہ مشرک اپنے عقیدہ کے لحاظ سے دریافت حال کے لئے اس بڑے بت کی طرف رجوع ہوں اور پوچھیں، بتا کس نے اس سارے بتوں کی یہ درگت بنادی۔

ب۔ ”إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ“ = إِلَى إِبْرَاهِيمَ۔

..... شاید کہ مشرک اپنے بتوں کی بے چارگی مشاہدہ کر کے ابراہیمؑ کی طرف یعنی ابراہیمؑ کے دین کی طرف رجوع ہوں۔

ج۔ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى اللَّهِ۔

..... مشاہدہ کر کے حقیقی معبود اللہ کی طرف رجوع ہوں۔

اسی طرح بعد کی (۷۰) ویں آیت میں ”بہ“ ضمیر مجرور اور (۷۱) ویں آیت میں

”نَجِينَاهُ“ کی ضمیر منصوب اور (۷۲) ویں آیت میں ”لہ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع ابراہیمؑ ہیں۔

● فَفَهَّمْنَهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ، وَكُنَّا فَاعِلِينَ (٤٩)۔
 ”فَهَّمْنَهَا“ = فَهَّمْنَا الْقَضِيَّةَ وَحَكْمَهَا۔

ترجمہ:

ہم نے سلیمان کو جھگڑے بننے فیصل کرنے کی سوجھ بوجھ عطا کی، حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا، داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے (تفہیم)۔

● فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَبِيدِينَ (۸۴)۔
 ”مِثْلَهُمْ“ مثل اہل ایوب۔

اہل اسم جمع ہے جیسے مثلاً: ذوق، رہط، قوم، نفر، وغیرہا۔

ترجمہ:

پس ہم نے ایوب کی پکار سن لی اور وہ جس دکھ میں پڑ گیا تھا وہ دور کر دیا ہم نے اس کا گھرانہ (پھر سے) بسا دیا اور اس کے ساتھ ویسے ہی (عزیز و اقارب) اور بھی دیئے یہ ہماری طرف سے اس کے لئے رحمت تھی، اور یہ نصیحت ہے ان کے لئے جو بندگی کرنے والے ہیں (ترجمان)۔

● فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيٰى وَاصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ، اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسْرِعُوْنَ فِى الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَآ رَغْبًا وَرَهْبًا، وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (۹۰)۔

الف۔ ”اِنَّهُمْ“ = اِنْ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَزَوْجَ زَكَرِيَّا قَرَّبِيْ مَذْكُوْر۔

توضیح:

اور ہم نے زکریا کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے درست کر دیا، زکریا اس کا بیٹا یحییٰ اور زکریا کی بیوی یہ سب نیکی کے کاموں میں تگ و دو کیا کرتے تھے، اور وہ تینوں امید و بیم کی حالت میں ہمیں پکارتے اور ہمارے آگے خوف و اندیشہ سے جھکے ہوئے تھے۔

ب۔ ”اِنَّهُمْ“ = ”اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ“ ”كَانُوا“ = ”الْاَنْبِيَاءَ“۔

اور ہم نے..... درست کر دیا، سب انبیاء جن کا ذکر ہوا نیکی کے کاموں میں تگ و دو کیا کرتے تھے۔

● اِنَّ هَذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ، وَتَقَطُّوْا

اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلُّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ (۹۲، ۹۳)۔

”اَمْرَهُمْ“ = ”اَمْرُ النَّاسِ“، اسی طرح ”بَيْنَهُمْ“ = ”بَيْنَ النَّاسِ“۔

مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

رسولوں کے ذریعہ ہم نے جو تعلیم دی تھی وہ یہی تھی کہ:

یہ تمہاری امت یہ سارے انسان حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری ہی عبادت کرو۔

(مگر ہوا یہ کہ تم لوگ اپنی من مانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور) انہوں نے آپس میں اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

● وَحَرَّمْ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلُكَنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (۹۵)۔

”اَنَّهُمْ“ = ”اَنْ اَهْلُ الْقَرْيَةِ الْمَهْلُكَةِ مَضَافٌ مَحْذُوفٌ“۔

جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے وہاں کے لوگ اپنی سابقہ حالت پر لوٹنے والے نہیں ہیں۔

● حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ (۹۶)۔

الف۔ ”ہم“ = یاجوج و ماجوج۔

اور وہ یعنی یاجوج و ماجوج مع اپنی ذریت ہری بھری جگہ سے نکل پڑیں گے۔

ب۔ ”ہم“ العالم: جمیع الخلق۔

تا آنکہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور ساری مخلوق ہری بھری جگہ سے نکل پڑے گی۔

● وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَوْنِلَنَّا الْخ (۹۷)۔

الف۔ ”ہی“ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا شخصت عِنْدَ حُجَى الْوَعْدِ۔

توضیح:

اور وہ بعث بعد الموت کا سچا وعدہ آپہنچے گا تو بس پھر یکایک کافروں کے دیدے پھٹنے کے پھٹے رہ جائیں گے وہ چلا اٹھیں گے ہائے ہماری کم بختی۔

ب۔ ”ہی“ = القصة و الحادثة۔

..... تو پھر یکایک یہ قصہ ہو گا کہ منکروں کے دیدے اٹھ۔

● إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَرِدُونَ (۹۸)۔

ترجمہ:

تم اور تمام چیزیں جن کی اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم سب وہاں پہنچنے والے ہو (ترجمان)۔

● لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ إِلَهًا مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ (۹۹)۔

”وَرَدُوهَا“ = وَرَدُوا جَهَنَّمَ، ”كُلٌّ فِيهَا“ = الْعَابِدُونَ وَالْمَعْبُودُونَ فِي جَهَنَّمَ۔

توضیح:

مشرک جن ہستیوں کو پوجتے تھے، اگر وہ فی الواقع خدا ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے، ان سب کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

● لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ (۱۰۰)۔

”لَهُمْ فِيهَا“ = لِلْعَابِدِينَ وَالْمَعْبُودِينَ فِي جَهَنَّمَ، ”وَهُمْ فِيهَا“ = الْعَابِدُونَ فِي جَهَنَّمَ۔

توضیح:

اور عابدوں اور معبودوں کا جہنم میں ایسا شور و غل ہو گا کہ عابد و معبود دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکے گا۔

● يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجْلِ لِلْكِتَابِ، كَمَا بَدَأْنَا

أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ، وَعَدًا عَلَيْنَا، إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (۱۰۲)۔

”نُعِيدُهُ“ = نَعِيدُ الْخَلْقِ۔

توضیح:

جس روز ہم آسمانوں کو اسی طرح لپٹیں گے جس طرح لکھتے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور ہم نے جس طرح پہلی بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح اس چیز کو دوبارہ پیدا کر دیں گے اور یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔

● وَإِنْ أَدْرَىٰ لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (۱۱۱)۔

”لَعَلَّهُ“ = لَعَلَّ الالہمال، لعل التأخیر فی العذاب وفی یوم الحساب۔

اسم مذکور نہیں ہے، فوائے کلام سے ظاہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کہہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ عذاب کے آنے میں تاخیر تمہارے لئے ایک آزمائش ہے بس ایک وقت مقرر تک زندگی سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا جا رہا ہے۔

۲۲- حج

• ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ،
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ
ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا“ (۲۱، ۲۰)۔

”تَرَوْنَهَا“ = تَرَوْنَ الزَّلْزَلَةَ، ”حَمْلَهَا“ = حمل ذات حمل۔

توضیح:

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ ایک ہولناک شئی ہے جس دن تم
اس قیامت کے زلزلہ کو دیکھو گے تو اس وقت یہ حال ہو گا کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے
دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے حمل گرا دیں گی۔

ضمیر مؤنث منصوب کا مرجع ”الساعة“ لینا درست نہیں، یہاں اصل ذکر زلزلہ کا
ہے نہ کہ ”ساعة“ کا یوں بھی بغیر قرینہ کے ضمیر کا مضاف الیہ کی طرف رجوع کرنا مناسب
ہے۔

• ”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ، كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ
إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ“ (۳، ۴)۔

”كُتِبَ عَلَيْهِ“ = كُتِبَ عَلَى الشَّيْطَانِ۔

”اِنَّهُ“= اَنْ الشَّان ”مَنْ تَوَلَّاهُ“= مَنْ تَوَلَّى الشَّيْطَانَ، ”فَاِنَّهُ“ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ۔
 ”يُضِلُّهُ“= يُضِلُّ مَنْ ”وَيَهْدِيهِ“= يَهْدِي مَنْ۔

تقدیر: کُتِبَ عَلَى الشَّيْطَانِ اَنْ مَنْ تَوَلَّى الشَّيْطَانَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يُهْلِكُهُ
 وَيُضِلُّهُ عَنْ طَرِيقِ الْجَنَّةِ وَيَهْدِيهِ إِلَى طَرِيقِ السَّعِيرِ۔

توضیح:

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے بارے میں دانش و بینش کے بغیر جھگڑتے ہیں
 اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں۔

شیطان کی بابت لکھ دیا گیا ہے کہ جو شخص اسے اپنا مددگار بنائے گا وہ اپنے مددگار بنانے
 والے شخص ہی کو جنت کے راستے سے ہٹا کر دوزخ کے عذاب کے رستہ پر ڈال دے گا۔

”عَلَيْهِ“= عَلَى الْمَجَادِلِ فِي اللَّهِ، کیوں کہ شان اسی کی بیان ہو رہی ہے۔

کُتِبَ عَلَى الْمَجَادِلِ فِي اللَّهِ اَنْ مَنْ تَوَلَّاهُ فَشَانُهُ: (فامرہ) اِنَّهُ يَضِلُّهُ اَنْ
 الثَّانِيَةِ فِي مَوْضِعٍ رَفَعَ بِالْإِضْمَارِ بَانَ يُضْمَرُ لَهُ۔

تقدیر: کُتِبَ عَلَى الْمَجَادِلِ اِنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَلَهُ اَنْهُ يَضِلُّهُ اُیْ فَلَهُ إِضْلَالُهُ وَ
 هِدَايَتُهُ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ۔

مطلب:

اِنْ هَذَا الْمَجَادِلِ فِي اللَّهِ لَا تَبَاعَهُ الشَّيْطَانُ صَارَ إِمَاماً فِي الضَّلَالِ لِمَنْ
 يَتَوَلَّاهُ فَشَانُهُ اَنْهُ يَضِلُّ مَنْ يَتَوَلَّاهُ عَنْ طَرِيقِ الْجَنَّةِ وَيَهْدِيهِ إِلَى طَرِيقِ السَّعِيرِ۔

توضیح:

اللہ کے بارے میں جھگڑنے والے کی قسمت میں تو یہی لکھا ہے جو شخص اس
 جھگڑالو کو اپنا یا مددگار بنائے گا وہ اپنے ہی پیروں کو جنت کی سیدھی راہ سے ہٹا کر دوزخ کی

آگ میں جا پڑنے کے راستے پر لا ڈالے گا۔

● وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ (۱۶)۔

”اَنْزَلْنَاهُ“ = اَنْزَلْنَا الْقُرْآنَ، وَاِنْ لَمْ يَجِدْ لَهُ ذَكَرَ۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے قرآن اتارا وہ کھلی کھلی صاف آیتیں ہیں۔

● ”كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا

فِيهَا.....“ (۲۲)۔

كُلَّمَا أَرَادُوا الْكَافِرُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ۔

یہ مفہوم سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافر چاہیں گے کہ اس رنج و تکلیف کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے نکل جائیں تو

پھر اسی میں پلٹا دیئے جائیں گے۔

● ”ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ

رَبِّهِ.....“ (۳۰)۔

”هُوَ“ = التَّعْظِيمُ، مَفْهُومٌ مِنْ فِعْلِ بِتَأْوِيلِ مُصَدَّرٍ۔

توضیح:

اللہ کے اوامر کی اتباع کرو اور جو شخص خدا کی مقرر کی ہوئی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ

تعظیم پروردگار کے نزدیک خود اسی کے حق میں بہتر ہے۔

● ذَلِكُمْ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى

الْقُلُوبِ (۳۲)۔

”فَإِنَّهَا“ = فَإِنَّ الْخَصْلَةَ۔

توضیح:

اور جو لوگ خدا کے مقرر کئے ہوئے شعائر کی تعظیم کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل (ان کی یہ خصلت) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

● لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (۳۳)۔

”فِيهَا“ = ”فِي بِهِمَةِ الْأَنْعَامِ“: ہدی کے جانور ”مَحِلُّهَا“ = محل بہیمۃ

الأنعام۔

توضیح:

ان ہدی کے جانوروں میں ایک مقرر وقت تک تمہارے لئے فائدے ہیں، پھر ان جانوروں کو اس قدیم گھر تک جانا اور وہاں ذبح ہونا ہے۔

● وَالْبُدْنَ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ، فَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافً، فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ، كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۳۶)۔

”جَعَلْنَاهَا“ = جَعَلْنَا الْبُدْنَ۔

اسی طرح اس کے بعد ”فِيهَا وَعَلَيْهَا وَجُنُوبُهَا وَمِنْهَا“ جملہ پانچوں مونث ضمیرون کا مرجع ”بُدْن“ ہے۔

بدن بالضم بدنہ: (باوردال پرزیر) قربانی کا جانور اونٹ اور گائے وغیرہ خواہ نر

ہو یا مادہ۔

توضیح:

اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے تمہارے لئے قربانی کے ان جانوروں میں بھلائی ہے، پس انہیں کھڑا کر کے (اونٹ ہو تو) ان پر اللہ کا نام لو اور جب قربانی کے بعد ان کی پٹھیں زمین پر ٹک جائیں تو ان قربانی کئے ہوئے جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت سے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔

ان جانوروں کو ہم نے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو، نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں، نہ خون مگر اللہ کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو (تفہیم)۔
تکبیر کرو یعنی دل سے اللہ کی بڑائی اور برتری مانو اور عمل سے اس کا اعلان اور اظہار کرو (حاشیہ تفہیم)۔

● ”الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ، وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتَّتْ صَوَامِعُ وَبِيعَ وَصَلَاتٌ وَ مَسْجِدُ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا“..... الخ (۴۰)۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فی المواضع المذكورة۔

توضیح:

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے باحق ناروا نکال دیئے گئے، ہاں یہ کسی اور وجہ سے نہیں صرف یہ کہنے سے نکال دیئے گئے کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہٹاتا رہتا تو صومع (گرجے) اور عبادت خانے اور مسجدیں

یہ سب جہاں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرائے جا چکے ہوتے۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فی المساجد۔

اور اگر خدا..... مسجدیں جن میں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرائے جا چکے ہوتے۔

• أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا
أَوْ أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا، فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ
تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (۴۶)۔

”بہا“ = بالقلوب، ”بہا“ (دوسرا): بِالْأَذَانِ ”إِنَّهَا“ = إن القصة۔

توضیح:

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی (ملکوں کا سفر نہیں کیا) تاکہ ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے اور کان ایسے ہوتے کہ ان سے سن سکتے حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔

• وَلْيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ
فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ، وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى
صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۴)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إن الوحی اسی طرح ”بِهِ وَلَهُ“ =: بِالْوَحْيِ وَلِلْوَحْيِ۔

توضیح:

(آزمائش کی) غرض یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ وحی تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس وحی پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس وحی کے آگے عاجزی سے جھک جائیں۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إن القرآن وبالقرآن وللقرآن۔

..... جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لائیں اور قرآن کے لئے ان کے دل فرماں برداری سے جھک جائیں۔
”لَهُ“ = لِلّٰہ۔

توضیح:

..... اہل ایمان جان لیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لائیں اور اللہ کے لئے ان کے قلوب عجز و نیاز سے جھک جائیں۔
● وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَقِيمٍ (۵۵)۔
الف۔ مِنْهُ: مِنَ الْقُرْآن۔

توضیح:

اور انکار کرنے والے تو اس قرآن میں شک کرتے ہی رہیں گے تا آنکہ ان پر قیامت کی گھڑی یکایک آپڑے، یا ان پر بے برکت دن (قیامت کے دن) کا عذاب آپہونچے۔
ب۔ ”مِنْهُ“ = مِنَ الرَّسُول۔

اور انکار کرنے والے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شک کرتے ہی رہیں گے (کہ وہ سچے رسول ہیں یا نہیں) تا آنکہ ان پر انج۔

● يَأْتِيهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٍ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ (۷۳)۔

”إِسْتَمِعُوا لَهُ“ = اسْتَمِعُوا لِلْمَثَلِ أَوْ ضَرْبِ الْمَثَلِ، ”اجْتَمَعُوا لَهُ“ =

اجتمعوا لتخليق الذباب، مضاف محذوف "يَسْلُبُهُمْ" = يَسْلُبُ الذباب المدعوين، لا يستنقذ المدعون شيئاً، "مِنْهُ" = من الذباب۔

توضیح:

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اس مثال کو غور سے سنو، خدا کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ معبود ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے بنانے کے لئے عابدین و معبودین سب مل کر بھی کوشش کر لیں اور اگر مکھی کوئی چیز ان عابدین و معبودین سے چھین لئے تو وہ ان سے چھینی ہوئی کوئی چیز بھی اس مکھی سے چھڑا نہیں سکتے، طالب و مطلوب دونوں ہی گئے گزرے ہیں (سچ پوچھ)۔

● "وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ" (۷۸)۔
الف۔ "هُوَ سَمَّاكُم" = اللہ سماکم۔

توضیح:

اور خدا کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی کسی بات میں تنگی نہیں، اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا ہے اللہ ہی نے اس سے پہلے (نزدول قرآن سے پہلے) تمہارا نام مسلم رکھا اور اس کتاب میں بھی وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں شاہد۔

ب۔ "هُوَ سَمَّاكُم" = ابراہیم سماکم ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔
..... اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا اور ابراہیم ہی نے پہلے تمہارا نام مسلم رکھا الخ۔

دوسری تخریج قرین صحت نہیں معلوم ہوتی۔

۲۳- مومنون

• الَّذِينَ يَرْتُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۱۱)۔

”فِيهَا“ = فی الفردوس ای فی الجنة۔

فردوس مذکر ہے ضمیر مونث باعتبار معنی ہے فردوس، جنت۔

توضیح:

یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے، اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

• وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ (۱۲)۔

ترجمہ: اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا (یعنی زندگی کی ابتداء مٹی کے خلاصہ سے ہوئی) (ترجمان)۔

• ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (۱۳)۔

”جَعَلْنَاهُ“ جَعَلْنَا الْإِنْسَانَ۔

یہاں مضاف ”ابن“ محذوف ماننے سے معنی زیادہ واضح ہوں گے۔

توضیح:

ہم نے انسان یعنی آدم کو مٹی کے ست سے پیدا کیا، پھر ہم نے انسان یعنی آدم کو

ایک مضبوط جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔

اس کے بعد کی آیت میں ”اَنْشَاْنَهٗ“ کی ضمیر منصوب کا مرجع بھی انسان ہے۔
 ”فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنْ اَصْنَعَ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِذَا
 جَاۤءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ، فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭیْنِ
 اِثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ“ (۲۷)۔
 ”فَسَلِّکْ فِيْهَا“ = فی السَّفِیْنَةِ۔

فلک کی تذکیر و تانیث کے لئے ملاحظہ ہو سورہ ہود آیت (۴۰)، فقرہ (۱۶)۔
 ”ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْۢنًاۙ اٰخَرٰیْنِ“ (۳۱)۔

”مِنْۢ بَعْدِهِمْ“ = من بعد قوم نوح۔
 قوم اسم جمع ہے، اس لئے ضمیر بصیغہ جمع آئی ہے۔
 پھر ہم نے قوم نوح کے بعد ایک اور جماعت پیدا کی۔
 (۱) ”قَرْۢنًاۙ اٰخَرٰیْنِ“ ایک جماعت اور، (محمود الحسن)۔
 (۲) قوموں کا ایک دوسرا دور (ترجمان)۔
 (۳) دوسرے دور کی قوم (تفہیم)۔
 امت نوح کے بعد ہم نے کئی قومیں اٹھائیں۔

ق دن (ض) قَرْۢنًا ایک چیز کو دوسری چیز سے باندھنا (قرانا بالکسر دو چیزوں کو اکٹھا
 کرنا) (س) قرنا (بضمین) ایک کا دوسرے سے ملا ہوا ہونا۔

قرن اسم پود، دور، دور کی مدت دس برس تا ایک سو بیس برس بتائی گئی ہے اکثر لغوی قرن
 کی مدت عموماً ایک سو سال بتائے ہیں، اس کی جمع قرون ہے۔

عرب لغوی اس معنی میں قرن کو امت کا مترادف سمجھتے ہیں سورہ انعام (۶) میں ہے:

”اَلَمْ یَرَوْکُمْ اَهْلَکْنَا مِنْۢ قَبْلِہُمْ مِنْۢ قَرْۢنٍۭ مَّکْنَاھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ یُمْکِنْ

لَکُمْ الْخ“ (۶)۔

تذیل میں قرن کی جمع قرون تیرہ بار آئی ہے۔

قوم کی طرح قرن بھی اسم جمع ہے ”قَوْمًاۙ اٰخَرٰیْنِ“ (دخان ۲۸) کی طرح یہاں

”قُرْنَا اٰخِرِيْنَ“ ہے۔

● فَارْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُۥٓ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۳۲)۔

”فِيْهِمْ“ فی قرنِ اٰخِرین۔

توضیح:

قومِ نوح کے بعد ہم نے جو قومیں اٹھائیں انہیں میں سے ہم نے ان کے لئے ایک رسول بھیجا، اس رسول نے ان سے کہا خدا ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں ہے کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ مرنے کے بعد وہی کرنی پڑے گی۔

● ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخِرِيْنَ (۴۲)۔

”مِنْۢ بَعْدِهِمْ“ = من بعدِ قرنِ الکافرین الظالمین المشرکین۔

توضیح:

پھر ہم نے نوح کے بعد اور اس قوم کے بعد جو عیش پرست ظالم تھی اور کئی نسلیں، قومیں اٹھائیں۔

● فَتَقَطَّعُوْاۤ اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًاۤ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (۵۳)۔

”اَمْرَهُمْ وَبَيْنَهُمْ“ = تقطعوا الامم امرهم بينهم۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت میں ”لهم“ کا مرجع ہے۔

سابقہ امتیں: ان میں نوح کے بعد کی وہ ساری امتیں شامل ہیں جن میں رسول آئے پھر وہ امتیں جو کتاب نازل ہونے کے بعد اپنی ہوا و ہوس کی بنا پر دین میں متفرق ہو گئیں تھیں۔

انہوں نے آپس میں اپنے دین کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا اور جو چیز جس فرقہ کے پاس رہی وہ اسی طرح خوش ہو رہا ہے۔

یادداشت:

انبیاء کی آیت (۹۳) نقرہ (۱۶) سے مقابلہ کیجئے۔

- اُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ (۶۱)۔
 ”وہم“ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے۔
 ”لہا“ = الخیرات۔

توضیح:

اللہ پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکیوں میں آگے نکل جاتے (اور فائز المرام ہوتے) ہیں۔

یادداشت:

ضمیر زیر غور واحد مونث مجرور مرجع:

کسی نے جنت، کسی نے سعادت اور کسی نے صلاۃ بتایا ہے، مگر بقول شخصے یہ سب ”متعسف و تحمیل للفظ مالا یحتملہ“ معلوم ہوتا ہے۔

الفاظ میں ایسے معنی داخل کرنا غلط ہوگا جن سے اہل زبان واقف نہ ہوں۔

- وَلَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۶۲)۔

الف۔ ”وسعها“ = وسع النفس، ”وہم“ = الناس مرجع کا ذکر لفظوں میں

نہیں ہے، البتہ نفساً نکرہ محض سے عبوم ظاہر ہے۔

اور ہم کسی جان پر ذمہ داری نہیں ڈالتے مگر اتنی ہی جنتی کہ اس میں طاقت ہے،
(یعنی استعداد ہے) ہمارے پاس (ان سب کی حالت و استعداد کے لئے) نوشتہ ہے جو ٹھیک
ٹھیک (حقیقت حال کے مطابق) حکم لگا دیتا ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی جان کے ساتھ
نا انصافی ہو (ترجمان)۔

ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور لوگوں پر بہر حال
ظلم نہیں کیا جائے گا (تفہیم)۔

● بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ
ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ (۶۳)۔

الف۔ ”بَلْ قُلُوبُهُمْ“ اُی فی قلوب الکفار فی ضلالٍ قد غمرها کما
یغمر الماء ”مِنْ هَٰذَا“ اُی من هذا العمل۔

۱۔ الذی وصف بہ المومنون

۲۔ اُو من الکتاب الذی لَدَینَا۔

۳۔ اُو من القرآن والمعنی من اطراح هذا وتركه:

۴۔ اُو یشیر اِلی الذین بجملته۔

۵۔ اُو اِلی محمد ﷺ۔

ولهم أعمال من دون ذالك، اُی من دون الغمره والضلال المحيط

بهم، اسی طرح ”لهم“ = للکافرین ”هُمْ“ = الکافرون ”لها“ = الأعمال۔

فالمعنی: اُن الکافرین: معرضون عن الحق وهم مع ذالك۔

لهم سعايات فساد۔

لیکن (اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل اس حقیقت کی طرف سے غفلت

و سرشاری میں پڑ گئے، ان کے اور بھی اعمال (بد) ہیں جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں یہ کرتے

رہیں گے، یہاں تک کہ (ظہور نتائج کی گھڑی سامنے آجائے) (ترجمان)۔

مگر یہ لوگ اس معاملہ سے بے خبر ہیں اور ان کے اعمال بھی اس طرح سے مختلف ہیں (جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے) وہ اپنے یہ کرتوت کئے چلے جائیں گے (تفہیم)۔
 ب۔ ”قُلُوبُهُمْ“:

بعض مفسرون نے ”بل قلوبہم“ میں ”ہم“ کا مرجع مومنین بتایا ہے لکھا ہے: الضمیر فی قوله: ”بل قلوبہم“ يعود إلى المومنین المشفقین فی هذا ووصف لهم بالحريرة، كأنه قال: وهم مع ذلك الخوف والوجل كالمتهيرين فی أعمالهم أهي مقبولة أو مردودة۔

اس تاویل کا تفسیری مطلب غالباً یوں ہوگا:

مومنوں نے بقدر استطاعت اللہ کے احکام کی پیروی کی لیکن اس کے ساتھ کوتاہی اور لغزشیں بھی ہوتی رہیں، اس لئے وہ اندیشہ ناک اور متفکر ہیں کہ ان کے فرماں بردارانہ اعمال مقبول ہوں گے یا وہ بھی رد کر دیئے جائیں گے (کہیں ایسا نہ ہوا ہو کہ ان اعمال میں بھی ہماری ریاضات شامل ہو)۔

● حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْتَرُونَ (۶۴)۔

”مُتْرَفِيهِمْ“ = متر فی الکافرین۔

إذا هم:

الف۔ ”إذا الكافرون“۔

ب۔ إذا المترفين: یہ ضمیر سے قریبی اسم ضرور ہے مگر یہاں اصلاً کافروں اور آخرت سے ان کی بے پرواہی کا ذکر ہو رہا ہے ان کے عیش و شوش کا ذکر ضمناً و تبعاً آیا ہے۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم کافروں کے عیش و شوش کو عذاب میں جکڑ لیں گے تو پھر یہ کافر آہ و فغاں کرنے لگیں گے۔

قَدْ كَانَتْ آيَتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ،

مُسْتَكْبِرِينَ، بِه سَمِيراً تَهْجُرُونَ (۶۷، ۶۸)۔

الف۔ ”بہ“ = جار مجرور استکبار سے متعلق۔

ب۔ ”بہ“ عائد علی المصدر الدال علیہ النکوص، وهو الأقرب من

الضمير۔

باء برائے تعدیہ، ہ، ج، ر، ز، ذ، ی۔

توضیح:

تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاتے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی بڑائی کرتے اور قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بکواس کرنے لگتے تھے۔
”بہ“ = بالحرم ب برائے سبب۔

توضیح:

تم کو میری آیتیں سنائی جاتی تھیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاتے تھے مسجد حرام کی وجہ سے اپنی بڑائی جتاتے تھے کہ ہم اہل حرم جیران اللہ ہیں، ہمیں کوئی کیا گزند پہنچا سکتا ہے، اس طرح قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بے ہودہ بکواس میں لگ جاتے تھے۔
”بہ“ بالقرآن یتلی سے ظاہر ہے۔

ایک وقت تھا کہ میری آیتیں تمہارے آگے پڑھی جاتی تھیں اور تم اُلٹے پاؤں بھاگنے لگتے تھے تمہارے اندر قرآن کی سماعت سے گھمنڈ پیدا ہو جاتا تھا، تم اپنی مجلسوں کی داستان سرائیوں میں قرآن کو مشغلہ بناتے، تم اس کے حق میں ہدیاں بکتے تھے (ترجمان)۔
بعض مفسروں نے ”بہ“ سے برسول اللہ سمجھا ہے ”یتلی“ سے تلاوت کرنے

والا لازم و ملزوم ہے۔

یہ تخریج درست نہیں معلوم ہوتی، اس کی رو سے بھاگنے کی علت آیتیں سنانے والے کی ذات قرار پاتی ہے اور یہ فحوائے کلام کے مغائر ہے۔

ب۔ ”بیہ“ جار مجرور ”سامرأ“ سے متعلق ہے۔

”بیہ“ بالمتلو ای القرآن۔

اس صورت میں ”مستکبرین“ پر وقف ضروری ہو گا اختیاری نہیں تم کو میری آیتیں سنائی جاتی تھیں تو تم اپنی بڑائی ہانکتے ہوئے اٹھنے پاؤں بھاگ جاتے تھے قرآن کے متعلق اوٹ پٹانگ اول جلول باتیں کرتے اور بیہودہ بکواس کیا کرتے تھے۔

حرم میں جمع ہو کر کہا کرتے یہ اللہ کا کلام نہیں ہے، یہ تو جادو ہے شعر ہے کہانت

ہے وغیرہ۔

● حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ (۷۷)۔

الف۔ ”فیہ“ الباب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم نے کافروں پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو وہ دروازہ ہی میں اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ب۔ ”فیہ“ = فی فتح باب العذاب۔

یہاں تک کہ دوزخ کے دروازہ کے کھلتے ہی اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ج۔ ”فیہ“ = فی العذاب۔

..... یہ تفسیری معنی ہو سکتے ہیں ”ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ“ باب کی صفت ہے اسم کو چھوڑ کر صفت کی طرف ضمیر کا مرجع خلاف سماع بلکہ خلاف قیاس بھی ہے۔

• مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا لَذَهَبَ كُلُّ
إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، سُبْحَنَ اللَّهُ عَمَّا
يَصِفُونَ (۹۱)۔

”بَعْضُهُمْ“ = بَعْضُ الْأِلَٰهَةِ أَيْ مَعْبُودِينَ۔

توضیح:

خدا نے نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر کوئی معبود ہوتا
تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوق ساتھ لئے دوسرے معبود پر چڑھ دوڑتا اور ایک معبود دوسرے معبود پر
غالب آجاتا۔

• ”ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ.....“ (۹۲)۔
”ہی“ = الكلمة۔

ترجمہ:

الف۔ بُری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہے (فتح محمد)۔
ب۔ (اے پیغمبر) بُرائی کو بُرائی سے نہیں بلکہ ایسے طرز عمل کے ذریعہ دور کرو جو بہتر
طرز عمل ہو (یعنی عفو و درگزر کر کے) (ترجمان)۔
ج۔ اے محمد ﷺ بُرائی کو اسی طریقہ سے دفع کرو (جو بہترین ہو) (تفہیم)۔

ملحوظہ:

لفظ ”کلمہ“ کی بجائے مرجع کی وضاحت لفظ ”عِظَّةٌ یَا نَصِيحَةُ“ سے بھی ہو سکتی ہے۔
• حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ، لَعَلِّي
أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا، إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا،

وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (۹۹، ۱۰۰)۔
 ”وَرَاءَ هُمْ“ = ورائہ المنکرین اگرچہ ان کا ذکر نہیں۔

توضیح:

جب کافروں میں کسی کی موت آ جاتی ہے تو کہتا ہے: اے میرے پروردگار مجھے پھر دنیا میں بھیجے تاکہ میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں گا۔
 یہ منکر خدا ہر گز ایسا نہیں کرے گا یہ تو محض ایک کہنے کی بات ہے جو کہہ رہا ہے اب ایسا ہونے والا نہیں ہر شخص کے مرنے کے بعد ایک برزخ آڑ ہے جو اس دن تک رہے گی کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں۔

● رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ، قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونَ (۱۰۷، ۱۰۸)۔
 ”مِنْهَا“ = من النار، ”فِيهَا“ = فی النار۔

توضیح:

اے پروردگار ہم کو اس آگ میں سے نکال دے، اگر ہم پھر ایسے کام کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم آگ میں ہم سے دور رہو اور ہم سے بات چیت نہ کرو۔

● إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ، فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سُخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوْكُم ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ (۱۰۹، ۱۱۰)۔
 ”إِنَّهُ“ = إن انسان، ”فَرِيقٌ“ اسم جمع۔

”هُمْ“ = اتخذ الكافرون عباد الله سُخْرِيًّا ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے اب تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اے منکر و تم میرے ان رحم طلب کرنے والے بندوں سے تمسخر کرتے رہے تا آنکہ مومنوں سے تمسخر کرنے کی وجہ سے تم میری یاد بھی بھول گئے، اور تم میرے ان رحمت چاہنے والے بندوں سے ہمیشہ ہنسی کیا کرتے تھے۔

● وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ، فَإِنَّمَا حِسَابُهُ

عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ (۱۷۱)۔

”لہ، من بہ“= بالدعا، حِسَابُهُ: حساب من ”رَبِّهِ“= رَبٌّ مَنْ ”إِنَّهُ“= إن

الشان۔

توضیح:

اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور (من مانے) معبود کو پکارتا ہے تو اس شخص کے لئے ایسا کرنے، (خدا کے سوا دوسرے کو پکارنے) کی کوئی دلیل نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ کافر کبھی فلاح نہیں پائیں گے اب پکارنے والے کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے۔

۲۴- نور

• إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِإِلْفِكَ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ، وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱)۔

”تَحْسَبُوهُ“= الإلفك أى القذف، ”كبره“= كبر القذف، ”منهم“= من

المقذفين۔

توضیح:

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، اے مومنو! تم اس بہتان کو برا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے، جس شخص کے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لئے اتنا ہی وبال ہے اور بہتان باندھنے والوں میں سے جس نے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا۔

• لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ (۱۲)۔

”سَمِعْتُمُوهُ“= قَوْلَ الْإِفْكِ مضاف محذوف۔

توضیح:

جب تم نے بہتان بازی سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ایک کھلی بہتان طرازی ہے۔

● اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسِبُوْنَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (۱۵)۔

”تَلَقَّوْنَهُ“ = تَلَقَّوْنَ قَوْلَ الْاِفْكِ ”بِهِ“ = بِمَا ”تَحْسِبُوْنَهُ“ = تَحْسِبُوْنَهُ الْاِفْكَ۔

توضیح:

جب تم اس بہتان بازی کا اپنی زبانوں سے باہم ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم بہتان بازی کو ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات ہے۔

● وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (۱۶)۔

”سَمِعْتُمُوْهُ“ = سَمِعْتُمُوْا الْاِفْكَ۔

توضیح:

اور جب تم نے یہ بہتان طرازی سنی تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں، سبحان اللہ! یہ تو بڑا بہتان ہے۔

● يَعْظُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْذُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱۷)۔

”لِمِثْلِهٖ“ = مثل هذا القول مضاف محذوف۔

توضیح:

خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسی بات نہ کرنا۔
 • ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوبَ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ
 خُطُوبَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ“ (۲۱)۔
 الف۔ ”اِنَّ“ = اِنَّ متبع الشيطان: ضمير سے قریب اسم۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، شیطان کا پیرو
 دوسروں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔
 ب۔ ”اِنَّ“ = اِنَّ الشيطان۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کی پیروی مت کرو شیطان تو اپنی پیروی کرنے
 والوں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔

• ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا
 مِصْبَاحٌ، الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ، الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ
 دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ
 يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُورٌ عَلَى
 نُورٍ الْخ“ (۳۵)۔

الف۔ ”نُورِهِ“ = نور اللہ اس صورت میں ارض: پروقف درست نہیں معلوم
 ہوتا، بعض قراتوں میں ارض پروقف نہیں کیا گیا ہے۔
 اس کے نور کی: (اللہ کے نور کی)۔

اور اگر وقف کیا جائے جیسا کہ بعض قراتوں میں کیا گیا ہے تو:

ب۔ نُورِهِ اٰی نور القرآن۔

تنزیل میں قرآن کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

”اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِيْنًا“ (نساء ۱۷۴)۔

اس کے نور کی: (قرآن کے نور کی مثال)۔

ج۔ ”نُورِهِ“ = نور النبی، ”قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ“ (مائدہ ۱۵)۔

اس کے نور کی، (نبی کے نور کی مثال)۔

ب و جیم، اسم غیر مذکور۔

توضیح:

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل ایسی صاف و شفاف ہے گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے، اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (زیتون) کا، زیتون کا درخت ایسا ہے کہ اس کا رخ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل ایسا صاف و شفاف ہے کہ اسے آگ نہ بھی چھو لیا جائے تب بھی خود بخود جلنے کو تیار اور روشنی پر روشنی، خدا اپنے نور سے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے، خدا مثالیں بیان کرتا ہے تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ

مَآءً حَتّٰى اِذَا جَآءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهُ فَوْقَہُ

حِسَابَہٗ، وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۳۹)۔

”يَّحْسَبُهُ“ = يَحْسَبُ الظَّمَانُ السَّرَابَ ”جَاءَهُ“ = جَاءَ الظَّمَانُ السَّرَابَ۔

”لَمْ يَجِدْهُ“ = لَمْ يَجِدِ الظَّمَانُ السَّرَابَ ”عِنْدَهُ“ = عِنْدَ السَّرَابِ، فَوْقَہُ

”وَقَى اللّٰهَ“ = الظَّمَانُ ”حِسَابَہُ“ حساب الظَّمَان۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے بے آب و گیاء کف دست میدان، سراب کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے یہاں تک کہ پیاسا سراب کے پاس آئے تو اس کو (سراب) کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو اللہ اس پیاسے کو اس کا پورا پورا حساب چکادے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔

● "أَوْ كَظُلُمٍ فِي بَحْرِ لُجِّي يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظَلَمَتْ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْذِبْهَا" الخ (۴۰)۔

"يَغْشَاهُ" = يَغْشَى الموج البحر "مِنْ فَوْقِهِ" = من فوق الموج موج۔
 "مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ" = من فوق الموج سحب "أَخْرَجَ يَدَهُ" = أَخْرَجَ
 الناظرُ يَدَهُ۔

فاعل "أَخْرَجَ" کی ضمیر سے ظاہر ہے۔
 "يَرَهَا" = يَرِ الْيَدَ۔

توضیح:

یا ان کافروں کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی گہرے دریا میں اندھیرا جس پر لہریں چڑھی چلی آرہی ہوں اور اس کے اوپر مزید لہریں آرہی ہوں اور ان لہروں کے اوپر بادل ہو غرض ہر طرف تہہ پر تہہ ایک دوسرے پر چھایا ہوا اندھیرا ہی اندھیرا ہو، اس حالت میں اگر کوئی دیکھنے والا اپنا ہاتھ نکالے تو اس کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آئے۔

ب۔ "يَغْشَاهُ" = يَغْشَى صاحب الظلمات مضاف محذوف۔

اس لحاظ سے مشبہ کافر ہو گا نہ کہ اعمال کفر اور یہ ظاہر کے خلاف ہے، اس لئے

بعض معربوں نے لفظاً دو محذوف فرص کئے ہیں یعنی مضاف ومضاف الیہ کا اعمال صاحب الظلمۃ یہ محذوفات ”اَخْرَجَ“ کا فاعل متعین کرنے کے لئے ہیں۔

ہماری رائے میں اس کی حیثیت بے محل تکلف سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی والعلم

عند الخبیر۔

● اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالطَّيْرُ صَافًّٔ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ، وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۴۱)۔

الف۔ ”صَلَاتُهُ وَتَسْبِيحُهُ“ دونوں ضمیروں کا مرجع ”کُلُّ“ ہے۔

کل أحد من المخلوقات مضاف الیہ محذوف ہے۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ تسبیح کرتے ہیں خدا کے لئے اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور یہ سب کے سب اپنی اپنی صلوٰۃ و تسبیح سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس سے واقف ہے۔

ب۔ ”صَلَاتُهُ وَتَسْبِيحُهُ“ = صلاة الله وتسبيح الله خلق کی اضافت خالق کی

طرف۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمان اور زمین میں ہیں وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں سب اللہ سے دعا اور اس کی تسبیح کرنے کے طریقہ سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ خدا کو معلوم ہے۔

● اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزِجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ
رُكَّامًا فَتَرٰى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ

مَنْ يَشَاءُ، يَكَادُ سَنَابِرُ قِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ (۴۳)۔

”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ السَّحَابِ ”يَجْعَلُهُ“ يَجْعَلُ اللَّهُ السَّحَابَ ”مِنْ خِلَالِهِ“ مِنْ

خلال السحاب، سحاب اسم جمع ہے جیسے اہل جند، رھط ونفر وغیرھا۔

”فِيهَا“ = فِي الْجِبَالِ، بَرَقَ: برق السحاب۔

وَدَقَ: بجلی یا بارش۔

کلام عرب میں دونوں معنی کے شواہد موجود ہیں۔

الف۔ ”بِه“ = بِالْوَدَقِ، يَصْرِفُهُ أَيْ يَصْرِفُ الْوَدَقَ۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادل چلاتا ہے، پھر بادل کے لکڑ کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر ان لکڑ (ٹکڑوں کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے)، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس بادل میں سے بجلی نکل رہی ہے (یا بارش برس رہی ہے) اللہ ہی آسمان سے اولوں کے پہاڑ نکال رہا ہے ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اس کو (بجلی کو) گرا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو بجلی سے ہٹائے رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی لے جاتی ہے۔

ب۔ ”بِه“ = بِالْبَرْدِ ”يَصْرِفُهُ“ = يَصْرِفُ الْبَرْدَ۔

..... ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو اس سردی (پالے) سے بچائے رکھتا ہے، بادلوں کا چلانا، ایک دوسرے کو آپس میں ملانا، اور پھر اس میں بجلی کی چمک پیدا کرنا اور بارش برسانا، اولوں کے پہاڑ جمادینا اور اس کی سردی اور بجلی کی کڑک سے انسان اور جاندار کو محفوظ رکھنا یہ فضا کی ساری گردشیں صرف اور صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں، پھر بھی انسان اتنا عقل ہے کہ اس ذات باری پر ایمان نہیں لاتا۔

۲۵- فرقان

• وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا إِفْكٌ نِ افْتَرَاهُ وَاعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ، فَقَدْ جَاءَ وَظُلْمًا وَزُورًا (۴)۔
 ”اِفْتَرَاهُ“= اِفْتَرَا الرسول الْاِفْكُ، ”اَعَانَهُ“= اَعَانَ الْقَوْمُ الرَّسُولَ۔
 ”عَلَيْهِ“= عَلَى الْاِفْكِ۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے نبی کا انکار کیا وہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک من گھڑت چیز ہے، اس کو مدعی رسالت نے گھڑ لیا ہے اور لوگوں نے اس کے گھڑنے میں مدعی رسالت کی مدد کی ہے، یہ کافر ایسا کہنے سے ظلم اور سخت چھوٹ پر اتر آئے ہیں۔

• وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَبَتْهَا فِيهِ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۵)۔

”اِكْتَبَتْهَا“= اَكْتَبَ الْأَسَاطِيرُ، ”فِيهِ“= الْأَسَاطِيرُ، ”عَلَيْهِ“= عَلَى الرَّسُولِ۔

توضیح:

اور کہتے ہیں یہ تو گزرے ہوئے لوگوں کی پرانی کہانیاں ہیں ان کہانیوں کو اس شخص نے اکٹھا کر رکھا ہے اور یہی کہانیاں اس کو صبح و شام لکھوائی جاتی ہیں۔

• بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ
سَعِيرًا (۱۱)۔

بلکہ یہ کافر تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے
لئے دوزخ تیار رکھی ہے (فتح محمد)۔

• إِذَا رَأَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا وَزَفِيرًا (۱۲)۔

”رَأَتْهُمْ“ = رأت السعير الكافرين، ”سَمِعُوا لَهَا“ = الكافرون للسعير
سَعِير: یہ لفظ عربی میں نار کا مترادف ہے نارِ مؤنث سماعی ہے اس لحاظ سے ”جَحِيم“ کی طرح
یہ بھی معنوی حیثیت سے مؤنث ٹھہرا۔

سعیر: فعیل بمعنی مفعول، تپ کر سرخ شدہ شی: آگ۔

توضیح:

جب آگ منکرین قیامت کو دور ہی سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہے گی اور یہ کافر
اس آگ کے جوش اور اس کے غضب کی پھنکار سن لیں گے۔

یادداشت:

سعیر مؤنث دیکھے: (۳۳/ احزاب، آیت رقم ۶۴، ۶۵)۔

• ”وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْاهُنَا لِكَ
تُبُورًا“ (۱۳)۔

”مِنْهَا“ = السعیر۔

توضیح:

اور جب یہ لوگ آگ یعنی دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو

وہاں یہ لوگ ہلاکت کو پکاریں گے۔

● وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا (۳۹)۔

”کُلًّا“ الاول منصوب علی الاشتغال۔

الف۔ ”لَهُ“ = لِكُلِّ۔

تقدیر: وَانْذَرْنَا كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ۔

توضیح:

اور ہم نے ہر ایک کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیں اور انکار کرنے پر سب کا تہس نہس کر دیا۔

ب۔ ”لَهُ“ = للرسول۔

تقدیر: كُلُّ الْأَمْثَالَ ضَرَبْنَاهَا لِلرَّسُولِ۔

ہم نے رسول کو سمجھانے کے لئے مثالیں دیں۔

یہ تخریج بعید از قیاس بلکہ اقرب الی الخطاء ہے۔

● وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا (۵۰)۔

الف۔ ”صَرَّفْنَاهُ“ = صرفنا الذکر والفرقان۔

توضیح:

اور ہم نے اس قرآن کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ وہ نصیحت

حاصل کریں، مگر اکثر لوگ کفرانِ نعت کے سوا دوسرا رویہ اختیار کرنے سے کتراتے ہیں۔

یہاں قرآن کا ذکر لفظوں میں نہیں ہے لیکن قرینہ حالی سے صاف ظاہر ہے۔

ب۔ ”صَرَّفْنَاهُ“ = صرفنا الماء۔

سابقہ آیت:

”وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا (۴۸)۔
لَنُخْرِجَ بِهِ بَلْدَةً مَيِّتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ
كَثِيرًا (۴۹)۔

توضیح:

اور ہم آسمان سے پاک صاف ستھرا ہوا پانی برساتے ہیں تاکہ اس پانی کے ذریعہ
خشک و بے آب و مردہ بستی کو زندہ کریں اور پھر ہم وہ پانی بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو
ہم ہی نے پیدا کئے ہیں پلاتے ہیں۔

اس طرح ماسبق سے ملائیے تو ”صَرْفَنَاهُ“ کی ضمیر منصوب کا مرجع پانی ہو سکتا
ہے، لیکن مرجع کی یہ تخریج آیت زیر غور میں صحیح نہیں معلوم ہوتی، البتہ:

ج۔ صَرْفَنَاهُ أَيْ صَرْفَنَاهُ مَا ذَكَرَ مِنَ الْأَوَّلَةِ الْحَيَاتِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَابِلِ غُورِ

ہے۔

ہم نے اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجی اور آسمان سے پانی
برسا کر حیات نو عطا کرتے اور جانداروں کو سیراب کرتے رہتے ہیں اس کرشمہ کو ہم بار بار
ان کے سامنے لاتے رہتے ہیں الخ۔

یہ مفہوم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

● فَلَا تُطِيعُ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا (۵۲)۔

الف۔ ”جَاهِدْهُمْ بِهِ“ = جَاهِدِ الْكَافِرِينَ بِالْقُرْآنِ۔

توضیح:

اور تم اے محمد کافروں کا کہنا نہ مانو اور اس قرآن کے ذریعہ ان کافروں سے پورے

شدود سے انتہائی کوشش میں سرگرم رہو۔

ب۔ ”جَاهِدْهُمْ بِهِ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع قرآن بالکل واضح ہے اسی کو اسلام یا انذار سے سمجھنا جہاد کی شرح ہے، ضمیر کی تخریج نہیں۔

● قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (۵۷)۔

دیکھئے: انعام کی آیت (۹۱)، فقرہ (۲۲)، ”ہود“ کی آیت (۹۱)، فقرہ (۱۲)۔

● الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ، الرَّحْمَنُ فَسُئِلَ بِهِ خَيْرًا (۵۹)۔

الف۔ ”بِهِ“ ب ”أَسْأَلُ“ سے متعلق اور خَيْرٌ مفعول بہ۔

تقدیر: فَسُئِلَ عَنْهُ خَيْرًا عَالَمًا بِكُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ اللَّهُ۔

الضمير المجرور يعود إلى ما ذكر من خلق الأرض والاستواء على العرش یعنی ضمیر مجرور کا مرجع ”أمر الخلق“ پڑھنے میں عرش پر وقف ہوگا۔

توضیح:

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر ٹھہرا، وہ اللہ ہی ہے جو نہایت ہی مہربان ہے پیدائش اور اللہ کے عرش پر ٹھہرنے کی بات، اللہ خبردار ہی سے پوچھو (وہی ہر بات کا جاننے والا ہے)۔

”بِهِ“ = بالرحمان، با بمعنی عن۔

تقدیر: فَاسْأَلْ عَنِ الرَّحْمَانِ خَيْرًا یعنی رجلاً عارفاً بخبرك۔

خبیر سے مراد بروایت جبرئیل۔

رحمان کی بابت جبرئیل سے پوچھو یا بروایت دیگر۔

مَنْ وَجَدَ ذَالِكَ فِي كِتَابِ الْمَنْزِلَةِ۔

یعنی اللہ کے بارے میں کسی ایسے شخص سے پوچھو جو من جانب اللہ نازل شدہ کتابوں سے واقف ہو۔

خیبر سے مراد محمد ﷺ بھی ہو سکتے ہیں۔

تخاطب ہر انسان سے ہے، اس لحاظ سے معنی کچھ اس طرح ہوں گے:
اے انسان اللہ اور اس کی صفتوں کے متعلق تو جو کچھ جاننا چاہتا ہے وہ ہمارے رسول محمد ﷺ سے پوچھ:-

۲۶- شعراء

- فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ (۳۲)۔
دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰۷)، فقرہ (۱۳)۔
- وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنُّظَرِ (۳۳)۔
دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰۸)، فقرہ (۱۴)۔
- "قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ، إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي
عَلَّمَكُمُ السَّحْرَ....." (۴۹)۔
دیکھئے: سورہ طہ کی آیت (۷۱)، فقرہ (۷)۔
- وَبُرْزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوْينَ (۹۱)۔
"جَحِيم" مونث سماعی ہے۔

توضیح:

- اور دوزخ گمراہوں کے آگے نمایاں کر دی جائے گی۔
فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ (۹۴)۔
"فِيهَا" = فِي الْجَحِيمِ۔

توضیح:

پس وہ اور اس کے ساتھ دوسرے گمراہ بھی دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

یادداشت:

جَحِيمٌ مَوْنٌ کے لئے دیکھئے:

(نازعات / ۳۶، ۳۹۔ تکویر / ۱۲، انفطار / ۱۳، ۱۵، تکاثر / ۷)۔

● وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۰۹)۔

دیکھئے: انعام آیت (۹۱)، فقرہ (۲۲) اور ”ہود“ آیت (۹۱)، فقرہ (۱۲)، یہی آیت

اس سورۃ میں مزید چار مقامات پر جن کے نشان یہ ہیں: (۱۲۷، ۱۳۵، ۱۶۷، ۱۸۰)۔

● فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (۱۸۹)۔

”كَذَّبُوهُ“ = كَذَّبُوا شُعَيْبًا، ”إِنَّهُ“ = إِنَّ عَذَابَ يَوْمِ الظُّلَّةِ۔

اصحاب لایکہ کی قوم نے شعیبؑ کی تکذیب کی تو سائبان کے عذاب نے ان کو

آدھو چا اور وہ سائبان والے یادگاروں کا عذاب تھا۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّانَ۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک یادگار دن کا عذاب تھا۔

● وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ (۱۹۲، ۱۹۳)۔

”وَإِنَّهُ“ = إِنَّ الْقُرْآنَ گو قرآن لفظاً مذکور نہیں ہوا، فوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس قرآن کو ایک امانت دار فرشتہ لے کر اتر ہے۔

● وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ (۱۹۶)۔

”اِنَّهُ“ = ”اِنَّ الْقُرْآنَ“۔

توضیح:

اور یہ قرآن گزرے ہوئے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

تشریح:

خدائے واحد کی بندگی انفرادی ذمہ داری حیات بعد موت، جواب دہی اور انبیاء کی پیروی یہ سب تعلیم ان ساری کتابوں میں تھی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔

● أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۱۹۷)۔

”لَهُمْ“ = ”الکافرون“ ”يَعْلَمُهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ“ = ”يعلم القرآن علماء

بَنِي إِسْرَائِيلَ“۔

● وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸)۔

”نَزَّلْنَاهُ“ = ”نَزَلَ الْقُرْآنَ“۔

● فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ (۱۹۹)۔

”فَقَرَأَهُ“ = ”فقرأ الرسول القرآن“ ”بِهِ“ = ”بالقرآن“۔

● كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۲۰۰)۔

”سَلَكْنَاهُ“ = ”سَلَكْنَاهُ الْقُرْآنَ“۔

یادداشت:

اس سلسلہ میں سورہ حجر کی آیت (۱۲)، فقرہ (۵) بھی ملاحظہ ہو۔

● لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (۲۰۱)۔

”بہ“ = بالقرآن۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والوں کے لئے یہ سند نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء قرآن کو جانتے ہیں۔

تشریح:

قرآن جانتے ہیں یعنی اہل مکہ خود قرآنی تعلیم سے ناواقف سہی مگر بنی اسرائیل کے علماء موجود تھے جو جانتے تھے کہ قرآن میں وہی سب کچھ کہا جا رہا ہے جو پہلے کی آسمانی کتابوں میں کہا گیا تھا۔

● وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸)۔

توضیح:

اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر اہل زبان پر اتارتے اور رسول ان منکرین رسالت کو پڑھ کر سناتا تو یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے، اس طرح ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں سے گزار دیا ہے وہ جب تک دردناک عذاب دیکھ نہ لیں گے قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔

ملحوظہ:

”إِنَّهُ“ کی ضمیر منصوب کا مرجع بعضوں نے رسول اللہ ﷺ بتایا ہے، لیکن کلام

مبین میں تناسق الضمائر بشی واحد واضح ہے۔

”سَلَكْنَاهُ“ کی ضمیر منصوب کی تفصیل سورہ حجر کی آیت (۱۲) فقرہ (۵) میں گزر چکی ہے، یہاں اس ضمیر کی تشریح استہزاء کی بجائے لفظ ”کفر“ یا ”تکذیب“ سے کی جاسکتی ہے۔

● وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيْطَانُ (۲۱۰)۔

”بہ“ = بالقرآن۔

اس کتاب کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں۔

۷۲- نمل

• يٰمُوسٰى اِنَّهٗ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۹)۔
”اِنَّهٗ“ = ”اِنَّ الشَّانَ“۔

توضیح:

اے موسیٰ واقعہ یہ ہے کہ میں ہی خدائے زبردست و دانا ہوں۔
”اِنَّهٗ“ = ”اِنَّ الرَّبَّ، انا برائے تاکید۔

اے موسیٰ پروردگار میں ہوں اللہ زبردست اور دانا ہے۔
”اِنَّهٗ“ = ”اِنَّ الْمُتَكَلِّمَ فِحْوَالِے کلام سے ظاہر ہے۔

اے موسیٰ تم سے جو مخاطب ہے وہ میں اللہ ہوں زبردست و دانا۔
”وَالْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ“ (۱۰)۔

دیکھئے: اعراب کی آیت (۱۰۷)، فقرہ (۱۳)۔

”وَادْخُلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ“ (۱۲)۔

دیکھئے: اعراف کی آیت (۱۰۸)، فقرہ (۱۳)۔

”فَتَبَسَّمْ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ

نِعْمَتِكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضَاهُ“ (۱۹)۔

”تَرْضَاهُ“ = تَرْضَى العمل، تقدیر: رَبِّ أَوْ زَعْنَى أَنْ أَعْمَلَ عملاً صالحاً
ترضاه، مفعول محذوف ہے۔

توضیح:

سلیمان چوٹی کی بات پر ہنس پڑے اور کہا، اے پروردگار مجھے توفیق دیجئے کہ جو
احسان آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسا نیک کام کروں
کہ اس کام سے آپ خوش ہو جائیں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل
فرمائیں۔

● ”إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ (۳۰)۔
”إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ“ = إِنَّ الْكِتَابَ مِنْ سُلَيْمَانَ۔
”وَإِنَّهُ“ = وَإِنَّ الْكَلَامَ الْمَضْمُون، مضمون الكتاب۔

توضیح:

یہ نامہ گرامی سلیمان کی طرف سے ہے، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ میں خدا کا نام لے کر
شروع کرتا ہوں۔

● ”وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ
الْمُرْسَلُونَ“ (۳۵)۔

”إِلَيْهِمْ“ = إِلَى سُلَيْمَانَ وَأَصْحَابِهِ۔
ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

میں سلیمان اور ان کے مشیروں کو کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔

● اَرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ (۳۷)۔

”اِنَّهُمْ“ = ”اِلٰی اَہْلِ سَبَا“ ”بِہَا“ = ”بِالْجُنُودِ“ ”مِنْہَا“ = ”مِنْ الْقَرْیَةِ، مِنْ اَرْضِ

سبأ۔

توضیح:

سلیمان نے اہل سبا کے قاصد سے کہا، تم واپس ملک سبأ جاؤ، ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے کہ اس لشکر کے مقابلہ کی اہل سبأ میں طاقت نہ ہوگی اور ہم اہل سبأ کو ان کی سر زمین سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

● قَالَ عَفَرْتُ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ (۳۹)۔

”بہ“ = ”بِعَرْشِ الْمَلِكَةِ“ ”عَلَيْهِ“ = ”عَلَى الْإِثْنَيْنِ“ اُتی کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا: قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں میں ملکہ سبأ کے تخت کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور مجھے اس کے لانے میں قدرت حاصل ہے اور میں امانت دار بھی ہوں۔

● قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

يُرْتَدُّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ، فَلَمَّا رَأَاهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ
فَضْلِ رَبِّي“ (۴۰)۔

”عِنْدَهُ“ = عِنْدَ سُلَيْمَانَ ”بِهِ“ = بِالْعَرْشِ ”رَأَاهُ“ = رَأَى سُلَيْمَانَ الْعَرْشِ۔
اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایک شخص جس کو اللہ کی کتاب میں سے کچھ علم تھا کہنے لگا میں آپ کی آنکھ جھپکنے
سے پہلے اس تخت کو آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔
جب سلیمانؑ نے تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا
فضل ہے۔

● فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكَ، قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَ
أُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ (۴۲)۔
أُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا۔

الف۔ اگر یہ امرأة سباء کا قول ہو تو:

تقدیر: أُوتِينَا الْعِلْمَ بِصَحَّةِ نُبُوَّةِ سُلَيْمَانَ مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْآيَةِ فِي الْعَرْشِ۔

توضیح:

جب وہ سباء کی عورت آپؑ کی توپوچھا گیا، کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے تو
اس عورت نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہم کو اس تخت کے مشاہدہ سے پہلے ہی سلیمانؑ
کے نبی ہونے کی حیثیت کا علم ہو چکا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ب۔ اگر یہ سلیمانؑ کا قول ہو تو:

تقدیر: أُوتِينَا الْعِلْمَ بِقُدْرَةِ اللَّهِ مِنْ قَبْلِ هَذِهِ الْمَرَأَةِ۔

توضیح:

جب سباء کی عورت آپہنچی..... اور اس نے کہا یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے تو سلیمانؑ نے کہا: ہم نے قدرت خدا کا یہ مشاہدہ پہلی بار ہی نہیں کیا (کہ سباء سے تخت پل مارے ہمارے پاس آ موجود ہو گیا) اللہ نے ہمیں اس واقعہ سے پہلے ہی علم عطا فرمایا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ج۔ اور اگر یہ قول سلیمانؑ کے اصحاب کا ہو تو:
لَقَدْ رِ: مَا سَلَامَهَا وَمَجِئَهَا طَائِعَةً مِنْ قَبْلِ مَجِئِهَا۔

توضیح:

جب سباء سے..... وہی ہے تب سلیمانؑ کے اصحاب نے کہا ہمیں تو اللہ نے امرأة سباء کے اطاعت گزارانہ آمد سے پہلے اپنے علم سے یعنی ہدایت سے نوازا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

● وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ، إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ
كَافِرِينَ (۴۳)۔

الف۔ ”صَدَّهَا“ = صَدَّ سلیمان علیہ السلام امرأة سباء۔

توضیح:

اور جو خدا کے سواء اور کی پرستش کرتی تھی سلیمانؑ نے اس کو اس غیر اللہ کی پرستش سے منع کیا اور اس سے پہلے تو وہ کافروں میں سے تھی۔
ب۔ صَدَّ اللہ امرأة سباء اور وہ جو خدا کے سوا اور کی پرستش کرتی تھی اللہ نے اس کو اس پرستش سے روک دیا، اس واقعہ سے پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔

● قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ (۴۹)۔

الف۔ نبیتہ ”اَہْلَهُ وَلِيِّهِ وَأَهْلِهِ“ جملہ واحد غائب ضمیروں کا مرجع صالح ہیں۔

توضیح:

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح کے گھر پر اور اس کے گھر والوں پر شیخون ماریں گے، پھر صالح کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم صالح کے گھر والوں کے موقع پر ہلاکت پر گئے ہی نہیں تھے اور ہم سچ کہتے ہیں۔

ب۔ ”مَهْلِكَ أَهْلِهِ“ = مہلک اہل الولی۔

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح کے گھر پر اور اس کے گھر والوں پر شیخون ماریں گے پھر صالح کے وارث سے کہیں گے کہ ہم تو وارث کے گھر والوں کے موقع پر ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں۔

● ”أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَآءً فَانْبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنبِتُوْا شَجَرَهَا“ (۶۰)۔

”شَجَرَهَا“ = شَجَرَ الحدائق۔

توضیح:

آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور تمہارے لئے کس نے آسمان سے بارش برسائی پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ سبز باغ اگائے، یہ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم اپنے باغوں کے درخت اگاتے۔

● ”إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ.....“ (۷۸)۔

الف۔ ”بِحُكْمِهِ“ = بحکم الرب۔

توضیح:

قیامت کے روز تمہارا پروردگار ان کافروں میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا۔

ب۔ ”بِحُكْمِهِ“ = بحکم القرآن۔

تمہارا پروردگار ان کافروں میں قرآن کے مطابق فیصلہ کر دے گا یعنی قرآن میں جو جو حکم جس طرح بیان کئے گئے ہیں اس کے مطابق۔

۲۸- قصص

● وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ، لَا تَقْتُلُوهُ،
عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۹)۔

الف۔ ”وہم لا یَشْعُرُونَ“ فرعون وال فرعون هذا ابتداء کلام من اللہ۔
اگر یہ نیا جملہ ہو تو:

توضیح:

فرعون کی بیوی نے کہا یہ میرے اور تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس کو
مت قتل کرو، کیا تعجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں اور فرعون کی بیوی
وغیرہ انجام سے بے خبر تھے۔

ب۔ اگر یہ قول فرعون کی بیوی کا ہو تو:

”ہم“ = بنو اسرائیل، تقدیر: لا یَشْعُرُونَ بنو اسرائیل ”إِنَّا أَلْتَقَطْنَاهُ“
التقطنا موسیٰ۔

فرعون کی بیوی نے کہا..... اور بنو اسرائیل اس بات سے ناواقف رہیں گے کہ ہم
نے اس بچے (موسیٰ) کو دریا سے اٹھالیا ہے۔

● وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرِغًا، إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا
أَنْ رَّبَّنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۱۰)۔

الف۔ ”بہ“ = بموسیٰ۔

توضیح:

اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ موسیٰ کی شناخت کرا دیتی (اس کے دل کو مضبوط کرنے کی غرض یہ تھی) کہ موسیٰ کی والدہ مومنوں میں رہے۔

ب۔ ”بہ“ = بالوحی، تقدیر: اِنْ كَانَتْ لِتَبْدِي بِالْوَحْيِ الَّذِي اَوْحَيْنَاهُ اِلَيْهَا اَنْ نَّرُدَّهَ عَلَيْهَا۔

اور موسیٰ کی ماں..... قریب تھا کہ موسیٰ کی والدہ یہ بات ظاہر کر دیتی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دریا میں ڈالا ہوا بچہ بھی میرے پاس لوٹا دیا جائے گا۔
یہ تاویل بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

● وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۱۱)۔

”وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ“ = ال فرعون لا يشعرون۔
ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔
”اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ“۔

توضیح:

موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے انجان طور سے جا۔
چنانچہ موسیٰ کی بہن دیکھتی رہی اور آل فرعون کو پتہ نہیں چلا کہ بچہ سے (موسیٰ سے) اس کا کوئی تعلق ہے۔

● وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ

أَهْلِي بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ (۱۲)۔
 الف۔ ”وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ“ = ہم اُی اَہلِ بَیت ”لہ“ = موسیٰ۔

توضیح:

اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر لٹاؤں کے دودھ حرام کر دیئے تھے تو موسیٰ کی بہن نے فرعون اور اس کی بیوی سے کہا میں تمہیں ایسے گھر والے بتاتی ہوں کہ تمہارے اس بچہ کو پالیں اور گھر والے اس بچہ کی خیر خواہی سے پرورش کریں۔

ب۔ ”وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ“ = ہم: فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر۔
 ”لہ“ = لفرعون۔

اور ہم نے موسیٰ کو بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتاتی ہوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر فرعون کی خیر خواہی کرتے ہوئے بچہ کی بابت مشورہ کر رہے تھے۔
 اس توجیہ میں سراسر تکلف ہے ایسی توجیہوں کے بارے میں یہ کلیہ یاد رہنا مناسب ہے کہ:-

”متی اُمکنَ الحَکام علی ظاہرہ من غیرِ حذفِ وفصلِ کان أحسن۔“
 مطلب یہ کہ کلام کی توجیہ حذف کے بغیر لفظوں سے واضح ہو رہی ہو تو پھر اس حذف یا فصل فرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔
 بطور تاکید یہاں کلام مبین کا اصول دہرانا مناسب ہے۔

تناسق الضمائر لشی واحد اوضح۔

”وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ..... الخ (۱۵)۔
یہاں رجبین میں ایک کو قبلی اور دوسرے کو بنی اسرائیل میں سے ایک فرض کیا گیا
ہے۔ ”شیعہ“ اول و دوم اور ”عدوہ“ اول و دوم میں ضمیر واحد غائب کا مرجع موسیٰ۔
”وَكَزَّه“ = وَكَزَّ مُوسَى الْقِبْطَى۔
”قَضَىٰ عَلَيْهِ“ = قَضَىٰ مُوسَى عَلَى الْقِبْطَى۔

توضیح:

موسیٰ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ شہر کے باشندے بے خبر سو رہے تھے تو
موسیٰ نے دیکھا وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا موسیٰ کے
دشمنوں میں سے توجو شخص موسیٰ کی قوم میں سے تھا (اسرائیلی) اس نے دوسرے (مصری
قبلی) کے مقابلہ میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو موسیٰ نے اس قبلی
کے گھونسا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے یہ کام شیطان کے اغوا سے ہوا۔ بے
شک شیطان انسان کا دشمن اور اس کو کھلم کھلا بہکانے والا ہے۔

ب۔ ”قَضَىٰ عَلَيْهِ“ = قَضَىٰ الْوَكْزَ عَلَى الْمَصْرَى۔
موسیٰ نے قبلی کے گھونسا سید کیا تو اس گھونے نے قبلی کا کام تمام کر دیا۔
اس توجیہ کا تکلف ظاہر کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔
”قَضَىٰ“ کی ضمیر مستتر کو اللہ کی طرف راجع کرنا بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے۔
● قَاَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ
بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ، قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ (۱۸)۔
”اسْتَنْصَرَهُ وَيَسْتَصْرِخُهُ“ کی ضمیر واحد مذکر منصوب کا مرجع موسیٰ۔

توضیح:

موسیٰ صبح سویرے ڈرتے ڈرتے شہر میں داخل ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے ناگہاں وہی شخص جس نے گزشتہ روز موسیٰ سے مدد مانگی تھی پھر موسیٰ کو پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے اس پکارنے والے سے کہا تو تو کھلی گمراہی میں ہے۔

● فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ
يُمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ
تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ
مِنَ الْمُصْلِحِينَ (۱۹)۔

الف۔ ”اَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْطِشَ“ = فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ مُوسَى اَنْ يَنْطِشَ۔

پھر موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی پر حملہ کرے جو دونوں کا دشمن تھا (یعنی مصری قبطی) تو قبطی نے کہا کیا تو آج مجھے اسی طرح قتل کرنے چلا ہے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے بس تم زمین میں اپنی دھاک جمانا چاہتے ہو اور صلح کروانا نہیں چاہتے۔

ب۔ اَرَادَ اَنْ يَنْطِشَ الْاِسْرَائِيلِي بِالْقَبْطِي فَنَهَاہَ مُوسَى فَخَافَ الْاِسْرَائِيلِي
مِنْهُ فَقَالَ اَتُرِيدُ اَنْ تَقْتُلَنِي الْخ۔

پھر جب اسرائیلی نے ارادہ کیا کہ اس آدمی (مصری قبطی) پر حملہ کرے جو دونوں کا (موسیٰ اور خود اس اسرائیلی کا) دشمن تھا تو موسیٰ نے اس اسرائیلی کو سختی سے منع کیا اس پر اسرائیلی نے کہا کیا تم مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔

● اَلَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ (۵۲)۔

الف۔ ”قَبْلِهِ“ = قَبْلَ الْقُرْآنِ ”بِهِ“ بِالْقُرْآنِ۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے قبل کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لے آئے ہیں۔

ب۔ ”قبلہ“ قبل محمد ﷺ اسی طرح ”بہ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع ہے۔
جن لوگوں کو ہم نے محمد ﷺ سے قبل کتاب دی تھی وہ محمد ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

● وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ (۵۳).

”عليهم“ = علی اهل الكتب العالية المنزلة من الله۔

الف۔ ”بہ“ = بالقرآن ”انہ“ = إن القرآن ”قبلہ“ = قبل نزول القرآن
بحذف مضاف۔

توضیح:

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے بیشک وہ قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ہم تو اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی مسلم تھے۔

ب۔ ”بہ“ = بحمد ”با“ سببیہ ”قبلہ“ = قبل محمد۔

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں ہم محمد کی وجہ سے ایمان لے آئے بے شک قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور دیے ہم تو محمد کی بعثت سے پہلے بھی مسلم تھے۔

● ”وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَمًا

رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا“ (۵۹)۔

”أُمَّهَا“ = اُمّ القرى ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى أَهْلِ الْقَرْي مضاف محذوف۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان بستیوں کے صدر مقام میں کوئی پیغمبر نہ بھیج دے جو وہاں کے باشندوں کو ہماری آیتیں سنائے۔

● وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ
وَرَأَوْا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ (۶۴)۔

الف۔ ”دَعَوْهُمْ“ = دعا المشركون شركاء هم ”لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ“ لَمْ يَسْتَجِيبِ الشُّرَكَاءُ وَ مُشْرِكِيهِمْ ”رَأَوْا“ = الداعيون والمدعوون ”أنهم“ = الداعيون والمدعوون۔

توضیح:

اور یوم قیامت مشرکوں سے کہا جائے گا تم اپنے اپنے شریکوں کو بلاؤ، تو مشرک اپنے شریک کاروں کو پکاریں گے اور وہ اپنے پکارنے والوں کو جواب نہ دے سکیں گے اور پکارنے والے اور پکارے جانے والے دونوں ہی عذاب کو دیکھ لیں گے دونوں گروہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔

ب۔ ”رَأَوْا“ = الداعون ”أنهم“ = أن الداعين۔

اس صورت میں پکارے جانے والوں سے بے جان اشیاء مراد لینا شاید نامناسب نہ

رہے۔

مطلب یہ کہ جب مشرکوں سے کہا جائے گا کہ بلاؤ اب اپنے اپنے معبودوں کو تو وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکیں گے، اور پکارنے والے عذاب دیکھ لیں گے تو یہ پکارنے

والے مشرک تمنا کریں گے کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔

● وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۷۳)۔

الف۔ ”تَسْكُنُوا فِيهِ“ = فِي اللَّيْلِ ”فَضْلِهِ“ = فضل اللہ۔

توضیح:

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اللہ کا فضل رزق تلاش کرو۔

ب۔ ”لِتَسْكُنُوا فِيهِ“ = فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَي فِي الزَّمَانِ۔

”فَضْلِهِ“ = فضل النهار۔

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے تاکہ تم ان میں آرام کرو اور دن میں کام کر کے دن کی برکت تلاش کرو۔

پہلا قول: اقرب الى الصواب معلوم ہوتا ہے۔

● قَالَ إِنَّمَا أُوتِيَتْهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ

أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ

جَمْعُهُ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ (۷۸)۔

الف۔ ”أُوتِيَتْهُ“ ”أُوتِيَتْ“ ”مَا“ ”مَوْصُولُهُ“ ”قَبْلِهِ“ = قبل قارون۔

”مِنْهُ“ = من قارون ”ذُنُوبِهِمْ“ = ذنوب القرون أى ذنوب من هلك من

القرون۔

توضیح:

تقدیر: لَا يُسْأَلُ غَيْرُهُمْ مِمَّنْ! جرم ولا ممن لم یجرم عما أهلكه الله بل

كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينٌ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ-

قارون نے کہا: جو کچھ مجھے ملا وہ میری دانش کے زور سے ملا ہے کیا قارون نہیں جانتا کہ خدا نے اسی سے (قارون سے) پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے لوگوں کو جو اس قارون سے قوت میں بہت بڑھے ہوئے تھے، اور ان کا جتنا بھی بہت زیادہ تھا اور یہ سب تباہ ہو چکے ہیں۔

جو امتیں تباہ ہو چکی ہیں ان کے گناہوں کا دوسرے گناہ گاروں سے کوئی سوال نہ ہو گا جس کسی نے جیسا کیا وہ ویسا ہی بھگتے گا۔ ایک کے گناہ کی جواب دہی دوسرے کے ذمہ ہر گز نہیں ہو گی۔

ب۔ ”ذُنُوبُهُمْ“ = ذنوب الناس ای ذنوب المجرمین۔

گناہ گاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہو گی، گناہ گاری ان کے چہروں ہی سے ظاہر ہو گی۔ ان کی بد اعمالیوں کے بارے میں نہ تفتیش کی ضرورت، نہ ان بد بختوں کو چوں و چرا کی گنجائش، ان کو سزا بھگتنی پڑے گی۔

● وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقَاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ (۸۰)۔

الف۔ ”لَا يُلْقَاهَا“ = الإثابة ای ثواب بمعنی اثابة۔

یہ از روئے عربیت بالکل درست ہے۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے دولت مندی کی آرزو کرنے والوں سے کہا تھا: افسوس تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان لانے والوں اور نیکو کاروں کے لئے دنیا اور آخرت میں اللہ کی دین اس قارون کی دولت سے کہیں بہتر ہے، اور وہ کسی اور کو نہیں صرف صبر کرنے والوں کو ملے گی۔

ب۔ ”يُلْقِيهَا“ کی ضمیر منصوب مؤنث کسی نے کلمہ کی طرف یہ کہہ کر پھیری ہے کہ یہ ”العلماء“ سے ماخوذ ہے۔

بعض معرب اس کو اعمال صالحہ کی طرف لے گئے ہیں اور بعضوں نے اس سے حکمت یا معرفت مراد لی ہے۔

يلقى الكلمة: يلقى أعماله الصالحة، يلقى الحكمة، يلقى المعرفة۔
راقم الحروف کو پہلا قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے: وَالْعِلْمُ عِنْدَ الْخَبِيرِ۔

”تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فِسَادًا“ (۸۳)۔

”نَجْعَلُهَا“ = نَجْعَلُ الدَّارَ الْآخِرَةَ۔

دار مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

وہ جو قیام گاہ آخرت ہے ہم نے وہ جائے قیام ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھی ہے جو ملک میں ظلم اور بگاڑ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

سورۃ فاطر میں ہے:

”إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ، نَالِدِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ، لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ“ (۳۴، ۳۵)۔

بے شک ہمارا پروردگار بخشایندہ و قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے والی قیام گاہ میں اتارا۔ اس قیام گاہ میں ہم کو کوئی رنج نہیں پہنچے گا اور اس جگہ ہمیں تکان بھی نہیں ہوگی۔

یادداشت:

الدَّارُ الْآخِرَةُ: صفت موصوف جن مقاموں پر آیا ہے ان کے حوالے مندرجہ

ذیل ہیں:

- ☆ (بقرہ/۹۴) = قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً، الْخ.
- ☆ (انعام/۳۲) "وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ"۔
- ☆ (اعراف/۱۶۹) "وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ"۔
- ☆ (نقص/۱۷۷) "وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ"۔
- ☆ (نقص/۸۲) "تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ" (۸۳)۔
- ☆ (عنکبوت/۶۳) "وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ"۔
- ☆ (احزاب/۲۹) "وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالِدَارَ الْآخِرَةَ"۔

۲۹- عنکبوت

• فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ السَّفِينَةَ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ (۱۵)۔
 ”اَنْجَيْنَاهُ“= اُنجینا نوحاً، جَعَلْنَاهَا= جَعَلْنَا السَّفِينَةَ۔

توضیح:

اور ہم نے نوح کو اور کشتی نشینوں کو نجات دی اور کشتی کو اہل علم کے لئے نشانی

بنادیا۔

• ”فَأَمَّنَ لَهُ لُوطٌ، وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي النَّحْ“ (۲۶)۔
 الف۔ ”لَهُ“= لإبراهيم، ”قال إِنِّي مُهَاجِرٌ“= قال لوط إِنِّي مُهَاجِرٌ۔

توضیح:

پھر ابراہیمؑ پر لوط ایمان لے آئے اور (لوط نے) کہا میں اپنے پروردگار کی طرف
 ہجرت کرنے والا ہوں۔

ب۔ ”قال إِنِّي مُهَاجِرٌ“= قال إبراهيم إِنِّي مُهَاجِرٌ۔

پھر ابراہیمؑ پر لوط ایمان لائے اور ابراہیمؑ نے کہا میں النح

• إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا
 كَانُوا يَفْسُقُونَ، وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ

يَعْقِلُونَ (۳۵، ۳۴)۔

”مِنْهَا“ = ”مِنْ الْقَرْيَةِ“۔

توضیح:

ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب غم کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں عذاب نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے اس بستی سے ایک کھلی نشانی چھوڑ دی ہے۔

ضمیر مونث منصوب کا مرجع ”عقوبة یا فعلة“ بتانا قرین صواب نہیں معلوم ہوتا۔

● ”فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنْبِهِ“ (۴۰)۔

دیکھئے: سورہ فرقان آیت (۳۹)۔

● وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ إِذَا
الْأَرْتَابَ الْمُبِطِلُونَ (۴۸)۔

”قبلہ“ = قبل انزال الکتاب، مرجع فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

اسی طرح ”تخطہ“ سے ”تخط الکتاب“ نمایاں ہے۔

توضیح:

اے محمد تم ہماری کتاب نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے، اور نہ

کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو شاید باطل پرست شک میں پڑ سکتے تھے۔

● ”بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ“ (۴۹)۔

”ہو“ = الکتاب، اس سے پہلے کی آیت: ”أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ“ الخ سے

ظاہر ہے مراد قرآن۔

توضیح:

یہ قرآن روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔

● ”وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّنْ رَبِّهِ“ (۵۰)۔

”عَلَيْهِ“ = علی محمد۔

دیکھئے: یونس کی آیت (۲۰)، فقرہ (۲)۔

● اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ، اِنَّ اللّٰهَ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۶۲)۔

”لَهُ“ = للعبد ”مِنْ عِبَادِهِ“ = مِنْ بَعْضِ عِبَادِ اللّٰهِ مضاف محذوف۔

توضیح:

خدا ہی اپنے بندوں میں سے جس بندے کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی فراخ

کر دیتا ہے اور جس بندہ کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے۔

۳۰- روم

• اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَاَثَارُوا الْاَرْضَ
وَعَمَرُوهَا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ، فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ (۹)۔

”قَبْلَهُمْ“ = قبل مخاطبی محمد ﷺ، اسی طرح مجرور ”مِنْهُمْ“۔
”جَاءَتْهُمْ، رُسُلُهُمْ، يَظْلِمَهُمْ، اَنْفُسَهُمْ“ = جمع مذکر ضمیروں کا مرجع محمد
ﷺ کے مخاطبوں سے پہلے کی قومیں ہیں۔

توضیح:

کیا محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والے لوگ زمین میں ادھر ادھر چلے
پھرے نہیں کہ انہیں ان قوموں کا انجام نظر آتا جو ان منکرین رسالت محمدیؐ سے پہلے
گزر چکی ہیں وہ قومیں ان منکرین سے زیادہ طاقتور تھیں اور انہوں نے زمین کو بہت کچھ کھودا
تھا اور اس کو اتنا آباد کیا تھا جتنا کہ ان منکروں نے آباد نہیں کیا، ان گزری ہوئی قوموں کے
پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر
وہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

- اَللّٰهُ يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۱۱)۔
”يُعِيْدُهُ“ = يعيد الخلق، ”اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ“ = اِلَى اللّٰهِ ترجعون۔

توضیح:

خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، خدا ہی خلقت کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

- وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۱)۔

”اِلَيْهَا“ = دیکھئے: اعراف آیت (۱۹۸)، آخری فقرہ۔

- ”وَهُوَ الَّذِي يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ“ (۲۷)۔
”هُوَ الَّذِي“ = اَللّٰهُ الَّذِي ”يُعِيْدُهُ“ = يُعِيْدُ الْخَلْقَ ”هُوَ اَهْوَنُ“ = العود اہون۔
الف۔ ”عَلَيْهِ“ عَلَى اللّٰهِ۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اسی خلق کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ عود (دوبارگی) اللہ پر آسان ہے۔
ب۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الخلق۔

- اور وہ..... اور یہ دوبارہ ہمیشگی کی زندگی کی طرف لوٹنا مخلوق پر آسان ہے۔
اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهِ يُشْرِكُوْنَ (۳۵)۔
”هُوَ“ = السُّلْطٰن۔

توضیح:

کیا ہم نے ان پر کوئی سلطان، (دلیل و حجت) نازل کی ہے جو ان مشرکوں کو خدا کے ساتھ شریک کرنا بتاتی ہے۔

● ”فَاقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ“ (۴۳)۔
”لہ“ = ”یوم القيامة“۔

توضیح:

تو اس روز (قیامت کے وقت) سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہے گا اور وہ وقت رک نہیں سکے گا تم دین کے سیدھے رستہ پر رخ کئے جرات مندانہ چلے چلو اس روز سب لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

● ”اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ، فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ“ (۴۸)۔

”يُبْسُطُهُ“ = ”يُسْطُ اللَّهُ السحاب“۔ ”يَجْعَلُهُ“ = ”يَجْعَلُ اللَّهُ السحاب“،
”مِنْ خِلَالِهِ“ = ”مِنْ خِلَالِ السحاب“، ”أَصَابَ بِهِ“ = ”أَصَابَ اللَّهُ بِالْوَدْق“۔

توضیح:

خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے اور ہوائیں بادل کو ابھارتی ہیں پھر خدا جس طرح چاہتا ہے بادل کو آسمان میں پھیلاتا ہے اور پھر بادل کے لکوں کو تہہ بتہہ کر دیتا ہے،

پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل کے درمیان سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے وہ مینہ برسا دیتا ہے تو بندے خوش ہو جاتے ہیں۔

یادداشت:

دیکھئے: سورہ نور کی آیت (۴۳)، فقرہ (۱۱)۔

● **وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قُبُلِهِ لَمُبِلِسِينَ (۴۹)۔**

”مِنْ قُبُلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ تَنْزِيلِ الْغِيْثِ۔

یہ غالباً ”مِنْ قَبْلِ أَنْ الْخ“ کی تاکید ہے۔

توضیح:

اگرچہ لوگ بارش برسنے سے پہلے اس کے برسنے سے ناامید ہو رہے تھے۔

● **وَلَكِنْ أَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ (۵۱)۔**

”رَأَوْهُ“ = رَأَوْ النَّبَاتَ۔

یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الْإِصْفَرَاءِ یہ لفظ مصفرأ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر ہم ایسی ہوائیں بھیجیں کہ وہ اس ہوا کی وجہ سے کھیتی کو دیکھیں کہ وہ زرد

ہو گئی ہے تو کھیتی کی زردی دیکھنے کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں۔

یادداشت:

معرین قرآن نے غالباً ٹھیک بتایا ہے کہ ”رأوه“ کی ضمیر منصوب کا مرجع ”رجح“ یا ”سحاب“ یا اثر احتمالی ہے اسی طرح ”مِنْ بَعْدِهِ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع ارسال یا ”مِنْ بَعْدِ كُونِهِمْ رَاجِعِينَ“ احتمالی تخریج ہے۔

تقدیر: يكفرون مِنْ بَعْدِ كُونِهِمْ رَاجِعِينَ۔

مطلب غالباً یہ کہ:

بادلوں کو دیکھ کر بارش کی توقع کرنا مگر جب ہوا بادلوں کو اڑالے گئی بارش نہیں ہوئی زردی مائل غبار چھا گیا تو بارش سے مایوس ہو کر اللہ کی ناشکری کرنا۔
پہلا قول قرین اصوب معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند الخیر۔

۳۱۔ لقمان

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ
اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا.....“ (۲)۔
الف۔ ”يَتَّخِذَهَا“ = يَتَّخِذُ السَّبِيلَ۔
دیکھئے: آل عمران آیت (۹۹)، فقرہ (۱۶)۔

توضیح:

اگر لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے جانے بے سمجھے بے ہودہ داستانیں خریدتا ہے، تاکہ
لوگوں کو بے جانے بوجھے خدا کے راستے سے گمراہ کرے اور خدا کے راستے کا استہزاء کرے۔
ب۔ ”يَتَّخِذَهَا“ = يتخذ الأحادیث حدیث بمعنی احادیث۔
سبیل سے آیت کے معنی واضح ہیں، اس لئے مذکور الصدر تاویل کی ضرورت نہیں معلوم
ہوتی۔

ج۔ ”يَتَّخِذَهَا“ = يتخذ الآيات۔

اس کو ضمیر کی تخریج کی بجائے تفسیر کہنا زیادہ مناسب ہے۔

”خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا.....“ (۱۰)۔

دیکھئے: سورہ رعد دوسری آیت پہلا فقرہ۔

”يُنشِئُ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ جَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ

أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ.....“ (۱۶)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = الفعل = اسی طرح اسم کان إِنْ تَكُ = إِنْ تَكُ الفعل۔

توضیح:

لقمان نے کہا: بیٹا! اگر کوئی عمل خواہ اطاعت میں ہو یا معصیت میں اور وہ وزن میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور وہ خواہ کسی پتھر کے نیچے ہو یا آسمانوں میں چھپایا ہوا ہو یا زمین میں ہو تب بھی خدا اس عمل کو قیامت کے دن جزاء و سزاء کے لئے لا حاضر کرے گا۔

ب۔ ”انہا“ = إن القصة أو إن الحقيقة۔

اسم ”کان“ اس صورت میں بھی ”فعلة یا مسئلة“ جیسا کوئی اسم مونث ہی ہوگا۔
لقمان نے کہا بیٹا حقیقت یہ ہے کہ کوئی بات کوئی چیز بھی خواہ وہ وزن میں رائی کے دانہ کے برابر ہی اٹخ۔

ملفوظ:

فعل ناقص کانت مونث باعتبار معنی درست ہے ”کانه قال إن تلك حبة من خردل“۔

دیکھئے: انبیاء کی آیت (۳۷)، فقرہ (۹)۔

• ”وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ

مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ“ (۲۷)۔

”يَمُدُّهُ“ = يمد البحر ما في الأرض الخ۔

”بَعْدِهِ“ = بعد نفاذ ما في البحر مرجع فحوالے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں از قسم درخت جو کچھ ہے وہ سب کے سب قلم ہوں اور سمندر کا تمام پانی بطور سیاہی اس کے ساتھ ہو پھر مزید سات سمندر اس کو ایسی ہی سیاہی مہیا کریں تب بھی خدا کی باتیں لکھنے میں ختم نہ ہوں۔

۳۲- سجدہ

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (۵)۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = ”إِلَى اللَّهِ“، ”مِقْدَارُهُ“ = مقدار اليوم۔
مقدار بمعنی عرض مدت، دورِ زمان۔

توضیح:

اللہ آسمان سے زمین کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ کام اللہ کی طرف سے عروج
کرتا ہے۔ ایک دن میں، اس دن کی مقدار تمہارے حساب سے ہزار برس کے برابر ہوگی۔

ب۔ ”إِلَيْهِ“ = ”إِلَى السَّمَاءِ“، ”مِقْدَارُهُ“ = مقدار التدبیر۔

تقدیر: كَانَ مِقْدَارُ ذَلِكَ التَّدْبِيرِ أَلْفَ سَنَةٍ مِنْ سَنَةِ الدُّنْيَا. یا. مِقْدَارُهُ

مقدار العروج۔

وہ آسمان سے زمین تک کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ تدبیر آسمان کی طرف
ایک دن میں اوپر جاتی ہے، اس تدبیر کی مقدار (یا اوپر جانے کی مقدار) تمہارے شمار کے
مطابق ہزار برس ہوگی۔

راقم الحروف کی نظر میں یہ آیت از قسم تشابہات معلوم ہوتی ہے۔ والعلوم عند اللہ
”یدبر“ کی ضمیر مستتر کا مرجع کسی نے اسم جلالہ اور کسی نے فرشتہ بتایا ہے اور

”يعرج“ کی ضمیر مستتر اور ”الیہ“ کی ضمیر مجرور کے متعلق ایک قول ”السحاب“ اور دوسرا ”قول المكان“ بھی نقل کیا گیا ہے۔

میں نے تفسیریں دیکھیں اور ان میں دونوں قول درج ہیں۔

● کُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ (۷)۔

دیکھئے: طہ آیت (۵۰)، فقرہ (۳)۔

● فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا

كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۷)۔

”لَهُمْ“ = جميع الأنفس، النكرة في سياق المنفى يعم الجميع۔

توضیح:

آنکھوں کی جو ٹھنڈک انسانوں کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے اس کو کوئی تنفس

نہیں جانتا، جو درحقیقت ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

● وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَآئِيلَ (۲۳)۔

الف۔ ”لِقَائِهِ“ = لِقَاءُ الْكِتَابِ، مصدر کی اضافت مفعول کی طرف۔

تقدیر: لقاء موسیٰ الكتاب، ”جعلناه“ = جَعَلْنَا الْكِتَابَ۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم موسیٰ پر کتاب نازل ہونے میں شک نہ کرو اور

ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

ب۔ لِقَائِهِ = لِقَاءُ مُوسَى، مصدر کی اضافت فاعل کی طرف مفعول بہ محذوف۔

تقدیر:

(۱) فَلَاتَكُنْ فِي مَرِيَّةٍ مِنْ لِقَاءِ مُوسَى الْكَثْبِ۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اس بات میں شک نہ کرو کہ اس نے کتاب لی اور ہم نے الخ۔

(۲) تقدیر: فَلَاتَكُنْ فِي مَرِيَّةٍ مِنْ لِقَاءِ مُوسَى ابْنِكَ۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، تم اس بات میں شک نہ کرو کہ موسیٰ تم سے ملیں گے۔

(۳) تقدیر: مِنْ لِقَائِكَ مُوسَى۔

ج۔ ”لِقَائِهِ“ = لقاء مُوسَى رَبِّهِ، مصدر فاعل کی طرف مضاف اور مفعول محذوف موسیٰ اپنے رب سے ملیں گے۔

د۔ لِقَائِهِ = لقاء مالا فی موسیٰ۔

تقدیر: فَلَاتَكُنْ فِي مَرِيَّةٍ مِنْ لِقَاءِ مالا فی موسیٰ من إنكار من قومہ۔
آپ کی قوم آپ سے ویسے ہی مخالفانہ برتاؤ کرے گی جیسی کہ موسیٰ کی قوم موسیٰ سے کر چکی تھی۔

• ”أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ“ (۲۶)۔

دیکھئے: طہ آیت (۱۲۸)، فقرہ (۱۷)۔

• أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ، أَفَلَا يُبْصِرُونَ (۲۷)۔

”بہ“ = بالماء، مِنْهُ = مِنَ الزَّرْعِ هُمْ = لوگ۔

توضیح:

کیا لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کر دیتے ہیں پھر اس پانی سے کھیتی اگاتے ہیں، اس پانی سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور خود یہ لوگ بھی کھاتے ہیں، پھر اس پر غور کیوں نہیں کرتے۔

۳۳- احزاب

• وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَأَتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا (۱۳)۔

الف۔ ”اَقْطَارِهَا“ = اَقْطَارِ الْبُيُوتِ، ”اَتَوْهَا“ = اَتَوْا الْفِتْنَةَ، ”بِهَا“ = بِالْفِتْنَةِ۔

توضیح:

اور اگر فوجیں گھروں کے چاروں طرف سے ان پر آداخل ہوں پھر ان سے آزمائش (جنگ) کے لئے کہا جائے تو وہ اس جنگ میں آتو جائیں گے مگر زیادہ دیر جم کر مقابلہ نہیں کریں گے، بلکہ دشمن کے مقابلہ میں برائے نام ہی ٹھہریں گے۔

ب۔ ”اَقْطَارِهَا“ = اَقْطَارِ يَثْرِبَ، ”بِهَا“ = بِالْفِتْنَةِ۔

اور اگر فوجیں مدینۃ الرسول کے اطراف سے ان پر آداخل ہوں، پھر ان سے مقابلہ کے لئے کہا جائے تو وہ مقابلہ تو کریں گے مگر ثابت قدم نہیں رہیں گے، مقابلہ پر برائے نام ہی ٹھہریں گے۔

• مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ، وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (۲۳)۔
”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْمَصْدَقِينَ اَوَّلُ وَدَوْمُ دَوْنُوں۔

توضیح:

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ کا کیا تھا اس کو اپنے قول و فعل سے سچ کر دکھایا، ان لوگوں میں سے بعض تو ایسے ہیں جو میدان جنگ میں جان دے کر اپنی نذر پوری کر کے فارغ ہو گئے اور انہیں میں ایسے بھی ہیں، جو نذر پوری کرنے کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس سے ذرا بھی نہیں پھرے۔

(اپنے قول و قرار میں کوئی تبدیلی نہیں کی)۔

● وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا (۲۶)۔

”ظَاهَرُوهُمْ“ = ظاہرُوا الَّذِينَ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْأَحْزَابِ۔

احزاب سے مراد قریش اور ان کے وہمدگاہ ہیں جنہوں نے مدینہ النبی پر حملہ کیا۔

توضیح:

اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے اہل کتاب منافقوں کے دلوں میں دہشت ڈال دی کہ آج تم ان کے ایک گروہ کو قتل اور دوسرے کو قیدی بنا رہے ہو۔

● وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ، وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ، فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لَكَی لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ

أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا (۳۷)۔

”عَلَيْهِ“ = زید دونوں جگہ۔

”زَوْجَكَ“ = اِمْرَاء تک۔

زوج کا لفظ تذکیر و تانیث کا فرق کئے بغیر جوڑہ میں سے کسی ایک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مثلاً شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کے لئے تنزیل میں دو جگہ آیا ہے: ”يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجَكَ الْخ“ بقرہ (۳۵) اور اعراف آیت (۱۹) ”مِنْهَا“ = مِنَ الزَّوْجِ = من الزوجة = سیدہ زینب۔

زَوْجُنَا کھا: زوجناک زینب۔

توضیح:

اور جب تم اس شخص سے (یعنی زید سے) جس پر خدا نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو، اور خدا سے ڈرو اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھتے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے حالانکہ خدا ہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

پھر زید نے اپنی بیوی سے کوئی سروکار نہیں رکھا اس کو طلاق دے دی تو ہم نے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں جب وہ ان سے اپنی حاجت مطلق نہ رکھیں یعنی طلاق دے دیں کچھ تنگی نہ رہے اور خدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے۔

● ”تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا“ (۴۴)۔

الف۔ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَ اللَّهَ۔

جس روز مومنین اللہ سے ملیں گے اس وقت ان کے لئے تَحِيَّةٌ وسلم ہوگا، یعنی ان پر سلام بھیجا جائے گا۔

ب۔ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَهُ مَلِكَ الْمَوْتِ۔

جس روز مومنین اللہ سے ملیں گے اس وقت اٹھ۔

یہ بعید از قیاس ہے، کیوں کہ اس صورت میں کنلیہ عن غیر مذکور ہو گا یعنی مذکور کا گرد و پیش کہیں نہ کہیں ہونا ضروری ہے، اور یہاں سیاق و سباق سے اس کا قرینہ بھی نہیں پایا جاتا۔

● اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا، خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا
لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا (۶۴، ۶۵)۔

”فِيْهَا“ = فی السعیر ای فی جہنّم۔
دیکھئے: فرقان آیت (۱۱) فقرہ (۴)۔

۳۴ - سبا

- ”يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا“ (۲)۔
 ”يَخْرُجُ مِنْهَا“ = مِنَ الْأَرْضِ ”يَعْرُجُ فِيهَا“ = يَعْرُجُ فِي السَّمَاءِ ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

- اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے۔
- ”أَفْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ“ (۸)۔
 ”بہ“ = بالنبی، سابق آیت ”نَذْلُكُمْ عَلَى رَجُلٍ يَنْبُئُكُمْ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

- یا تو اس نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے جنون دیوا لگی ہے۔
 ”وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُلُوًّا شَهْرًا وَرَوَّاحَهَا شَهْرًا“ (۱۲)۔
 ”غُلُوًّا“ = دیکھئے: آل عمران آیت (۱۱۷)، فقرہ (۱۸)۔
- وَمِنَ الْجِنَّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ، وَمَنْ يَزِغُ مِنْهُمْ

عَنْ أَمْرِنَا نَذِقُهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ (۱۲)۔
 ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْجَنِّ جن کا واحد جتنی (بالکسر)۔

توضیح:

اور جنوں میں بعض وہ تھے جو سلیمان کے پروردگار کے حکم سے سلیمان کے آگے کام کرتے تھے، ان جنوں میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھادیں گے۔

● ”فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ“ (۱۳)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى سلیمان ”هُمْ“ = الْجَنِّ ”مَوْتِهِ“ = موت سلیمان، ”مِنْسَاتَهُ“ = مِنْسَاةُ سلیمان۔

توضیح:

پھر جب ہم نے سلیمان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے سلیمان کا مرنا معلوم نہیں ہوا معلوم ہوا تو گھن کے کیڑے سے معلوم ہوا جو سلیمان کی لاشی کھاتا رہا تھا۔

● ”لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِهُمْ آيَةٌ“ (۱۵)۔
 ”مَسْكِهُمْ“ = مسکن اہل سبأ۔

توضیح:

اہل سبأ کے لئے ان کے مقام بود و باش میں ایک نشانی تھی۔
 اسی طرح اس کے بعد کی آیتوں میں اکیسویں آیت تک جملہ مذکر غائب ضمیریں یعنی ان سب کا مرجع اہل سبأ۔

• وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲۰)۔

”عَلَيْهِمْ“ = علی الکافرین والمشرکین فحوائے کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں اہل سبامراد ہیں، البتہ دوسری آیتوں سے جوڑیئے تو حکم عام معلوم ہوتا ہے۔
”اتَّبَعُوهُ“ = اتَّبَعَ المشرکون إبلیس۔

اور شیطان نے کافروں اور مشرکوں کے متعلق اپنا خیال بچ کر دکھایا کہ انہوں نے اس (شیطان) کی پیروی کی لیکن مومنوں کے گروہ نے اس کی پیروی نہیں کی۔

ملفوظہ:

سورہ حجر کی آیت (۳۹) ”وَلَا غَوَيْنَهُمُ اجْمَعِينَ“ میں ہے:
شیطان نے کہا پروردگار جیسا تو نے مجھے راستہ سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لئے گناہوں کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔
اور سورہ ص کی آیت (۴۲) میں یوں ہے:

شیطان نے کہا، پروردگار مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب انسانوں کو بہکاتا رہوں گا لیکن تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا۔

• قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ، لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِن شَرْكٍ
وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّن ظَهِيرٍ (۲۲)۔

”لَهُمْ وَمِنْهُمْ“ = الہة المشرکین ”فیہا“ = فی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ”لَهُ“ =

للہ۔

توضیح:

کہہ دو کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود کار ساز خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ آسمانوں اور زمین میں ان کی کوئی کثرت ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

● وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ
عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيرُ (۲۳)۔

”عِنْدَهُ“ = ”عِنْدَ اللَّهِ“، ”لَهُ“ لِمَنْ ”قُلُوبِهِمْ“ = ”قُلُوبِ النَّاسِ“۔
”قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ“ = ”قَالُوا النَّاسِ“، ”قَالُوا الْحَقُّ“ = ”قَالَ الَّذِينَ أُذِنَ
لَهُمُ الشَّفَاعَةُ“۔

توضیح:

اور خدا کے یہاں روز قیامت کسی کے لئے کسی کی سفارش فائدہ نہیں دے گی مگر
اس کو فائدہ دے گی جس کے بارے میں خدا سفارش کی اجازت دے گا۔
جب روز رستخیز لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو لوگ
شفاعت کی اجازت پانے والوں سے پوچھیں گے، تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا، وہ
کہیں گے اللہ نے ٹھیک بات ہی کہی ہے اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔

توضیح:

مومن و مشرک سب ہی پر واضح ہو جائے گا کہ جو کچھ رسولوں نے فرمایا تھا وہ
بالکل درست تھا۔

- قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا، بَلْ هُوَ اللَّهُ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۷)۔
”بہ“ = باللہ۔

توضیح:

آپ کہئے! ذرا مجھ کو وہ ہستیاں تو دکھاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے، کوئی نہیں بلکہ خدا ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

- قُلْ لَّكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا
تَسْتَقْدِمُونَ (۳۰)۔
”عنه“ = عَنْ مِيعَادِ يَوْمٍ۔

توضیح:

کہہ دو کہ تمہارے لئے ایک وقت کی ميعاد مقرر ہے اس ميعاد سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہو گے اور نہ آگے بڑھو گے۔

- قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ
لَهُ، وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرُ
الرَّازِقِينَ (۳۹)۔

”عِبَادِهِ“ = عباد اللہ، ”يُخْلِفُهُ“ = يُخْلِفُ اللہ مَا أَنْفَقْتُمْ۔
”هُوَ“ = اللہ، يُخْلِفُهُ = يُخْلِفُ اللہ مَا أَنْفَقْتُمْ۔

توضیح:

آپ کہئے میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے

اور جس کو چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اور تم جو جو خرچ کر دو گے سو اللہ اس کی جگہ تم کو اس میں اور زیادہ کر کے دیتا ہے۔

● وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ، وَإِنَّا لَهُمُ التَّنَافُسُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ (۵۲)۔

الف۔ ”بہ“ = بالقرآن، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافر و مشرک پکڑے جائیں گے تو کہیں گے ہم اب قرآن پر ایمان لائے
حالانکہ دور نکل ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے۔

دنیا سے نکل کر بہت دور آخرت میں پہنچ چکے ہیں۔

ب۔ ”بہ“ = باللہ۔

ہم اللہ پر ایمان لائے۔

ج۔ ”بہ“ = بالبعث۔

ہم مرنے کے بعد دوبارہ حساب دہی کی زندگی پر ایمان لے آئے۔

ملحوظہ:

قول اول میں جامعیت ہے اور ضمیر کی یہ تخریج غالباً اقرب الی الصواب ہے، اسی
طرح اس کے بعد کی آیت:

● وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ
بَعِيدٍ (۵۳)۔

”بہ“ = بالقرآن۔

یہاں وہ احتمالات بھی ہیں جو اس آیت سے پہلے کی آیت میں بیان ہوئے۔

۳۵- فاطر

- مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا، وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲)۔
 ”لَهَا“ = للرحمة = لَهُ = لِمَا يُمْسِكُ، بَعْدِهِ = بعد الإمساك۔ یہ مسک باب افعال مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا انہیں کوئی رحمت عطا کرنا چاہے تو کوئی اس رحمت کو روکنے (بند کرنے) والا نہیں اور جو کچھ بند کر دے (روک دے) تو اس بندش کو کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

- أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبُ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (۸)۔
 ”رَأَاهُ“ = راء عملہ = راء العمل: ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْمُضِلِّينَ۔
 فحوائے کلام و قرینہ لفظیہ دونوں سے مراجع ظاہر ہیں۔

توضیح:

بھلا جس شخص کو اس کا بُرا کام خوش نما کر کے دکھایا جائے اور وہ شخص بھی اپنے کام کو اچھا سمجھنے لگے تو کیا خود فریبی میں مبتلا ایسا شخص نیکو کار جیسا ہو سکتا ہے؟ بے شک خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، لہذا اے محمد تمہاری جان ان گمراہوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلے، یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے سارے کرتوتوں سے باخبر ہے۔

● وَاللّٰهُ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیْحَ فَتُثِرُّ سَحَابًا فُسْقِنَهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ
فَاَحْيٰنَا بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، کَذٰلِکَ النُّشُوْرُ (۹)۔

دیکھئے: اعراف کی آیت (۹۷)، فقرہ (۷)۔

● ”مَنْ كَانَ يُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ
الطَّیْبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهُ“ (۱۰)۔

الف۔ ”اِلَیْهِ“ = اِلٰی اللّٰہ ”یَرْفَعُهُ“ = یَرْفَعُ الْکَلِمَ، کلم اگرچہ جمع ہے تاہم بمعنی کلام بھی کثیر الاستعمال ہے، مثلاً اقسام الکلام ثلاثہ کہنا فصیح ہے۔
کلموں کی تین قسمیں ہیں نہ کہ ایک ہی کلام کی تین قسمیں ہیں۔
یَرْفَعُ کی ضمیر مستتر کا اسم ”العمل الصالح“ ہے۔
مطلب یہ کہ: العمل الصالح یرفع الکلم الطیب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت تو سب خدا ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور اچھے عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔ العمل الصالح معطوف علی الکلام الطیب یصعدون اِلٰی اللّٰہ۔
”یَرْفَعُهُ“ = یَرْفَعُ اللّٰہ ذٰلِکَ۔

اس صورت میں ”ہما“، تشنیہ کی بجائے واحد مذکر منصوب قائم مقام اسم اشارہ ”ذَٰلِكَ“ ہوئی۔

مطلب یہ کہ: العمل الصالح يرفع الكلم الطيب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو سب خدا ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور اچھے عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔ العمل الصالح معطوف على الكلام الطيب يصعدون الى الله۔
”يَرْفَعُهُ“ يَرْفَعُ الله ذَٰلِكَ۔

اس صورت میں ”ہما“، تشنیہ کے بجائے واحد مذکر منصوب قائم مقام اسم اشارہ ”ذَٰلِكَ“ ہوئی۔

مطلب یہ کہ: پاکیزہ باتیں اور نیک کام اللہ تک پہنچتے ہیں اور اللہ ان کو قبول فرماتا ہے قول و فعل کا انتہائی درجہ ان کو اللہ کا قبول فرمانا ہے۔

اعتباہ:

دوسری تخریج تکلف سے خالی تو نہیں تاہم باعتبار معنی بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔

ج۔ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ = يَرْفَعُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ صَاحِبَهُ، بحذف مضاف۔
مطلب یہ کہ: عمل صالح عامل صالح کو بلند مرتبہ بخشتا ہے۔

وَمَا يُعْمَرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ،
إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۱۱)۔

الف۔ ”عُمُرُهُ“ = عمر المعمر۔

توضیح:

کسی بڑی عمروالے کو زیادہ عمر دی جاتی ہے اور نہ اس بڑی عمروالے کی عمر کم کی جاتی ہے لیکن عمر کی خواہ کی ہو یا زیادتی دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہے، یہ سب کچھ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔

ب۔ ”مِنْ عُمُرِهِ“ = مِنْ عَمْرٍ غَيْرِ الْمَعْمُرِ، لِأَنَّ ذَكَرَ الْمَعْمُرِ يَذُلُّ عَلَى غَيْرِ الْمَعْمُرِ تَقَابُلُهُمَا، اِنْ لَا يَنْقُصُ الْآخَرُ مِنْ عَمْرِهِ إِلَّا فِي كِتَابِ فَالْكُنْيَا فِي عَمْرِهِ تَرْجِعُ إِلَى آخِرِ غَيْرِ أَوَّلِ۔

دو شخص ہیں ایک کو اللہ مثلاً سو سال کی عمر دیتا ہے اور دوسرا پیدا ہوتے ہیں مر جاتا ہے، مطلب یہ کہ:

کسی لمبی عمروالے کو لمبی عمر دی جاتی ہے اور کسی چھوٹی عمروالے کو چھوٹی عمر دی جاتی ہے خواہ کسی کی عمر کی طوالت ہو یا کسی کی عمر کی قصارت دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہیں، اللہ کا کسی کی عمر کو دراز کرنا یا کسی کی عمر میں کوتاہی کرنا دونوں ہی آسان ہیں۔

● وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ، وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَآخِرَ لِيَتَّبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۱۲)۔

”شَرَابُهُ“ = شراب البحر الفرات البحر الحلو۔

”تَلْبَسُونَهَا“ = تَلْبَسُونَ الحلية، ”فِيهِ“ = مِنْ كُلِّ الْبَحْرِ أَوْ مِنْ كُلِّ بَحَارٍ

فَضْلِهِ = فضل اللہ۔

آیت میں بحر ان تثنیہ ہے ضمیر واحد باعتبار لفظ کُل کی طرف راجع ہے۔

توضیح:

اور دونوں سمندر مل کر یکساں نہیں ہو جاتے ایک میٹھا پیاس بجھانے والا ہے اس کا پانی خوشگوار اور دوسرا سمندر کھاراکڑا ہے تم سب سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو تم یہ زیور پہنتے ہو اور تم سمندروں میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ اس کو پھاڑتی ہوئی چلی آتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے جو چاہو تلاش کرو اور اللہ کی شکر گزاری کرو۔

● ”وَمِنَ النَّاسِ وَالْذَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ“ (۲۸)۔

”مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ“ = أَلْوَانُ الْخَلْقِ، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے فحوائے کلام سے ظاہر ہے ”من“ ہضیہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بعضوں نے ”مَا“ محذوف مانتا ہے، یعنی ”وَمِنَ النَّاسِ..... مَا هُوَ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ“، لیکن کسی کلام میں حذف مانے بغیر معنی میں کوئی اشکال نہ ہو تو حذف کا نہ ماننا اولیٰ ہے۔

توضیح:

● انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں جیسی مخلوق کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں۔
الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ، لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ
وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ (۳۵)۔

”فِيهَا“ = فِي دَارِ الْمَقَامَةِ =

دیکھئے: قصص کی آیت (۸۳)، فقرہ (۱۵)۔

● إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا
إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا
غَفُورًا (۴۱)۔

الف۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الْإِمْسَاكِ، مِنْ بَرَاءِ غَايَةِ۔

اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فعل یمسك کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ وہ دونوں اپنے مقام سے سرک نہ جائیں اور اگر اللہ ان دونوں کو تھامے رکھنا ترک کر دے تو اس کے بعد خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو تھامے رکھے۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = ”مِنْ بَعْدِ الزَّوَالِ“، مصدر فعل ”تَزُولُ“ سے ظاہر ہے۔
خدا ہی..... تھامے رکھتا ہے اگر وہ دونوں اپنے مقام سے سرک جائیں تو خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو اپنے مقام سے سرک جانے سے روک رکھے۔

● **أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً، وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ
عَلِيمًا قَدِيرًا (۴۴)۔**

دیکھئے: روم کی آیت (۹)، فقرہ (۱)۔

● **”وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا
مِنْ دَابَّةٍ“ (۴۵)۔**

”عَلَى ظَهْرِهَا“ = ”عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ“۔

توضیح:

اگر خدا لوگوں کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر کسی بھی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا۔

۳۶۔ لیسین

• اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (۸)۔

الف۔ ”ہی“ = اغلال بروزن انبار دسردار، غل بالضم کی جمع ہنسی یا ہتھکڑی۔
یہاں غل سے مراد غالباً ایسا شکنجہ ہے جس میں طوق اور ہتھکڑی کو ایک دوسرے سے ملا کر مجرم کی گردن تسمے سے کس دی جاتی ہے، اس طرح کس دیئے جانے کی وجہ مجرم چل سکتا ہے مگر گردن یا منہ نیچے نہیں کر سکتا۔

توضیح:

ہم نے کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں حال یہ ہے کہ طوق ان کی تھوڑیوں تک پھنس گئے ہیں اب یہ کافر لاڑے ہوئے ہیں ان کے سر الکی رہے ہیں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔

ب۔ ”ہی“ = الأیدی، ید کی جمع، هِيَ عَائِدَةٌ اِلَى الْاَيْدِیْ وَ اِنْ لَّمْ يَتَقَدَّمْ لَهَا ذِكْرٌ لَوْ ضَوَّحَ مَكَانَهَا مِنَ الْمَعْنٰی وَ ذٰلِكَ اَنْ الْغُلَّ اِنَّمَا يَكُوْنُ فِی الْعِنَقِ مَعَ الْیَدِیْنِ وَ فِی الْکَلَامِ حَذَفَ۔

تقدیر: اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَ فِیْ اَیْدِيْهِمْ اَغْلَالًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ لِاَنَّ الْغُلَّ اِذَا كَانَ فِی الْعِنَقِ فَلَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ اِلَيْهِ وَلَا سِیَّمَا۔

ہم نے ان کافروں کی گردنوں میں شکنجے اس طرح ڈال دیئے ہیں کہ ان میں پھنسے ہوئے ہاتھ ان کی تھوڑیوں سے اڑ گئے، اب یہ لوگ الاڑے ہوئے ہیں (اس طرح کہ آگے یا نیچے جھک نہیں سکتے)۔

”ایسد“ کا ذکر لفظوں میں اس لئے نہیں ہے کہ لفظ قح اور سیاق دونوں سے عرب سامع بے تکلف سمجھ لیتا ہے کہ ”ہی“ سے مراد ہاتھ ہیں۔

● اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ اَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ (۳۱)۔

”قُرُون“ = (ق، اور، پر پیش) جمع ہے، واحد قرن قاف پر زبر اور ر پر سکون پیڑھی۔
الف۔ ”قَبْلَهُمْ“ = قبل الَّذِينَ لَمْ يَرَوْا الخ، رسالت و آخرت کا انکار کرنے والے کافر۔

”اَنَّهُمْ“ = اَن الْقُرُونِ، ”إِلَيْهِمْ“ = إِلَى الْكَافِرِينَ۔

توضیح:

کیا ہمارے رسول کا انکار کرنے والے غور نہیں کرتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں جو ان منکرین کی طرف نہیں لوٹیں گے۔
ب۔ ”اَنَّهُمْ“ = اَن الْهَالِكِينَ۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں وہ ہلاک ہونے والے ان کافروں کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ دونوں کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے۔

● وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ (۳۳)۔

”وَآيَةٌ لَهُمُ“ = وَآيَةٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ”أَحْيَيْنَاهَا“ = أَحْيَيْنَا الْأَرْضَ۔

”مِنْهَا“ = مِنْ الْأَرْضِ، ”مِنْهُ“ = مِنَ الْحَبِّ، ”هَمْ“ = اللہ کا انکار کرنے والے،
کیوں کہ حجت اللہ کا انکار کرنے والوں پر قائم کی جا رہی ہے۔

توضیح:

اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے مردہ زمین نشانی ہے جس کو ہم نے زندہ کیا اور
پھر اس سے اناج نکالا اور وہ اس اناج سے کھاتے ہیں۔

● وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ
الْعُيُونِ (۳۴)۔

”فِيهَا“، دونوں جگہ = فِي الْأَرْضِ۔

● لِيَاْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ (۳۵)۔

الف۔ ”ثَمَرِهِ“ = ثَمَرِ الْمَاءِ = مِنْ ثَمَرِ عُيُونِ الْمَاءِ مضاف محذوف مانا جائے گا۔

توضیح:

ہم نے زمین میں نخلستان اور تاکستان لگائے، ان میں نہریں جاری کیں تاکہ لوگ
نہروں کے پانی سے نشوونما پائے ہوئے پھل کھائیں۔

ب۔ ”ثَمَرِهِ“ = ثَمَرِ النَّخْلِ۔

..... تاکہ لوگ درخت خرما کے پھل کھائیں۔

ج۔ ”ثَمَرِهِ“ = ثَمَرِ التَّفْجِيرِ، ف ج کے باب تفعیل کا مصدر نہریں نکالنا،.....

تاکہ لوگ ہمارے نکالے ہوئے چشموں سے فائدہ اٹھائیں۔

یادداشت:

ضمیر سے قریب ترین فعل ف ج رہی ہے اور ثمر سے مراد ہی معنی سود

بھی آتے ہیں، جیسے ”ثمرۃ التجارة“ = الربح یعنی فائدہ، تجارت کا پھل ہے۔
 د۔ ثمرہ = ”ثمرۃ الشئ، عام وغیر متعین، تقدیر: ہوگی: لیا کُلُوا مِنْ مِثْلِ
 ما ذکرنا“ مضاف محذوف۔

..... تاکہ لوگ کھجور انگوڑی نیز وہ سب پھل کھائیں جو ہم نے پیدا کئے ہیں۔

● ”وَمَا عَمِلْتُمْ أَيْدِيَهُمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ“۔

الف۔ ماموصولہ تقدیر: لیا کُلُوا الذی عملتہ ایدیہم۔

تاکہ کھائیں وہ چیزیں جو ان کے اپنے ہاتھوں نے تیار کی ہیں، یعنی وہ غذائیں جو
 انسان قدرتی پیداوار سے خود تیار کرتا ہے تو پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے۔

ب۔ ”ما“ نافیہ۔

اور یہ اشیاء خور و نوش ان کے ہاتھوں نے تو نہیں بنائے ہیں تو پھر کیا یہ شکر نہیں
 کرتے۔

● لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ
 النَّهَارِ، وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (۴۰)۔

شمس کی تانیث دیکھئے: بقرہ کی آیت (۲۹۸) بقرہ (۲۵)۔

● وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُونِ،
 وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ (۴۱، ۴۲)۔

”مِثْلِهِ“ = مثل الفلک۔

فلک، تذکیر و تانیث کے لئے۔

دیکھئے: ہود کی آیت (۴۰) بقرہ (۱۰)۔

● وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ
 مُبِينٌ (۶۹)۔

الف۔ ”عَلَّمْنَاهُ“ = عَلَّمْنَا الرُّسُولَ۔

لَهُ = للرسول، اِنْ هُوَ = اِنْ القرآن۔

اِنْ = نافیہ۔

یہاں اسم مذکور نہیں ہے، سیاق سے اسم یعنی ”الرسول“ ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ہم نے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور رسول کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ ہماری طرف سے لوگوں کو شعر سنایا کریں وہ جو کچھ سناتے ہیں وہ صرف نصیحت دلانے (مرتب و مربوط) اور صاف پڑھا جانے والا کلام ہے۔

ب۔ ”لَهُ“ = للقرآن۔

..... وہ شعر نہیں ہے اور قرآن کے لئے شعر سکھانا پڑھانا مناسب نہیں وہ تو صرف نصیحت دلانے اور مرتب و مربوط و صاف و واضح کلام ہے نہ کہ کچھ اور۔

● لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ (۷۵)۔

الف۔ ”لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ“ = لَا يَسْتَطِيعُونَ الْإِلَهَةُ نَصَرَ عَابِدِيهِمْ وَالْعَابِدُونَ لِإِلَهَتِهِمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ۔

توضیح:

پوجے جانے والے (معبود) اپنے پیاریوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ بیماری روز قیامت الئے ان پوجے جانے والوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

ب۔ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ = لَا يَسْتَطِيعُونَ الْعَابِدُونَ نَصَرَ مَعْبُودَاتِهِمْ وَمَعْبُودَاتِهِمْ لِعَابِدِهِمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ۔

بجاری اپنے دیوتاؤں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ روز ستیز یہ دیوتا خود اپنے پیجاریوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

اس سیاق میں سورۃ الانبیاء کی (۹۸) ویں آیت دیکھئے: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ الْخَلْقَ تَمَّ اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم پوجتے تھے دوزخ کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورہ یسین)۔

● اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (۸۱)۔
الف۔ ”مِثْلَهُمْ“ = مثل السموات والارض۔

توضیح:

کیا اللہ جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے کیا وہ اس طرح کے اور آسمان و زمین نہیں پیدا کر سکتا؟ کیوں نہیں وہی تو پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

ب۔ ”مِثْلَهُمْ“ = مثل الناس المنکرین بالبعث۔

کیا اللہ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے اس پر قادر نہیں کہ وہ ان لوگوں کے جیسے جو حیات بعد موت کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو پیدا کرے، کیوں نہیں الخ۔

۷۳۔ صفت

• فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنِ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِينٍ لَا زِبْ (۱۱)۔

”فَاسْتَفْتِهِمْ“ = فَاسْتَفْتِ النَّاسَ لوگوں سے پوچھو۔

”خَلَقْنَاهُمْ“ = خَلَقْنَا النَّاسَ ہم ہی نے انسانوں کو پیدا کیا۔

یہاں ضمیر کا مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے، سیاق سے ظاہر ہے کہ اس کا مرجع انسان ہے، اگر اس کے بعد کی آیتوں پر غور کریں اور ضمیر کا مرجع خاص طور پر اللہ اور اس رسول کا انکار کرنے والے مراد لیں تو بھی صحیح ہوگا۔

توضیح:

اب ان سے پوچھو ان کی پیدائش زیادہ کٹھن ہے یا ان چیزوں کو جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں، انسانوں کو تو ہم نے لیسدار گارے سے پیدا کیا۔

• يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ (۴۵)۔

• لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ (۴۷)۔

فِيهَا = فِي الْكَاسِ کاس، جام شراب، یہاں ظرف کا ذکر ہے اس سے مراد مظروف ہے عربی میں شراب، خمر مونث سماعی ہے۔

”عَنْهَا“ = عَنِ الْخَمْرِ۔

توضیح:

شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان گردش کرائے جائیں گے چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہوگی، ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہوگا اور نہ اس سے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

● قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ (۵۱)۔
”مِنْهُمْ“ = قَالَ قَائِلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

توضیح:

جنتیوں میں سے ایک شخص کہے گا: دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا جو کہا کرتا تھا کہ.....

● قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُّطْلِعُونَ (۵۲)۔
الف۔ ”قَالَ“ = قَالَ اللَّهُ هَلْ الْخ۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟
ب۔ قَالَ = قَائِلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ = اہل جنت میں سے جو باہم ایک دوسرے کے حالات پوچھ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا:

کیا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟
● فَاطَّلَعَ قَرَاهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ (۵۵)۔

”فَاطَّلَعَ“ = فَاطَّلَعَ السَّائِلُ عَلَى قَرِينِهِ قَرَاهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بات پوچھ رہا تھا دیکھنے کے لئے جھکا تو اس نے اپنے ساتھی کو دوزخ کے بیچ میں دیکھ لیا۔
● قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كَذِبْتُ لَتُرَدِّىْنَ (۵۶)۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بابت پوچھ رہا تھا اس نے کہا خدا کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر ڈالنے والا تھا۔
● طَلَعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيْطَانِ (۶۵)۔
”طَلَعُهَا“ = طلع شجرة الزقوم، ”كَأَنَّهُ“ = كَأَن الطلع۔

توضیح:

اس کے شگونی ایسے ہیں جیسے شیطان کے سر۔
● فَإِنَّهُمْ لَا يَكُلُونَ مِنْهَا فَمَا لَيُونَنَّ مِنْهَا الْبُطُونُ (۶۶)۔
”مِنْهَا“ = (دونوں جگہ) مِنْ شَجَرَةِ الزَّقُّومِ۔

توضیح:

سوائے دوزخ زقوم کے جھاڑ سے کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گے۔
● ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ (۶۷)۔
”عَلَيْهَا“ = عَلَى مَا كَلَةَ شَجَرَةِ الزَّقُّومِ مضاف محذوف۔

توضیح:

پھر زقوم کے جھاڑ کی غذا (خوراک) پر ان جہنمیوں کو پینے کے لئے گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔

● ثُمَّ إِنَّ مَرَجِعَهُمْ لَا إِلَى الْجَحِيمِ (۶۸)۔

”ہم“ = اَہْلِ جَهَنَّمَ اِیْ اَہْلِ النَّارِ = الکافرین = المجرمین۔

ترجمانی:

پھر ان کی واپسی آتش دوزخ کی طرف ہوگی (تفہیم)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی جب بھوک پیاس سے بے تاب ہونے لگیں گے تو انہیں زقوم کے درخت اور کھولتے پانی کی طرف ہانک دیا جائے گا، کھاپی کر پیٹ بھر لیں گے تو پھر دوزخ میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ (حاشیہ تفہیم کی تلخیص)۔

● اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ (۶۹)۔

”اِنَّهُمْ“ = اِنْ الکافرین، ”اَبَاءَهُمْ“ = اَباء الکافرین۔

ملحوظہ:

یہاں سے تقریر کا رخ بظن غالب محمد ﷺ کے مخاطب ہیں۔

توضیح:

یہ کافر جو محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر رہے ہیں انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا اس لئے:

● فَهُمْ عَلٰی اَثَرِهِمْ يَهْرَعُونَ (۷۰)۔

”هُم“=(دونوں جگہ)، اہل کفر، مراد غالباً عام اہل عرب، خصوصاً قریش کے

سردار ہیں۔

توضیح:

یہ لوگ اپنے باپ دادا ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

● وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ (۷۱)۔

”قَبْلَهُمْ“= قبل منکری القرآن۔

توضیح:

قرآن کے ان منکروں سے پہلے بہت سی قومیں بھی (اپنے باپ دادا کی اندھی

تقلید کی وجہ سے) گمراہ ہو چکی ہیں۔

● وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ (۷۲)۔

”فِيهِمْ“= فی الاولین۔

توضیح:

حالانکہ ان منکرین قرآن سے پہلے کی قوموں میں ہم نے آخرت کے انجام بد

سے متنبہ کرنے والے کئی نبی بھیجے تھے۔

● إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۸۱)۔

”إِنَّهُ“= إِنَّ نُوحًا مِنَ الْخ نوح در حقیقت ہمارے مومن بندوں میں تھا۔

● وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لِابْرَاهِيمَ (۸۳)۔

الف۔ ”مِنْ شِيعَتِهِ“= مِنْ شِيعَةِ نوح = اور نوح ہی کے طریقہ پر چلنے والے

ابراہیم تھے۔

ب۔ ”مِنْ شِيعَتِهِ“ = مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّد۔

اور نوح بھی اسی طریقہ پر چلنے والے تھے جس پر محمد ﷺ چلتے ہیں۔

● فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنِيْ اِنِّىْ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْ
اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَابَتْ اَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ
سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۰۲)۔

”فَلَمَّا بَلَغَ“ = فَلَمَّا بَلَغَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ مَعَ اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ السَّعْيَ الْخ۔

توضیح:

جب ابراہیمؑ کا لڑکا اپنے والد کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو ایک روز ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تم کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے، تو وہ بولے ابا جان جو آپ کا حکم ملا ہے، آپ اس کو بلا تامل بجالائے آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

● فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٖ لِلْجَبِيْنِ (۱۰۳)۔

”فَلَمَّا اَسْلَمَا“ = فَلَمَّا اَسْلَمَا اِبْرَاهِيْمَ وَابْنَهُ وَتَلَّ اِبْرَاهِيْمُ ابْنَهُ۔

توضیح:

اور جب ابراہیمؑ اور ان کے لڑکے نے سر تسلیم خم کر دیا اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا۔

● ”وَقَدْ يَنْهٖ بِذَبْحِ عَظِيْمٍ“ (۱۰۴)۔

”قَدْ يَنْهٖ“ = قَدْ يَنْهٖ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بِذَبْحِ عَظِيْمٍ۔

ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر ابراہیمؑ کے لڑکے کو چھڑا لیا۔

• وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۱۰۸)۔

الف۔ ”وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ“ = تَرَكْنَا عَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ فِي الْآخِرِينَ (اور ابراہیم کی تعریف بعد کی بیڑھیوں میں چھوڑ دی)۔

ب۔ ”وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ“ = وَتَرَكْنَا عَلَىٰ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ فِي الْآخِرِينَ۔

اور ابراہیم کے لڑکے کی تعریف بعد کی نسلوں میں چھوڑ دی۔

• اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۱۱۱)۔

”اِنَّهُ“ = اِنَّ اِبْرَاهِيمَ۔

اور ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں تھے۔

• وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ (۱۱۲)۔

توضیح:

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ وہ نبی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔

• وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ، وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ

لِنَفْسِهِ مُبِينٌ (۱۱۳)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ ”ذُرِّيَّتِهِمَا“ = ذُرِّيَّةُ اِبْرَاهِيمَ وَاسْحَاقَ۔

توضیح:

اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق کو برکت دی اور اب ان دونوں کی ذریت میں کوئی محسن

ہے الخ۔

• وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ (۱۱۶)۔

وَنَصَرْنَاهُمْ = وَنَصَرْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ وَمَنْ اتَّبَعَهُمَا۔

توضیح:

ہم نے موسیٰ و ہارون نیز جس نے ان کی پیروی کی ان سب کی مدد کی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے۔

● وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ، وَبِالْأَيْلِ أَفْلًا تَعْقِلُونَ (۱۳۸، ۱۳۷)۔

ان دو آیتوں سے پہلے کی آیتوں میں فرمایا ہے:

لوطؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے ہم نے لوطؑ اور لوطؑ کے گھرانے کے سب افراد کو بچالیا، البتہ ایک بڑھیا جو پیچھے رہ گئی تھی وہ عذاب سے نہیں بچی پھر ہم نے ”ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ“ (۱۳۶) پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔

”تَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ“ = تمرون علی مدمرین۔

مضاف محذوف یعنی = علی اثار المدمرین۔

مطلب غالباً یہ ہے:

اے اہل قریش تم تو بغرض تجارت صبح شام آتے جاتے لوط کے منکروں کی بستیوں کے کھنڈروں پر سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہی ہو کہ ان کا کیسا انجام ہوا، تم کیوں ان سے سبق حاصل نہیں کرتے؟ ذرا سوچو تو سہی۔

● فَاسْتَفْتِهِمُ الرَّبُّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ (۱۳۹)۔

”فَاسْتَفْتِهِمْ“ = فَاسْتَفْتِ الْمُسْرِكِينَ۔

● وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا، وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ (۱۵۸)۔

”وَجَعَلُوا بَيْنَهُ“ = وَجَعَلَ الْمُسْرِكُونَ بَيْنَ اللَّهِ الْخ۔

توضیح:

مشرکوں نے اللہ اور جن کے درمیان نسب کا رشتہ بنالیا ہے۔
 ● فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ، مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ (۱۶۱، ۱۶۲)۔
 الف۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى اللَّهِ۔

تم اور تم جن کو پوجتے ہو اللہ سے کسی کو نہیں پھیر سکتے، روگردانی نہیں کر سکتے۔
 ب۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى مَا۔

تم اور تمہاری یہ عبادت کسی کو آزمائش میں نہیں ڈال سکتی۔
 ● وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ (۱۶۳)۔

”لَهُ“ = لِأَحَدٍ = تقدیر: وَمَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ، یا، وَمَا مِنَّا إِلَّا مَنْ لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ۔

وَمَا مِنَّا مَلَكٌ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ۔
 ”أَحَدٌ“ سے غالباً ملانکہ مراد ہیں۔

مطلب یہ معلوم ہوتا ہے:

فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہونا تو ناممکن ہے، ہم کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ جس کا جو درجہ مقرر ہے اس سے بال برابر بھی ہٹ سکیں۔

● فَكْفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (۱۷۰)۔

الف۔ ”كْفَرُوا بِهِ“ = كَفَرُوا بِالذِّكْرِ وَالذِّكْر = القرآن۔

توضیح:

جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

ب۔ ”كْفَرُوا بِهِ“ = كَفَرُوا بِالرَّسُولِ۔

جب ہم نے رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

۸-۳ ص

• ”ءَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَاۤ اَبْلُ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِىْ“ النخ (۸)۔

”عَلَيْهِ“ = علی محمد سباق سے صاف ظاہر ہے گو لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر نصیحت کی کتاب اتری ہے؟ بلکہ یہ لوگ خود ہی میری وحی کی بابت شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

• وَوَهَبْنَا لِذَاوُدَ سُلَيْمٰنَۙ نَّعَمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (۳۰) اِذْ عَرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصُّفِيٰتُ الْجِيَادُ (۳۱) فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحَبُّتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلٰى فِطْفِقٍ مَّسْحًا بِالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ (۳۲، ۳۳)۔

”اِنَّهٗ“ = اِن سلیمان ”عَلَيْهِ“ = علی سلیمان۔

الف۔ ”تَوَارَتْ“ = توارت الصُّفِيٰتُ۔

ب۔ ”تَوَارَتْ“ = توارت الشَّمْسُ۔

”رُدُّوْهَا“ = رُدُّوْا الْخَيْلَ۔

توضیح:

اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ بہت خوب بندہ تھا، سلیمان خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

جب سلیمان کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگائیں نے اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو کر مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ گھوڑے پردے کے پیچھے کر دیئے گئے۔

تَوَارَتْ كَانَاعِلُ شَمْسٍ هُوَ تَو:

تا آنکہ سورج چھپ گیا، آفتاب غروب ہو گیا۔
سلیمان نے کہا ان گھوڑوں کو میرے یہاں واپس لاؤ، پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

● وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ (۴۰)۔

”اَلہ“ = سلیمان اسم چار آیتوں پہلے آیا ہے۔

ترجمہ: اور بے شک سلیمان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے (فتح محمد)۔

● وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرًا لِّأُولَىٰ

الْأَلْبَابِ (۴۳)۔

دیکھئے: سورۃ انبیاء آیت رقم (۸۴)۔

● إِنَّ هَذَا لَرِزْقُنَا مَالَهُ مِنْ نَفَادٍ (۵۴)۔

”اَلہ“ = للرزق = لرزقنا۔

توضیح:

یہ ہمارا رزق ہے یہ رزق کبھی ختم نہیں ہوگا۔

● ہَذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ (۵۷)۔

الف۔ ”لِيَذُوقُوهُ“ = لِيَذُوقُوا رِزْقَنَا وَهُوَ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ، یا۔ منہ حمیم

وغساق۔

توضیح:

یہ ہے جہنمیوں کے لئے ہمارا رزق۔

ب۔ ”لِيَذُوقُوهُ“ = لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ۔

هَذَا عَذَابٌ ذُوقُوهُ خَيْرٌ مِمَّا تُخَفُونَ۔

یہ عذاب ہے، اس کو چکھو، ہذا حمیم وغساق۔

● وَ الْآخِرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ (۵۸)۔

الف۔ ”شَكْلِهِ“ = شَكْلُ الْعَذَابِ۔

تخریج باعتبار معنی ہے۔

تقدیر: وَاخِرُ مِنْ كُلِّ شَكْلٍ مَا ذَكَرْنَا۔

اور اسی طرح کے بہت سے عذاب ہوں گے۔

ب۔ ”شَكْلِهِ“ = شَكْلُ حَمِيمٍ۔

اور حمیم کی طرح کا اور دوسرا (گرم، بد مزہ اور بد بودار) پانی۔

● أَنْتُمْ قَدْ مُتِمُّوهُ لَنَا، فَبُئْسَ الْقَرَارُ (۶۰)۔

”قَدْ مُتِمُّوهُ“ = قَدْ مُتِمُّوا الْعَذَابَ فُجَوَاءَ كَلَامٍ سے مرجع ظاہر ہے۔

تم ہی نے تو یہ عذاب ہمارے سر لایا۔

انتباہ:

آیت (۵۹) سے (۶۳) تک پانچ آیتوں میں خدا کے سامنے دوزخیوں کے باہمی

جھگڑے کا ذکر ہے، ان میں جو حاضر غائب ضمیریں آئی ہیں ان کے مراجع واضح ہیں۔

● قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ، أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ (۶۸، ۶۷)۔
الف۔ ”هُوَ“ = ”الإنذار“ ”عَنْهُ“ = ”عَنِ الإنذار“ ضمیر سیاق سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

کہہ دو کہ یوم حساب کا ڈر اور بڑی اہم خبر ہے، اس خبر پر تم توجہ نہیں کر رہے ہو۔
مطلب یہ کہ:

اس بے توجہی کا بڑا بُرا انجام ہو گا۔

ب۔ ”هُوَ“ = ”القرآن“، ”عَنْهُ“ = ”عَنِ القرآن“۔
یہ قرآن ایک عظیم الشان خبر ہے تم اس سے روگردانی کر رہے ہو۔
● قَالَ فَأَخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ (۷۷)۔
”مِنْهَا“ = ”مِنَ الْجَنَّةِ“۔

دیکھئے: اعراف آیت (۱۳، ۱۴)، فقرہ (۴)۔

نیز ”حجر“ کی آیت (۳۹، ۳۴) فقرہ (۱۳، ۱۴)۔

● قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّ مَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (۸۶)۔
”عَلَيْهِ“ = ”عَلَى التبليغ“ علی الإنذار۔

دیکھئے: ”ہود“ کی (۹۱، ۲۹) اور فقرہ (۱۲، ۸)۔

● إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ، وَلَتَعْلَمَنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (۸۸، ۸۷)۔
”هُوَ“ = ”القرآن“، ”نَبَأَهُ“ = ”نَبَأَ الذکر“ = ”نَبَأَ الإنذار“۔

توضیح:

یہ قرآن بے کار قول نہیں ہے، یہ سارے جہانیوں کے لئے نصیحت ہے اور تم کو
ایک وقت اس کی حقیقت یقیناً معلوم ہو جائے گی۔

۳۹- زمر

• "وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ" (۷)۔
 "يَرْضَهُ" = يَرْضُ الشكر مرجع "ان تَشْكُرُوا" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری سے راضی نہیں ہوتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہاری شکر گزاری پر خوش ہوتا ہے۔

• وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوًّا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْذَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا، إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (۸)۔

"رَبَّهُ" = رَبَّ الْإِنْسَانَ، "إِلَيْهِ" = إِلَى رَبِّهِ، "لَهُ" = لِلْإِنْسَانَ۔
 "مِّنْهُ" = مِنَ الرَّبِّ، "إِلَيْهِ" = إِلَى مَا يَدْعُو "سَبِيلِهِ" = سَبِيلَ اللَّهِ۔

توضیح:

اور جب انسان کو کوئی مصیبت آجکڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو پکارتا اور اس کی طرف دل سے رجوع ہوتا ہے پھر جب اس کا پروردگار اس کو اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ

اس کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو خدا کا ہمسر ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے ہٹا دے (اور انہیں گمراہ کر دے) اے پیغمبر آپ ایسے کافر نعمت سے کہہ دیجئے کہ ناشکری کرتے ہوئے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے۔

● ”أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا“ (۲۱)۔

”سَلَكَهُ“ = سلك الماء ”بہ“ = بالماء ”ألوانه“ = ألوان الزرع، ”تراه“ = ترى الزرع ”يَجْعَلُهُ“ = يجعل الله الزرع حطاماً۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس بارش کو زمین میں چشمہ بنا کر جاری کرتا پھر اس پانی سے کھیتی اگاتا ہے، اس کھیتی کے رنگ طرح طرح کے ہوتے ہیں پھر وہ کھیتی سوکھ جاتی ہے، تم اس کھیتی کو دیکھتے ہو کہ زرد ہو گئی ہے پھر اللہ اس کو پُور اچھورا کر دیتا ہے۔

● ”اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ، ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ“ (۲۳)۔

”منه“ = من أحسن الحديث = من القرآن اور اسی طرح ”بہ“ = بأحسن الحديث = بالقرآن۔

توضیح:

خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائیں ہیں (یعنی) کتاب جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں، اور دہرائی جاتی ہیں، جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اس قرآن کے سننے پڑھنے سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کے دل اور بدن نرم ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی خدا کی ہدایت ہے، وہ اس کتاب قرآن کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے زندگی کا صحیح راستہ دکھاتا ہے، اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

● وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۳۳)۔

الف۔ ”بہ“ = بالرسول، صَدَّقَ المؤمنون بالرسول۔

توضیح:

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے سچی بات لانے والے کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

ب۔ ”بہ“ = بِاللَّهِ، اس آیت سے پہلے کی آیت کے لفظ ”مَنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ“ سے ماخوذ ہے۔

مطلب یہ کہ: جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے سچی بات والے یعنی اللہ کی تصدیق کی الخ۔

یہ ضمیر کی تخریج سیاق سے بے جوڑ و بے تعلق معلوم ہوتی ہے۔

اور ”الَّذِي“ سے مراد جبریل اور ”صَدَّقَ“ کا فاعل محمد ﷺ کا کہنا بھی بالکل ہی

بے ربط ہے۔

● ”وَلَٰئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ،

قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ، قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ“ (۳۸)۔

توضیح:

”هُنَّ“ دونوں جگہ ”تدعون من دون الله“ کلمات والعزی والمناات

وغیرھا۔

اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہہ دیں گے کہ خدا نے، دیکھو تو سہی تم جن دیویوں کو پکارتے ہو اگر خدا مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ دیویاں مجھ سے وہ تکلیف دور کر سکتی ہیں یا اگر خدا مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ دیویاں خدا کی مہربانی کو روک سکتی ہیں؟ آپ کہئے مجھے تو خدا کافی ہے۔

● ”وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ

لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ الخ (۴۷)۔

”مِثْلَهُ مَعَهُ“ = دیکھئے: مائدہ کی آیت (۳۶)، نقرہ (۶) اور رعد کی آیت (۱۸)

نقرہ (۸)۔

● فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا

أُوتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ، بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۴۹)۔

”أُوتِيْتُهُ“ = اوتیت ”ما“ موصولہ۔

”ہی“ = النعمۃ، ”اکثرہم“ = اکثر الناس۔

توضیح:

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے جو کچھ مجھے دیا گیا ہے وہ مجھے میرے علم و فن کی وجہ سے

ملا ہے (اس کا ایسا سمجھنا غلط ہے) ایسا نہیں ہے بلکہ جو نعمت دی گئی تھی وہ ایک آزمائش تھی کہ دیکھیں وہ ہمارا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

یادداشت:

جب قارون سے کہا گیا تھا کہ اللہ نے تجھ سے اچھا سلوک کیا ہے تو تو بھی دوسروں سے بھلائی کرتا اس نے بھی یہی کہا تھا: اِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي (قصص ۷۸)۔
حَسَنَاتٍ وَمَسِئَاتٍ کی طرح خیر و شر بھی آزمائش کا سبب ہوتے ہیں جس طرح خدا خوش حالی و تو نگری سے آزماتا ہے اسی طرح بے توانائی اور ناداری سے بھی آزماتا ہے نعمت و زوال نعمت دونوں ہی آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

دیکھئے: اعراف آیت (۱۶۸) اور انبیاء آیت (۳۵)۔

● قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۵۰)۔

”قَالَهَا“ = قال المقالة سابق آیت ”قال“ سے ظاہر ہے۔

”قَبْلِهِمْ“ = قَبْلُ مِنْكَری نِعْمَةِ اللّٰهِ۔

توضیح:

جو لوگ ایسے کافر نعمتوں سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی ایسی ہی بات کہا کرتے تھے (کہ جو کچھ ملا وہ ہماری دانش و بینش سے ملا) تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ روز قیامت ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔

۴۰۔ غافر (مومن)

وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۵)۔

”لِيُدْحِضُوا بِهِ“ = بالجدال أو بالباطل۔

دیکھئے: کہف آیت (۵۶) فقرہ (۱۵)۔

ذَلِكُمْ بَأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَخَذَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ (۱۲)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّانَ۔

اللہ کی کافروں سے بے زاری اس لئے ہے کہ:

واقعہ یہ تھا کہ جب تنہا خدا ہی کو پکارا جاتا تھا تو تم اللہ کا انکار کر دیتے تھے ارح۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ (۲۱)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قبل المدعوین إلى الإسلام اور اسی طرح مِنْهُمْ۔

”هُمْ“ = الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِ المدعوین اسی طرح أَخَذَهُمْ وَذُنُوبِهِمْ وَلَهُمْ

کی جمع مذکر غائب ضمیرین۔

أَنَّهُمْ، تَأْتِيهِمْ، رُسُلُهُمْ أَوْرَ أَخَذَهُمْ۔

دیکھئے: روم کی آیت (۹) فقرہ (۱)۔

● إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَهُمُ إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ..... الخ (۵۶)۔

الف۔ بِبَالِغِيهِ = بالغی الدفع یعنی دفع الآيات المفهوم من المجادلة سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

جو لوگ کسی عقلی، نقلی یا الہامی سند کے بغیر خدا کی آیات میں جھگڑتے ہیں وہ ان آیتوں کے خلاف اپنی مدافعت نہیں کر سکتے، ان کے دلوں میں اپنی بڑائی ہے اس پندار باطل کی وجہ سے وہ اللہ و رسول کے آگے جھکنا نہیں اچاہتے۔

ب۔ ”مَا“ = نافیہ ”بَالِغِيهِ“ = بالغی اکبر۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں، کبر ہے اور وہ اس کبر کو نہیں پہنچ سکتے۔

● أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸۲)۔
دیکھئے: روم آیت (۹) فقرہ (۱)۔

● فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ (۸۳)۔

جاءَتْهُمْ، رُسُلُهُم، عِنْدَهُمْ اور بِهِمْ ان سب میں جمع غائب ضمیروں کا مرجع ہلاک شدہ قومیں۔

اسی طرح اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک شدہ قومیں ہیں
 اسی طرح: ”يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ“ اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک
 شدہ قومیں ہیں۔

توضیح:

جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی آیتیں لے کر آئے تو وہ اسی علم میں مگن
 رہے جو ان کے پاس تھا اور پھر اسی چیز کے پھیر میں آگئے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے جب
 انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکارنے لگے ہم اللہ واحد پر ایمان لے آئے اور ہم ان سب
 چیزوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔
 مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ سود مند نہیں ہو سکتا۔

۴۱۔ فصلت (حم سجدہ)

● فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا..... الخ (۱۲)۔

”هُنَّ“ = سَمَوَات۔

سما جب چھت کے معنی میں ہو تو مذکور یا مونث دونوں طور پر استعمال ہوتا ہے یہاں بطور تانیث ہے مذکر ہوتا تو سبعة سموات ہوتا۔
مطلب یہ ہے کہ:

اللہ نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی

کر دیا۔

● فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ، وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا لَهُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ (۲۴)۔

لَهُمْ = لِأَعْدَاءِ اللَّهِ، ”مَا لَهُمْ“ = مَا اَعْتَدَاءِ اللَّهِ۔

توضیح:

اب اگر یہ کافر صبر کریں یا نہ کریں ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہی ہے اور اگر یہ کافر اب توبہ کرنا چاہیں تو انہیں اس کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح اس آیت کے بعد والی آیت کی جملہ جمع مذکر غائب ضمیروں کا مرجع

منکر میں خدا ہی ہے۔

● وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (۳۴)۔

”ہی“ = الکلمۃ۔

دیکھئے: مومنون آیت (۹۶) فقرہ (۱۳)۔

● وَمَا يُلْقُوهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُوهَا إِلَّا ذُوحَضِّ عَظِيمٍ (۳۵)۔

دیکھئے: قصص کی آیت (۸۰) فقرہ (۱۳)۔

● وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (۳۷)۔

”خَلَقَهُنَّ“ = خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔

توضیح:

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے دن و رات اور چاند سورج پیدا کئے، اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو۔

● وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ، أَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ، وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى، أُولَئِكَ يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ (۴۴)۔

”جَعَلْنَاهُ“ = جَعَلْنَا الذِّكْرَ، آیت (۴۱) سے ظاہر ہے۔

هُوَ (دونوں جگہ) الذکر = القرآن۔

توضیح:

اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں نازل کرتے تو اے رسول تمہارے یہ اذیلین مخاطب اہل عرب کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں، کیا خوب قرآن تو عجمی اور مخاطب عربی، کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفا ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی ہے یعنی بہرا پن اور ان کے حق میں یہ ذکر یعنی قرآن موجب ناپیدائی ہے۔، گرانی کے سبب ان کو گویا دور سے آواز دی جاتی ہے۔

ملحوظہ:

بعض معربوں نے کہا ہے: ہو سکتا ہے کہ ”ہو“ کی ضمیر کا مرجع ”وقرء“ ہو یہ ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

مطلب شاید یہ ہو:

کافر سنتے نہیں دیکھتے بھی نہیں، توجہ نہیں تو سوجھ بوجھ نہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (۴۵)۔

دیکھئے: ہود، آیت (۱۱۰) فقرہ (۱۶)۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ اَيْنَ شُرَكَائِيْ قَالُوا اِذْنٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شٰهِيْدٍ، وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ (۴۷، ۴۸)۔

”يُنَادِيهِمْ“ = ينادي الله المُشْرِكِينَ، ”عَنْهُمْ“ = عَنْ الْمُشْرِكِينَ۔
 ”لَهُمْ“ = لِلْمُشْرِكِينَ۔

توضیح:

اور جس دن اللہ مشرکوں کو پکارے گا اور کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میری بجائے پکارا کرتے تھے تو یہ مشرک کہیں گے ہم تجھ سے عرض کر چکے ہیں کہ آج ہم میں سے کوئی ان کی گواہی دینے والا نہیں ہے۔

اور جن جن کو یہ مشرکین خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے اور یہ مشرکین یقین کر لیں گے کہ ان کے لئے پناہ لینے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

● قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ
 مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (۵۲)۔

”بہ“ = بالقرآن اسم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو پھر تم اس قرآن سے انکار کرو تو اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہے جو حق کی پرلے درجہ کی مخالفت میں ہو۔

● سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ
 الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۵۳)۔

الف۔ ”أَنَّهُ الْحَقُّ“ = أَنْ الْقُرْآنَ حَقٌّ، أَنَّهُ الْخ = أَنْ رَبَّكَ۔

توضیح:

ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں

دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن حق ہے۔
کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار ہر چیز پر شاہد ہے۔
ب۔ ”اِنَّهُ“ = اَنَّ الرَّسُولَ، بحذف حرف جر یعنی اَنَّ الرَّسُولَ عَلٰی الْحَقِّ۔
مطلب یہ کہ:

عنقریب..... کافروں پر ظاہر ہو جائے گا کہ محمد ﷺ حق پر تھے (اور اے نبی تم
کافروں کے انکار سے دل گیر کیوں ہو) کیا تم کو یہ الخ۔

۴۲- شوریٰ

• جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَ مِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذُرُوكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱۱)۔
الف۔ ”فِيهِ“ = فی الخلق یہ لفظ ”جَعَلَ“ سے ظاہر ہے مصدر بمعنی مفعول۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے ہی جنس سے جوڑے بنائے اور چار پایوں کے بھی جوڑے بنائے، وہ تم کو مخلوق میں پھیلاتا بڑھاتا رہتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الزوج، ج، فِيهِ = فی البطن۔
و۔ ”فِيهِ“ = فی الرحم۔

ھ۔ تم کو اور چوپایوں کو جوڑوں میں بڑھاتا ہے، بہت سے جوڑے بناتا ہے۔

و۔ تم کو اور چوپایوں کو پیٹ میں بڑھاتا ہے۔

ز۔ تم کو اور چوپایوں کو رحم میں پھیلاتا ہے۔

آخری تخریج تو صحیح نہیں کہ رحم مونث سماعی ہے۔

دوسری تخریج کا احتمال ہے، اور تیسری تخریج بعید از صواب۔

• شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَ الَّذِي آوَىٰ حَيْنًا إِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَىٰ وَ عِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا

الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ، كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ
إِلَيْهِ، اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ
يُنِيبُ (۱۳)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = ”فِي الدِّينِ“، ”تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ“ = ”إِلَى الدِّينِ“، ”يَجْتَبِي“، ”إِلَيْهِ“ =
”يَجْتَبِي إِلَى الدِّينِ“، ”يَهْدِي إِلَيْهِ“ = ”يَهْدِي الدِّينَ“۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم
دیا تھا، اور جس کی اے محمد ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور
عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور دین میں فرقہ بندی نہ کرنا۔ جس چیز کی طرف
تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔

اللہ جس کو چاہتا ہے دین کے لئے چن لیتا ہے اور جو اللہ سے رجوع ہو اسے دین
کے رستے (راہ حق) پر ڈال دیتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = ”فِي الدِّينِ“، ”تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ“ = ”تَدْعُونَ إِلَى الدِّينِ“۔

”يَجْتَبِي إِلَيْهِ وَيَهْدِي إِلَيْهِ“ = ”يَجْتَبِي إِلَى اللَّهِ وَيَهْدِي إِلَى اللَّهِ“۔

..... دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کرتا ہے اور جو

اس سے رجوع ہو اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔

● وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ،

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى لَفُضِيَ

بَيْنَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِينَ أُوْرِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ

مِنْهُ مُرِيبٍ (۱۴)۔

الف۔ جَاءَهُمْ = بَيْنَهُمْ، مِنْ بَعْدِهِمْ = اُمَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَالرَّجْعُ اَمَةُ مُوسَى =

بنی اسرائیل = مِنْهُ = مِنَ الْكِتَابِ وَالْمَرَادُ الْإِنْجِيلُ۔

توضیح:

اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو اللہ کی جانب سے پیغمبر کے ذریعہ علم حق (دین حق)، آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے ہوئے ہیں۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں میں فیصلہ کر دیا جاتا۔

دین حق میں تفرقے پیدا کر کے الگ الگ ہو جانے والوں (بنو اسرائیل یہودیوں) کے بعد جو لوگ کتاب الہی کے وارث ہوئے وہ شبہ کی الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں (کہ ایا انجیل میں محمد ﷺ کے بارے میں جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ آپ ﷺ ہی پر صادق آتی ہے یا نہیں)۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = مِنَ الْقُرْآنِ۔

”مِنْهُ“ سے مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ کہیں تب بھی ضمیر زیر غور کی تخریج میں کوئی تکلف نہیں ہوگا، کیونکہ قرآن اور محمد ﷺ علاحدہ ہونے کے باوصف لازم و ملزوم ہیں۔

اس لحاظ سے ”الذین“ سے مراد عام اہل عرب اور خصوصاً قریش ہوں گے کہ نبی کے بعد نبی عربی محمد ﷺ ہی ہیں۔

البتہ ”مِنْهُ“ سے ”مِنَ الذِّينِ“ مراد لینا بعید از صواب بلکہ از روئے عربیت صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

ملحوظہ:

إِنَّ الَّذِينَ أُوذُوا الْكُتُبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي الْخِ مِنَ قَبْلِ مَشْرِكَ الْعَرَبِ۔
اس صورت میں ”الَّذِينَ“ سے مراد عام اہل کتاب ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں

کہیں کے ہوں۔

”من“ برائے ابتداء غایت قبل کا مترادف گویا ”من“ از لغات اضداد۔
کلام عرب میں ”من“ بمعنی قبل کے استعمال کی سند مل جاتی ہے اگرچہ ایسا استعمال عام نہیں۔

مطلب یہ کہ:

محمد ﷺ کے مخاطب قرآن کی طرف سے شبہ کی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں، ان لوگوں سے پہلے وہ لوگ بھی جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبروں کی کتاب کی طرف سے شبہ کی الجھن میں پھنسے ہوئے تھے جس طرح قرآن کے مخاطب اس کے بارے میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد کی آیت ہے ”فَلِذَاكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرْتُ وَلَا تَتَّبِعِ أَهْوَاءَ هُمْ“ چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے اور آپ کی مخالفت ہو رہی ہے اس لئے اے محمد تم اسی دین کی طرف دعوت دو جس طرح حکم دیا گیا ہے الخ۔

”من“ بمعنی قبل والی توجیہ نہ ہو تو ”مِنْ بَعْدَهُمْ“ اپنے اصلی معنی ہی میں یعنی مِنْ بَعْدِ أَهْلِ الْكِتَابِ کی ضمیر مجرور کی تخریج غلط نہیں معلوم ہوتی، والعلوم عند اللہ۔
● ”تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ“ (۲۲)۔
”هُوَ“ = جَزَاءُ كَسَبِهِمْ = مضاف محذوف۔

توضیح:

تم دیکھو گے کہ ظالم اپنے اعمال کے وبال سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ وبال ان پر پڑھ کر ہی رہے گا۔

● ”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى“ (۲۳)۔
”عَلَيْهِ“ = عَلَى التَّبْلِغِ۔

دیکھئے: ہود آیت (۲۹)۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ

دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ (۲۹)۔

مِنْ بَرَأَءِ بَيَانِ جَنَسِ "فِيهَا" = فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

سموات جمع ہے سماء کی مگر یہاں بطور واحد آیا ہے۔

اور اللہ ہی کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور ان جانوروں کا

جو اس نے ان دونوں میں پھیلارکھے ہیں اور وہ جب چاہے سب کو اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔

۴۳- ز خرف

• اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۳)۔

دیکھئے: سورہ یوسف کی آیت (۲) فقرہ (۱)۔

• وَانَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِّي حَكِيمٌ (۴)۔

”اِنَّہ“ = اِن القرآن اُمّ الکتاب وہ کتاب جس میں سب نبیوں پر اتاری ہوئی

کتابیں یا صحیفے مندرج ہیں۔

توضیح:

اور یہ قرآن ”ام الکتاب“ میں ثبت ہے۔

• وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبْدُ الرَّحْمَنِ إِنِائًا، أَشْهَدُوا

خَلَقَهُمْ سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ وَيُسْأَلُونَ (۱۹)۔

”جَعَلُوا الْخ“ = جَعَلَ الْمَشْرُكُونَ الْمَلَائِكَةَ إِنِائًا۔

”خَلَقَهُمْ“ = خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ شَهَادَاتِهِمْ = شَهَادَةُ الْمَشْرُكِينَ۔

توضیح:

مشرکوں نے فرشتوں کو کہ وہ بھی خدائے رحمن کے بندے ہیں عورتیں قرار

دے لیا، کہا یہ ان فرشتوں کی پیدائش کے شاہد ہیں (کیا یہ مشرکین فرشتوں کی پیدائش کے

وقت حاضر تھے؟) ان مشرکوں کی گواہی (یہ بیہودہ بات) لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔

● وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ، مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ، إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (۲۰)۔
 ”مَا عَبَدْنَاهُمْ“ = مَا عَبَدْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ، ”إِنْ هُمْ“ = إِنْ الْمَشْرِكُونَ۔

توضیح:

یہ مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدائے رحمن چاہتا کہ ہم ان فرشتوں کی عبادت نہ کریں تو ہم کبھی ان فرشتوں کو نہیں پوجتے، یہ مشرکین حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں محض انکل مار رہے ہیں۔

● أَمْ آتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ (۲۱)۔
 ”مِنْ قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ الْكُتُبِ = وَالْمُرَادُ مِنْ قَبْلِ نَزُولِ الْقُرْآنِ = بِحَذَفِ مضاف۔

توضیح:

یا ہم نے ان مشرکوں کو قرآن نازل ہونے سے قبل کوئی کتاب دی تھی کہ اس پہلے والی کتاب سے یہ اپنی فرشتہ پرستی کی سند پکڑتے ہیں۔

● وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ، إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ، وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲۶، ۲۷، ۲۸)۔
 ”جَعَلَهَا“ = جَعَلَ إِبْرَاهِيمَ الْكَلِمَةَ بَاقِيَةً۔

توضیح:

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق اسی سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری راہ نمائی کرے گا، اور ابراہیمؑ یہی کلمہ اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

توضیح:

”کَلِمَةً“ = کلمۃ توحید۔

• وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ،
وَقَالُوا ءَالِهَتَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ، مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ
قَوْمٌ خَصِمُونَ (۵۸، ۵۷)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ =، ”مِنْ مَثَلِ عِيسَى بِحَذْفِ مِضَافِ ”هُوَ“ = عِيسَى۔

”ضَرَبُوهُ“ = ضَرَبُوا مَثَلِ عِيسَى مِضَافِ مَحْذُوفِ۔

توضیح:

جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم اس مثال پر چلا اٹھی اور قوم کے لوگ کہنے لگے بھلا ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ ابن مریم؟
یہ لوگ عیسیٰ بن مریمؑ کی مثال محض جھگڑے کے لئے بیان کر رہے ہیں دراصل یہ لوگ ہیں ہی مننے باز۔

ملفوظہ:

آیت کا مطلب غالباً یہ ہے: عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے کو اہل مکہ نے حجت

گردانا اور بولے کہ جب مخلوق سے ابن اللہ ہے تو بنات اللہ کیا دور ہے حالانکہ ہمارے معبود عیسیٰؑ سے بہتر ہیں کہ ان کی تو والدہ تھیں اور وہ دونوں حوائج بشری سے مبرا نہیں تھے اور ہمارے معبود تو کسی کے محتاج نہیں (مستفاد تفسیر فتح محمد)۔

ب۔ بعض معربوں نے ”هُوَ“ ضمیر مرفوع منفصل کا مرجع محمد ﷺ بتایا ہے۔

یہ تخریج غالباً قرین صواب نہیں ہے۔

● وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ، هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (۶۱)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن کہ آخری وحی ہے قیامت کی نشانی ہے اس کے بعد کوئی اور وحی نہیں آئے گی، اس کے بعد قیامت ہی ہے۔

اے نبی کہہ دیجئے کہ لوگو! قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی رستہ سیدھا ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ عِيسَى۔

اور ابن مریم عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے تو کہہ دو کہ اے لوگو قیامت کے بارے میں شک نہ کرو، اور میری پیروی کرو یہی رستہ سیدھا ہے۔

● إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ، لَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ (۷۴، ۷۵)۔

”عَنْهُمْ“ = عَنِ الْمَجْرِمِينَ۔

”فِيهِ“ = فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ۔

توضیح:

مجرمین ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے ان مجرموں کے عذاب میں کمی نہیں ہوگی، اور وہ اس عذاب میں بے آس و بے سہارا پڑے رہیں گے۔

● وَقِيلَ لَهُ يَرْبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ (۸۸)۔

”قِيلَ لَهُ“ = قیل الرسول۔

توضیح:

اور بسا اوقات پیغمبر کہا کرتے ہیں اے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب پیغمبر کے مخاطب بار بار تنبیہوں پر بھی کان نہیں دھرتے اور پیغمبر بر بنائے رحمت و رافت چاہتا ہے کہ یہ ایمان لے آئیں اور ہلاکت ابدی سے بچ جائیں۔

۴۴-دخان

● ”وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ“ (۱۷)۔

”قَبْلَهُمْ“ = نبی محمد ﷺ کے مخاطبوں سے پہلے۔

”جَاءَهُمْ“ = جاء الى قوم فرعون۔

اے محمد تمہارے ان مخاطبوں سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کی آزمائش کی اور ان

کے پاس ایک عالی قدر پیغمبر آئے۔

● وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا، إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ (۲۴)۔

”إِنَّهُمْ“ = ان فرعون و جندہ = فرعون اور اس کا لشکر۔

اے موسیٰ! دریا خشک ہو رہا ہوگا پار ہو جاؤ، تمہارے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر ڈبو دیا

جائے گا۔

● أَهْمُ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ

كَانُوا مُّجْرِمِينَ (۳۷)۔

”هُمُ“ = نبی محمد ﷺ کے مخاطبین: ”قَبْلَهُمْ“ = قبل قوم تبع۔

الف۔ أَهْلَكْنَاهُمْ وَإِنَّهُمْ = قوم تبع الذين كانوا قبل تبع۔

توضیح:

کیا قریش اور ان کے ساتھی اچھے ہیں یا تبع کی قوم اور تبع سے پہلے کی قومیں ہم نے

تبع کی قوم اور اس سے پہلے کی سب ہی نافرمان قوموں کو ہلاک کر دیا۔

ب۔ ”أَهْلَكْنَاهُمْ وَإِنَّهُمْ“ = أَهْلَكْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانَ قَبْلَ تَبَعِ-

..... ہم نے تبع سے پہلے والی نافرمان قوموں کو بھی ہلاک کر دیا۔

إِنَّ يَوْمَ الْفُضْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ (۴۰)۔

”مِيقَاتُهُمْ“ = مِيقَاتِ النَّاسِ۔

توضیح:

اس میں کچھ شک نہیں کہ فیصلہ کا دن سب انسانوں کے اٹھنے کا وقت ہے۔

خُذُوهُ فَاعْتَلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ، ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ (۴۷، ۴۸)۔

”خُذُوهُ“ = خذوا الأثیم، آیت (۴۴) میں طعام الأثیم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

حکم دیا جائے گا: اس گناہ گار کو گرفتار کر لو، اس کو کھینچتے ہوئے دوزخ کے پتھوں پہنچ

لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتا ہو پانی انڈیل دو کہ عذاب پر عذاب ہو۔

فَإِنَّمَا يَسْرُنُهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۵۸)۔

”يَسْرُنُهُ“ = يسرنا القرآن اسم صراحتاً مذکور نہیں۔

”لَعَلَّهُمْ“ = لَعَلَّ مخاطبی القرآن۔

توضیح:

ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ اس قرآن کے مخاطبین

نصیحت حاصل کریں۔

۴۵- جاثیہ

- وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ،
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۱۳)۔
”مِنْهُ“ = من اللہ۔

توضیح:

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے اپنے حکم سے ان سب کو تمہارے کام میں لگایا۔

- مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ، وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (۱۵)۔

دیکھئے: انعام کی یہ آیت (۱۰۴) فقرہ (۲۵)۔

- اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءٌ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءٌ مَّا يَحْكُمُوْنَ (۲۱)۔

اَمْ حَسِبَ الْكٰفِرُ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ حَالِ اسْتِوَاٍ مَّحْيَاهُمْ

مَمَاتُهُمْ لِيَسُوْا كَذٰلِكَ بَلْ هُمْ فِتْنٰوْنَ فِي الْحٰمِلِيْنَ۔

حاصل معنی:

جس طرح بیٹا و ناپیتا مساوی نہیں ہو سکتے اور نہ فاسق و مومن برابر ہو سکتے ہیں، اسی طرح برائیاں کمائے ہوئے اور ایماندار نیک کردار مساوی نہیں ہو سکتے۔

باعتبار زبان و بیان: ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ کی ضمیر مجرد کے مراجع کی تخریج کے تین چار احتمال ہیں۔

الف۔ ”مَحْيَاهُمْ، مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ، ”مَمَاتُهُمْ“ = ممات الذين آمنوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔

توضیح:

اہل ایمان کا یہ ایتقان ہے کہ اگر دنیوی زندگی میں ان کو فلاکت و بد حالی کا سامنا ہو تو اس کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے بلکہ ایمان اور نیک عمل کو دنیوی زندگی میں کبھی نہ چھوڑنا چاہئے، اس کی جزاء موت کے بعد کی زندگی میں ان کو جنت کی صورت میں ملے گی، جہاں راحت اور آسودگی کے سواء کچھ نہیں، بُرے کام کرنے والے سمجھتے ہیں کہ دنیا میں تو ان کی زندگی مکرمت اور عزت کے ساتھ گزر گئی اور آخرت میں بھی ان کی زندگی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ ایمان والے اپنے لئے بیان کرتے ہیں، یہاں ان کے اس زعم باطل کی تردید کی جا رہی ہے کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے گناہ کئے کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو اہل ایمان اور نیکوکاروں کے برابر کر دیں گے کہ ان کی زندگی ایمان والوں کی موت کے بعد کی زندگی کے مساوی ہو جائے ایسا ہرگز نہ ہوگا، یہ لوگ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

ب۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَمَمَاتُهُمْ۔

جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کی طرح کر دیں گے کہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کی زندگی اور موت ان کے مساوی ہو جائے۔

ج۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ وَمَمَاتُهُمْ۔

جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں، ہم ان کی موت اور زندگی کو اہل ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔

د۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ وَمَمَاتُهُمْ وَمَحْيَا

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَمَمَاتُهُمْ۔

جن لوگوں نے گناہ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی زندگی اور موت کو ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی زندگی اور موت کے برابر کر دیں گے۔

● وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۲۲)۔
”ہم“ = النفوس المدلول علیہا بِكُلِّ نَفْسٍ۔

توضیح:

اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا تاکہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے اور ان نفوس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

● ”وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ“ الخ (۲۴)۔

”ہی“ = الحیاة، تقدیر: ما الحیاة شیءٌ ولكنها حیاتنا فی الدنیا ویُهلکنا شیءٌ ولكن یهلکنا الدهر۔

توضیح:

اور منکرین آخرت کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دینا ہی کی ہے، اسی میں مرتے ہیں اور جیتے ہیں مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور ہمیں تو کوئی اور ہلاک نہیں کرتا زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

● وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسِفُكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَالْكُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ (۳۴)۔

ترجمہ: اور کہا جائے گا جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو جھٹلار کھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں جھٹلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں (فتح محمد)۔

• ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ اتَّخَذْتُمْ آيَةَ اللَّهِ هُزُوءًا وَغَرَّتْكُمْ الْحَيَاةُ
الدُّنْيَا، فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ
يُسْتَعْتَبُونَ (۳۵)۔

”مِنْهَا“ = من النار، یہ اہم اس آیت سے پہلے کی آیت میں موجود ہے، نار سے
مراد دوزخ ہے۔

توضیح:

یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنارکھا تھا، اور دنیا کی زندگی نے تم کو
دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور آج یہ لوگ آگ سے نکالے جائیں گے نہ ان کی توبہ قبول ہوگی۔

۴۶- احقاف

- وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ،
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ (۵)۔
یہاں ”مَنْ“ پہلے بطور واحد، لایستجیب، پھر بطور جمع ”هُمْ“ آیا ہے۔
”لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ“ = لایستجیب المدعو للداعی، ”هُمْ“ = المدعون۔
الف۔ ”دُعَاءِ هُمْ“ = دعاء الداعین مضاف الی الفاعل۔

توضیح:

آخر اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکار لے جو قیامت تک اس کو (پکارنے والے کو) کوئی جواب نہیں دے سکتا بلکہ مدعو تو داعیوں کی دعا سے بھی بے خبر ہیں۔

ب۔ ”دُعَاءِ هُمْ“ = دعاء المدعوین مضاف الی المفعول۔
..... بلکہ مدعو تو اس دعاء سے بھی بے خبر ہیں جو ان سے کی جاتی تھی۔

انتباہ:

دوسری توجیہ میں تکلف ہے لیکن باعتبار معنی پہلی توجیہ سے مختلف نہیں۔
● وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ

كُفْرَيْنَ (۶)۔

”لَهُمْ“ = للداعين، اى الْمُشْرِكِينَ۔

الف۔ ”عِبَادَتِهِمْ“ = عِبَادَةُ الداعين المشرکین مضاف الی الفاعل۔

توضیح:

اور جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے اس وقت مدعوین اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی پرستش کے منکر ہوں گے۔

ب۔ ”عِبَادَتِهِمْ“ = عِبَادَةُ المدعوین، مضاف الی المفعول۔

..... پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور پکارنے والے جو ان کی پرستش کرتے تھے اس کا انکار کریں گے (کہ یہ ان مشرکوں کی کسی حرکت سے واقف ہی نہیں ہوں گے)۔

یادداشت:

یہ تخریج بھی اس آیت سے پہلے والی آیت کی دوسری تخریج جیسی ہے۔

• وَإِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا

جَاءَهُمْ، هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۷)۔

”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الكافرين۔

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جن لوگوں نے قرآن

کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کیا وہ کہتے ہیں جب کہ ان کے پاس حق آچکا: یہ تو کھلا جادو ہے۔

• أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ

شَيْئًا، هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي

وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۸)۔

”افْتَرَاهُ“ = افتر محمد القرآن، ”کفی بہ“، کفی باللہ۔

الف۔ ”فِيهِ“ = ”فِي“ ما ”ما“ موصولہ۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود بنالیا ہے؟ کہہ دو اگر میں نے قرآن بنایا ہے تو تم خدا کے سامنے میرے بچاؤ کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے، وہ اس بات سے خوب واقف ہے جس میں تم مشغول ہو، میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = ”فِي“ القرآن ”ما“ مصدریہ۔

تقدیر: اللہ أعلم بإفاضتکم فی القرآن۔

..... قرآن کے بارے میں تمہاری باتیں بنانے سے اور ان میں مشغول رہنے سے اللہ

اچھی طرح واقف ہے۔

● قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَهِدٌ
مِّنْ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ قَامَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ، إِنَّ اللَّهَ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (۱۰)۔

إِنْ كَانَ الْقُرْآنُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔

”بِهِ“ = ”بِالْقُرْآنِ“ ”مِثْلِهِ“ = ”مِثْلُ الْقُرْآنِ“۔

توضیح:

اے محمد تم ان سے کہو کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اس حقیقت سے انکار کیا اور بنو اسرائیل کا ایک گواہ اسی کی طرح ایک کتاب کے من جانب اللہ ہونے کی گواہی دے چکا اور اب اس قرآن کے بھی من جانب ہونے پر ایمان لے آیا اس کے باوجود تم نے سرکشی کی تو پھر تمہارے ظالم ہونے میں کیا شبہ ہے، بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

انتباہ:

”بہ“ کی ضمیر سے رسول اور ”مثله“ کی ضمیر سے قرآن مراد لینے سے معنی میں کوئی خوبی نہیں پیدا ہو رہی ہے، اس طرح کی بے وجہ تفلیک غیر مستحسن سمجھی گئی ہے۔

● وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا

إِلَيْهِ، وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا أَفْكَ قَدِيمٌ (۱۱)۔

إِلَيْهِ = إلى القرآن، بہ = بالقرآن۔

یہاں بھی پہلی ضمیر مجرد و کامر جمع قرآن اور دوسری کارِ رسول بتانا کلامِ مبین کے مغائر ہے، البتہ بطور شرح یہاں قرآن کو دین، دینِ اسلام سے تعبیر کرنے میں محاورہ عرب سے تجاوز سمجھنا درست نہیں ہوگا۔

توضیح:

جن لوگوں نے قرآن کو اللہ کا کلام ماننے سے انکار کر دیا وہ اس پر ایمان لانیوالوں کے متعلق کہتے ہیں اگر اس قرآن پر ایمان لانا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ اس کو ماننے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے، ہم جیسے دانا و فرزانہ قرآن پر ایمان لانا اچھا نہیں سمجھتے، اس لئے اس سے دور ہیں۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت:

● وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً، وَهَذَا كِتَابٌ

مُصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ

لِلْمُحْسِنِينَ (۱۲)۔

”قَبْلِهِ“ = قبل القرآن، قبل نزول القرآن مضاف محذوف۔

توضیح:

اور قرآن نازل ہونے سے پہلے موسیٰ کی کتاب لوگوں کے لئے راہ نمائی تھی اور اب یہ کتاب عربی زبان میں ہے موسیٰ کی کتاب کی تصدیق کرنے والی تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کو خوش خبری سنائے۔

● **وَإِذْ كَرَّ آخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتْ
النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ، إِنِّي
أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (۲۱)۔**
”بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ“۔

بمعنی یدی اُخی عاد ومن خلف اُخی عاد۔

توضیح:

اور قوم عاد کے بھائی ہود کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو سر زمین احقاف میں ہدایت کی اور ہود سے پہلے اور ہود کے بعد بھی ہدایت کرنے والے گزرے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

● **فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ
مُمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ
أَلِيمٌ (۲۲)۔**

الف۔ ”رَأَوْهُ“ = رَأَوْا مَا وَعَدَ اخُو عاد قومہ۔

توضیح:

اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے: ”إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ“ مجھے

تمہارے بارے میں بُرے دن کے عذاب کا ڈر لگتا ہے، تو قوم عاد نے کہا: ”فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا“
اگر تم سچے ہو تو ہمیں جس چیز سے ڈراتے ہو وہ لے آؤ، اس طرح ”رَاَوْهُ“ کے لحاظ سے
آیت کا مفہوم ہوگا:

پھر جب قوم عاد نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس
سے ان کے پیغمبر نے انہیں ڈرایا تھا تو کہنے لگے یہ تو گھٹا چھارہ ہی ہے یہ ہم پر برسے گی۔
یہ سیراب کرنے والا بادل نہیں ہے، یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے
تھے سخت آندھی جس میں درد دینے والا عذاب ہے۔

ب۔ ”رَاَوْهُ“ = رَاَوْ اَصْحَاب الثَّقَالِ المَرْكُوم۔

یہ تخریج ان آیتوں سے ظاہر ہے، جہاں قوم عاد کی تباہی کا ذکر ہے۔
مطلب یہ کہ:

پھر جب قوم عاد نے گہرا بادل وادیوں کی طرف آتا دیکھا تو کہا یہ بادل برسے گا اور
ہماری وادیوں کو سیراب کرے گا۔

● وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا
حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْۤا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْۤا اِلَىٰ قَوْمِهِمْ
مُّنْذِرِيْنَ (۲۹)۔

الف۔ ”حَضَرُوْهُ“ = حضروا محمداً عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْآن۔

یہ تخریج قرینہ حالیہ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف لے آئے تاکہ قرآن سنیں تو
جب وہ بوقت تلاوت محمد ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش رہو (اور
توجہ سے سنو)۔

ب۔ ”حَضَرُوهُ“ = حضوروا القرآن، حَضَرُوا الْقُرْآنَ واستماعہ۔

مطلب یہ کہ:

..... تو وہ قرآن سننے آئے اور قرآن کی تلاوت ہوئی تو کہا اُنح۔

● قَالُوا يَقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ (۳۰)۔
”بَيْنَ يَدَيْهِ“ = بین یدی القرآن۔

توضیح:

کہنے لگے، اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی، اور یہ کتاب جو ہم نے سنی وہ موسیٰ کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے تھی۔

● يَقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ
وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (۳۱)۔
الف۔ ”بِهِ“ = بِاللَّهِ۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اللہ پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں سخت عذاب سے بچا دے گا۔

ب۔ ”بِهِ“ = بداعی اللہ ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اس داعی پر ایمان لاؤ، خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اُنح۔

۷۴- محمد

• أَقْلَمُ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ، دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا (۱۰)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قبل مخاطبی الرسول ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الَّذِينَ كَانُوا قَبْلِ
مخاطبی الرسول ”أَمْثَالُهَا“ = أمثال العاقبة۔
تقدیر: لِلْكَافِرِينَ من العرب أمثال عاقبة تکذیب الأمم السابقة إن لم
يُؤْمِنُوا۔

توضیح:

کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان
کا انجام کیسا ہوا؟ خدا نے ان پر تباہی ڈال دی اور اس طرح کا انجام ان کافروں کا ہوگا اگر وہ
قرآن پر ایمان نہ لائیں۔

• وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ
أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (۱۳)۔

”أَهْلَكْنَاهُمْ“ = أَهْلَكْنَا أَهْلَ الْقَرْيَةِ الظَّالِمَةِ۔

توضیح:

اور بہت ساری بستیاں جو تمہاری اس بستی یعنی مکہ سے جہاں کے باشندوں نے
تمہیں اپنے یہاں سے نکال دیا زور قوت میں کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے ان بستیوں کا ستیاناس
کر دیا۔

۴۸- فتح

• اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ، وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۹،۸)۔
الف۔ ”تُعَزِّرُوهُ، تُوَقِّرُوهُ، وَتُسَبِّحُوهُ“ تینوں منصوب ضمیروں کا مرجع ”اللہ“ ہے۔
توضیح:

اور ہم نے اے محمد تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا
بھیجا ہے تاکہ اے لوگوں تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی مدد کرو اس کو بزرگ
سمجھو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

ب۔ ”تُوَقِّرُوهُ“ پر وقف تام کیا جائے تو!
تُعَزِّرُوهُ، وَتُوَقِّرُوهُ کی ضمیر منصوب کا مرجع ”رسول“ ہوگا۔

توضیح:

اور ہم نے..... بھیجا ہے تاکہ تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی مدد کرو
اور اس کو بزرگ سمجھو۔

• اور دوسری تخریج میں ضمائر کی تفلیک ہے، جس کی یہاں کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔
وَاٰخَرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَخَاطَ اللّٰهُ بِهَا، وَكَانَ اللّٰهُ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا (۲۱)۔

”عَلِیْهَا وَبِهَا“ = المغانم۔

تقدیر: عَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ الْمَغَانِمَ، اٰخَرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا الْخ۔

توضیح:

خدا نے تمہیں غنیمتیں جلد دیں اور ان کے علاوہ دوسری غنیمتیں بھی تھیں جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور وہ غنیمتیں خدا ہی کی قدرت میں تھیں۔

• هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (۲۸)۔

الف۔ ”يُظْهِرُهُ“ = يَظْهَرُ دین الحق۔

تقدیر: لِيُظْهِرَهُ دین الحق علی الدین کلہ یعنی علی الأديان الأخری۔
”الدِّينَ“ = اسم بمعنی مصدر۔

توضیح:

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اللہ دین حق کو پوری جنس دین پر غالب کر دے۔

ب۔ ”لِيُظْهِرَهُ“ = لِيُظْهِرَ رسولہ علی الدین کلہ۔

..... دین حق کے ساتھ تاکہ اللہ اپنے رسول کو دوسرے ہر قسم کے دین پر غالب کر دے۔

• ”ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ“ (۲۹)۔

”مَثَلُهُمْ“ = مثل البدين كانوا مع الرسول، شَطْنُهُ = شطاء الزرع آزرَهُ =

آزرَ الزرع شطاءً سُوقِهِ = سوق الشطء۔

توضیح:

محمد ﷺ کے اصحاب:

ان کے یہی اوصاف توارۃ میں (مرقوم) اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جائے (فتح محمد)۔

اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کو نیل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گد رانی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں (تفہیم)۔

۴۹- حجرات

• وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ
أَخِيهِ مِمَّا فَكَرِهْتُمُوهُ ، وَاتَّقُوا اللَّهَ ، إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
رَحِيمٌ (۱۲)۔

الف۔ ”كَرِهْتُمُوهُ“ = کرہتموا الاكل۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ ایسے کھانے سے تم ضرور نفرت کرو گے۔

ب۔ ”كَرِهْتُمُوهُ“ = کرہتموا اللحم۔

..... گوشت کھائے ایسے گوشت سے تو تم ضرور ہی نفرت کرو گے۔

ج۔ ”كَرِهْتُمُوهُ“ = کرہتموا الاعتیاب۔

..... گوشت کھائے؟ اسی طرح کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کرنے سے نفرت

کرو گے۔

۵۰-ق

- وَالنَّخْلَ بَسِقَتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ (۱۰)۔
دیکھئے: انعام کی آیت (۹۹) فقرہ (۲۳)۔
- رِزْقًا لِلْعِبَادِ، وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلَدَةً مَيِّتًا، كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (۱۱)۔
”بہ“ = بالماء۔

توضیح:

- اور پانی سے ہم نے مردہ شہر زندہ کر دیا، اور اسی طرح مُردوں کا روز قیامت زمین سے جی اٹھنا ہے۔
- ”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ“ الخ (۱۲)۔
الف۔ ”بہ“ = بِمَا ”ما“ موصولہ۔

توضیح:

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور اس کا نفس اس کو جو وسوساں میں ڈالتا ہے ہم وہ وسوساں بھی جانتے ہیں۔

ب۔ ”بہ“ = بِالْإِنْسَانِ ”ما“ مصدریہ۔

باء برائے تقدیر۔

معنی: إِنْ النِّفْسَ تَجْعَلُ الْإِنْسَانَ قَائِمًا بِهِ الْوَسْوَسَ۔

فالمحدث هو الإنسان، لأن الوسواس بمنزله الحديث۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ انسان میں اس کا نفس کیا کیا سو سے ڈالتا ہے۔

● وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ (۲۳)۔

”قَرِينُهُ“ = قرین الکافرین۔

اس کے ساتھی نے عرض کیا یہ جو میری سپردگی میں تھا حاضر ہے (تفہیم)۔

● اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (۲۴)۔

حکم ہو گا کہ ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔

● قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (۲۵)۔

”قَرِينُهُ“ = قرین الکافرین، مَا أَطْغَيْتُهُ = مَا أَطْغَيْتُ الْكَافِرَ۔

توضیح:

کافر کا ساتھی شیطان کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا

تھا بلکہ یہ خود ہی رستہ سے بھٹکا ہوا تھا۔

● يَوْمَ تَشْهَقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَلِكُمْ حَشْرٌ عَلَيْنَا

يَسِيرٌ (۲۴)۔

”عَنْهُمْ“ = عَنِ النَّاسِ، وَإِنْ لَمْ يَتَقَدَّمْ لَهُمُ الذِّكْرُ الصَّرِيحُ۔

توضیح:

جب زمین پھٹے گی تو لوگ قبروں سے نکل کر تیز بھاگ رہے ہوں گے یہ حشر

ہمارے لئے بہت آسان ہے۔

۵- ذاریات

• إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٍ، وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ، وَالسَّمَاءِ
ذَاتِ الْحُبُكِ، إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ، يُؤَفِّكُ عَنْهُ
مَنْ أَفَكَ (۹۳۵)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ = عن الدين۔

توضیح:

دین سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جو خود ہی برگشتہ ہو۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = ما توعدون۔

انسانوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس سے وہی شخص برگشتہ ہوتا ہے جو خود ہی برگشتہ ہو۔

ج۔ ”عَنْهُ“ = عن القرآن۔

قرآن سے وہی پھیرا ہوا ہوتا ہے جو خود پھیرا ہوا ہو۔

د۔ ”عَنْهُ“ = عن الرسول۔

رسول سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جو خود ہی برگشتہ ہے۔

انتباہ:

آخری دو قول تخریج سے زیادہ ضمیر کی تشریح کہلانے کے مستحق ہیں۔

• ”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ، فَوَرَبَّ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ (۲۲، ۲۳)۔

”إِنَّهُ“ = ”إن ما توعدون۔“

توضیح:

تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔
تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ ایسا ہی قابل یقین
ہے جس طرح تمہارا بات کرنا یقینی ہے۔

● فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۳۵)۔

”فِيهَا“ = ”فی قری قوم لوط، ولم یجر ذکرها الفرط شہرتھا۔“

توضیح:

تو قوم لوط کے جن بستیوں میں مومن تھے ہم نے ان سب کو وہاں سے نکل کر محفوظ
مقام پر پہنچا دیا۔

یادداشت:

اس کے بعد کی دونوں آیتوں میں ”فِيهَا“ = ”فی قری قوم لوط۔“

● فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ، اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۵۰)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = ”من اللہ۔“

توضیح:

تم لوگ خدا کی طرف دوڑو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا
ہوں۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = ”من عذاب اللہ۔“

.....میں اس کے عذاب سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

● وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ (۵۱)۔

”مِنْهُ“ = اس سے پہلی آیت والی دونوں تحریکوں کے علاوہ یہاں ایک تیسرا احتمال یہ ہے:

”مِنْهُ“ = من الشُّرک۔

یہ آیت کے پہلے جز یعنی قرینہ لفظی سے ظاہر ہے۔

..... اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو الٰہ نہ بناؤ، میں تم کو شرک کی بد انجامی سے صاف صاف آگاہ کرنے والا ہوں۔

● كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مُجْنُونٌ (۵۲)۔

توضیح:

پہلے بھی رسولوں کو دیوانہ و جادوگر کہا جاتا رہا ہے، چنانچہ ان عربوں سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے اس کی قوم نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔

● اتَّوَصَّوْا بِهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوتٌ (۵۳)۔

”بِهِ“ = بتکذیب الانبیاء، وإن لم یجر له الذکر الصحیح۔

توضیح:

کیا ان سب کافروں نے انبیاء کی تکذیب کرنے پر کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے؟

۵۲- طور

• يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْتِيَم (۲۳)۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فی الجنة، وإن لم يتقدم لها ذكر۔

توضیح:

متقی لوگ جنت میں ایک دوسرے سے جام لے رہے ہوں گے، جنت میں بدکلامی ہوگی اور نہ بد مستی و بدکاری۔

ب۔ ”فِيهَا“ = (ثانی) کاس = کاس شراب۔

عربی میں کاس و شراب دونوں ہی مونث سماعی ہیں۔

..... لے رہے ہوں گے کاسہ شراب لٹھانے والوں میں باہم وہاں بدگوئی ہوگی اور نہ

بدمستی۔

• أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ (۳۰)۔

”بہ“ = بالشاعر۔

توضیح:

کیا یہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اس کے بارے میں ہم گردش

ایام سے آس لگائے رہتے ہیں کہ:

ایک نہ ایک دن اس پر آفت آئے گی یا یہ خود ختم ہو جائے گا۔
 ● اَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ (۳۳)۔
 ”تَقَوَّلَهُ“ = تقول القرآن۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص قرآن خود ہی گھڑ لایا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ایمان لانا نہیں ہے۔

● فَلْيَاتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ اِنْ كَانُوا صٰدِقٰیْنَ (۳۴)۔
 ”مِثْلِهِ“ = مثل القرآن۔

توضیح:

اگر یہ اپنے قول میں سچے ہیں تو قرآن جیسا کلام بنا لائیں۔
 ● اَمْ لَهُمْ سُلٰمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ، فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلٰطِنٍ مُّبِیْنٍ (۳۸)۔
 ”فِیْهِ“ = فی السلم۔

توضیح:

یا ان منکرین خدا کے پاس کوئی جانی پہچانی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باتیں سن آتے ہیں؟

۵۳۔ نجم

• اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۴)۔

”هُوَ“ = القرآن، وَاِنْ لَمْ يَجْرُلْهَا ذِكْرٌ صَرِيحٌ وَلَكِنَّهُ وَحْيٌ اَوْحَاهُ: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ”اِنْ“ نَافِيَهُ۔

تَقْدِيرُ: اِنْ الْقُرْآنَ شَيْءٌ عَنْ نَفْسِ النَّبِيِّ وَلَكِنَّهُ ظَاهِرٌ عَنِ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ۔

توضیح:

یہ قرآن تو اللہ ہی کا کلام ہے جو اس نے اپنے نبی پر نازل کیا، نبی اپنے جی سے کوئی بات نہیں سنا رہا ہے۔

• وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ (۷)۔

”هُوَ“ = جبرائیلؑ، یہ فُجَوَائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جبرائیلؑ آسمان کے اونچے کنارہ پر تھے۔

• أَقْتُمُرُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ (۱۲)۔

”تَمَارُونَهُ“ = تماروں محمدؐ۔

توضیح:

- کیا محمد جو کچھ دیکھے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے اور اس کا انکار کرتے ہو؟
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ (۱۳۶)۔
الف۔ ”رَأَاهُ“ = راء جبرئیل۔

توضیح:

- اور انہوں نے جبرئیل کو ایک اور بار بھی دیکھا۔
ب۔ ”رَأَاهُ“ = راء اللہ۔
اور انہوں نے اللہ کو ایک بار اور دیکھا۔
الْكُمُ الذَّكْرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ (۲۱)۔
لہ = لِللّٰہ۔

توضیح:

- مشر کو! کیا تمہارے لئے تو بیٹے ہیں اور خدا کے لئے بیٹیاں۔
إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمِيَّتُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ، إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ،
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ (۲۳)۔
”ہی“ = الأصنام، ”سَمِيَّتُوهَا“ = سَمِيَّتُوا الأصنام، ”بِهَا“ = الأصنام۔

توضیح:

وہ تو صرف نام ہی نام ہیں خدا نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں کی (فتح محمد)۔

یہ دراصل کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے
رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی (تفہیم)۔
● ”وَمَا لَهُمْ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ“ (۲۸)۔
”بہ“ = بالقول۔

توضیح:

حالانکہ انہیں ایسا کہنے کے لئے کوئی علم نہیں ہے۔

۵۴- قمر

• وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ (۴)۔

”ہم“ = کافرین والمراد، قوم محمد ﷺ یہ دوسری ہی آیت: ”وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُونَ وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ“ یعنی ”یروا“ کی ضمیر مستتر سے بالمعنی ظاہر ہے۔
ترجمانی: اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو وہ کافر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو تو بار بار ہوتا رہتا ہے۔

توضیح:

ان لوگوں، (کافروں) کو پچھلی قوموں کے وہ حالات معلوم ہو چکے ہیں جن میں احکام خداوندی سے سرکشی کی بد انجامی سے عبرت حاصل کرنے کا سامان موجود ہے۔

• وَلَقَدْ تَرَكْنَهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ (۱۵)۔

الف۔ ”ہا“ = ذات ألواح ودُسُر = سفینہ۔

توضیح:

اس کشتی کو ہم نے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا۔

ب۔ ”ہا“ = العاقبة = العقوبة۔

اس سزایا فکلی کو ہم نے ایک نشان عبرت بنا دیا۔

● وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي
وَنُذِرَ (۳۷)۔

”رَاوَدُوهُ“ = راودوا لوط، ”ضَيْفِهِ“ = ضیف لوط۔

توضیح:

پھر ان لوگوں نے لوط کو اس کے اپنے مہمانوں کی حفاظت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

۵۵- رحمن

• وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (۲۳)۔

”لَهُ“ = لِلَّهِ، فُجَوَّاءِ کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور کشتیاں بھی اللہ کی ہیں جو سمندر میں جھنڈوں کی طرح اونچی اٹھی ہوئی ہیں۔

• كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ (۲۶، ۲۷)۔

”عَلَيْهَا“ = عَلَى الْأَرْضِ۔

توضیح:

ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے۔

• يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي
شَأْنٍ (۲۹)۔

”يَسْأَلُهُ“ = يَسْئَلُ الرَّبَّ، هُوَ، اللَّهُ = الرَّبُّ۔

توضیح:

زمین اور آسمان جو بھی ہے ہر ایک اپنی اپنی حاجتیں اپنے رب سے مانگ رہا ہے، اللہ ہر آن نئی شان میں ہے۔

● **فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ (۳۹) يُعَرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ (۴۱)۔**

”ذَنْبِهِ“ = ذنب الإنسان۔

تقدیر: لَا يُسْأَلُ إِنْسٌ عَنْ ذَنْبِهِ وَلَا جِنٌّ عَنْ ذَنْبِهِ۔

توضیح:

اس روز کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی جن سے، گناہ گار اپنے چہرہ سے ہی پہچان لئے جائیں گے۔

● **فِيهِنَّ قَصِرَتْ الظُّرُفُ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (۵۶)۔**

الف۔ ”فِيهِنَّ“ = فی الفرش، قَبْلَهُمْ قبل أهل الجنة۔

توضیح:

ان میں نیچی نگاہ والیاں ہیں، جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔

ب۔ ”فِيهِنَّ“ = فی منازل الجنة۔

اور جنت کی منزلوں (اور مقاموں) میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی الخ۔

● **وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَيْنِ (۶۲)۔**

”دُونِهِمَا“ = دونِ الْجَنَّتَيْنِ جنتان۔

توضیح:

ان دو باغوں کے علاوہ باغ اور ہوں گے۔

● فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ (۷۰)۔

”فِيْهِنَّ“ = فی منازل الجنّتین مضاف محذوف۔

ان دونوں جنتوں کے متعدد مقاموں میں نیکو سیر و زیارت بیویاں ہوں گی۔

۵۶- واقعہ

● يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ، بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ، وَكَأْسٍ
مِّنْ مَّعِينٍ، لَا يَصَدَّغُونَ عَنْهَا وَلَا يُزْفُونَ (۱۹۳۱۷)۔
”عَنْهَا“ = عَنْ الْكَأْسِ، الْكَأْسُ الْمَمْلُوءُ مِنَ الشَّرَابِ۔
کاس عربی میں مونت ساعی ہے۔

توضیح:

اہل جنت کے لئے ہمیشہ حاضر بنے والے (خدمت گار) موجود ہوں گے وہ آنخورے
اور کوزے اور تھری شراب کے ساغر لئے اہل جنت کے ارد گرد گھومتے رہیں گے، اس
شراب کے پینے سے ان کا سر چکرائے گا اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔
● لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا (۲۵)۔
”فِيهَا“ = فِي الْجَنَّةِ = فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

مقربین خدا جنت میں کوئی ناشائستہ بات کہیں گے اور نہ بیہودہ گفتگو سننے میں
آئے گی۔
● إِنَّا أَنْشَأْنَهُمْ إِنْشَاءً، فَجَعَلْنَهُمْ أَبْكَارًا (۳۶، ۳۵)۔

الف۔ ”هُنَّ“ = المؤمنات، وإن لم يجز لها ذكر صريح۔

توضیح:

مومن عورتوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے۔

ب۔ ”هُنَّ“ = الحور کیوں کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

توضیح:

ہم نے ان سب حوروں کو بہت ہی خوب اور کنواری بنایا ہے۔

ج۔ هُنَّ فَرُشٌ مَرْفُوعَةٌ۔

مطلب شاید یہ ہو کہ

ایسے اونچے اونچے فرش جو ہر حیثیت سے ملتے ہوں۔

انتباہ:

آخری تخریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے والعلم عند الخیر۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ، لَا تَكُونُونَ مِنْ شَجَرٍ
مِّنْ زَقُّومٍ، فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ، فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيمِ (۵۴ تا ۵۱)۔

”مِنْهَا“ = من شجرة الزقوم ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْاَكْلِ۔

توضیح:

پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو تھوہر کے درخت سے کھاؤ گے اور اسی کی

خوراک سے پیٹ بھرو گے اور اس غذا پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔

● **وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوُتَعْلَمُونَ عَظِيمٌ، إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ (۷۶، ۷۷)۔**

تقدیر: اُقْسِمُ بمواقع النجوم إن هذا الوحي القرآن الكريم ليس بسحر۔

یہ ایک عظیم الشان وحی ہے یہ بلند پایہ قرآن ہے (ساحری نہیں ہے)۔

توضیح:

میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مواقع کی اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ

ایک بلند پایہ قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے۔

● **وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ (۸۵)۔**

”إِلَيْهِ“ = إلى المحتضر = مرنے کے قریب شخص۔

توضیح:

قریب مرگ شخص سے بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ قریب ہیں۔

● **تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۸۷)۔**

”هَا“ = النفس أي الروح۔

توضیح:

اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے اسی خیال میں سچے ہو تو مرنے والے کی نکلتی

ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لاتے؟

۷۵- حدید

• مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ
كَرِيمٌ (۱۱)۔

دیکھئے: بقرہ (۲۴۵) آیت۔

• يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا
نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا
نُورًا، فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ
وَزَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۱۳)۔

الف۔ ”لَهُ“ = ”للسور“، ”بَاطِنُهُ“ = ”باطن الباب“، ”فِيهِ“ = ”فی الباطن“، ”ظاہرہ“
ظاہر الباب، ”قِبَلِهِ“ = ”قبل الظاہر“۔

توضیح:

اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا یہ حال ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے:
ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے فائدہ اٹھائیں، مگر ان سے کہا جائے گا پیچھے
ہٹ جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو، ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی، دیوار
میں ایک دروازہ ہوگا، دروازہ کے اندر کی جانب رحمت ہوگی اور دروازہ کے باہر کی جانب
عذاب ہوگا۔

ب۔ ”باطنہ“ = باطنُ السور، ظاہرُ السور۔

..... ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی دیوار میں ایک دروازہ ہوگا،

دیوار کے اندر کی جانب رحمت ہوگی، اور دیوار کے باہر کی جانب عذاب ہوگا۔

● ”وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّٰدِقُونَ،

وَالشَّٰهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ، لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ.....“ (۱۹)۔

الف۔ والشَّٰهَدَاءُ کا واو عاطفہ، صَدِّیقُونَ معطوف علیہ، رَبِّهِمْ وَلَهُمْ وَأَجْرُهُمْ،

وَنُورُهُمْ جملہ ضمیروں کا مرجع صدیق و شہداء ہے۔

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک

صدیق و شہید ہیں ان سب کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

ب۔ اگر صدیقین پر وقف کیا جائے تو:

والشَّٰهَدَاءُ نیا جملہ ہوگا ”شہداء مبتداء، عند رَبِّهِمْ“ خبر اور لَهُمْ ”أَجْرُهُمْ مبتداء“

اور خبر، یہ جملہ شہداء کی خبر، اس صورت میں جملہ مجرور ضمیروں کا مرجع صرف شہداء ہوگا۔

مطلب یہ کہ: جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی پورے پورے پکے

سچے ہیں یعنی انتہائی پختہ یقین رکھنے والے ان سے بڑھ کر اور کوئی قوی الایمان نہیں ہوتا اور جو

شہداء ہیں حق کی گواہی دینے والے ہیں ان کے رب کے یہاں ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

● مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي

كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا، إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۲۲)۔

”نَبْرَأَهَا“ = نَبْرَأَ الْمُصِيبَةَ۔

توضیح:

مصیبت خواہ زمین میں آئے خواہ تمہاری جان پر پڑے غرض کوئی مصیبت ایسی

نہیں ہوتی کہ ہمارے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک کتاب میں درج نہ ہو۔

انتباہ:

یہاں زمین اور نفس کا ذکر ضمناً ہے، اس لئے ضمیر کا مرجع ”النفس“ یا ”ارض“ بتانا بعید از صواب ہے، البتہ لفظوں کا خیال کئے بغیر معنی کے لحاظ سے ”نبراءھا“ سے نبراء المخلوقات سمجھنا درست نہیں معلوم ہوتا۔

● ”ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً“ الخ (۲۷)۔

”آثَارِهِمْ“ = اثار ذریۃ نوح و ابراہیم۔

الف۔ اتَّبَعُوهُ = اتَّبَعُوا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔

توضیح:

پھر نوح و ابراہیم کی آل و اولاد کے بعد ہم نے پئے درپئے کئی پیغمبر بھیجے اور ان کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا اور عیسیٰ کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت و رحمت ڈال دی۔

ب۔ ”اتَّبَعُوهُ“ = اتَّبَعُوا الْإِنْجِيلَ۔

..... اور جن لوگوں نے انجیل کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت

و رحمت ڈال دی۔

۵۸- مجادلہ

- اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ کُتِبُوْا کَمَا کُتِبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰیٰتِ بَیِّنٰتٍ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (۵)۔
”قَبْلِهِمْ“ = قبل محادی اللہ ورسولہ۔

توضیح:

جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان مخالفوں سے پہلے کے ان لوگوں کو ذلیل کیا گیا جو انہیں کی طرح خدا اور اس کے رسول کے مخالف تھے۔

- یَوْمَ یَعْتَصُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَنَنْبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ، وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (۶)۔
”یَعْتَصُمُ“ = یَعِثُ النَّاسُ، ”نَنْبِئُهُمْ“ = یُنَبِّا النَّاسُ۔

توضیح:

جس دن خدا مومنوں، مشرکوں و کافروں سب کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور ان کو وہ سب کچھ بتادے گا جو وہ کر چکے تھے، وہ بھول گئے ہیں، مگر اللہ نے ان کا سب کیا کرایا محفوظ رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

۵۹- حشر

”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا“ (۱۰)۔

”مِنْ بَعْدِهِمْ“ = من بعد المهاجرین تبوء الدار۔

توضیح:

اور جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو قریوں کے باشندوں سے دلویا ہے، وہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان اگلوں (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے ہیں جو دعاء کرتے ہیں ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ پیدا ہونے دے۔

۲۰۔ ممتحنہ

• يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ،
يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ، إِنَّ
كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ
إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ، وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ، وَمَنْ
يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (۱)۔

”يَفْعَلْهُ“ = يفعل اتّخاذ عدو اللہ ولیاً = سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے
ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ ان کے ماننے سے انکار
کر چکے ہیں وہ رسول کو اور تم کو اس بناء پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے
ہو، تم ان کو پوشیدہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو جو کچھ تم مخفی طور پر اور کھلے طور پر کرتے ہو
وہ مجھے معلوم ہے تم میں سے جو کوئی اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنائے گا وہ سیدھے
رستہ سے بھٹک گیا۔

• لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ

الْآخِرَ، وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (۶)۔

”فِيهِمْ“ = فی ابراہیم و اصحابہ اس سے پہلی کی عبارت ”كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةً فِي اِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کے طرز عمل میں تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت کے آنے پر امید رکھتا ہے۔

● ”عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً“ (۷)۔

”مِنْهُمْ“ = من معاندی المومنین۔

توضیح:

اے مومنو! بعید نہیں کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کر دے جن سے آج تم ایمان کی خاطر دشمنی رکھتے ہو۔

۶۱- صف

- هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (۹)۔
دیکھئے: سورہ فتح کی آیت (۲۸) فقرہ (۳)۔
- وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا، نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۱۳)۔

توضیح:

ب۔ ”تُحِبُّونَهَا“ = تحبون التجارة اگر اس سے پہلے کی دسویں آیت ”هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ“ میں آئے ہوئے لفظ ”تجارت“ پر معطوف ہو تو:
مومنو! تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو عذاب سے نجات دے، نیز ایک اور تجارت بتاؤں جس کو تم پسند کرو، یعنی:
اللہ کی حمایت و نصرت بشرطیکہ تم بھی اس کی نصرت کرو، ”إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ“۔
الف۔ ”تُحِبُّونَهَا“ = تحبون الخصلة والخلة۔
یہ اس صورت میں کہ واؤ متانفہ ہو۔
اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو اللہ تمہیں وہ بھی دیدے گا۔
یعنی اللہ کی نصرت، اور عنقریب حاصل ہونے والی فتح۔

۶۲- جمعہ

• هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ، وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۲)۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے یہ ان پڑھ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔

• وَأٰخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۳)۔

”مِنْهُمْ“ = ”مِنَ الْأُمِّيِّينَ الْمُؤْمِنِينَ“، ”بِهِمْ“ = ”بِالْأُمِّيِّينَ“ پہلی آیت سے مربوط ہونے کی وجہ سے مرجع صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ان امیوں میں سے اور لوگوں کی طرف بھی انہیں (محمد) کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے جو ابھی مومنوں سے نہیں ملے، اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔

• وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا،

قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التَّجَارَةِ، وَاللَّهُ خَيْرُ
الرَّزَاقِينَ (۱۱)۔

”انْفَضُّوا إِلَيْهَا“ = اِلی التجاره، اگرچہ یہ پیغمبر سے قریبی اسم نہیں ہے۔

توضیح:

اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل تماشہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تجارت
(سوداگری) کی طرف دوڑ پڑے اور تمہیں کھڑا کھڑا چھوڑ دیا۔

۶۳۔ منافقون

وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجْلُهَا، وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۱)۔

”اَجْلُهَا“ = اَجَل النفس۔

توضیح:

اور جب کسی نفس (جان) کا وقت آجاتا ہے تو خدا اس کو ہرگز ڈھیل نہیں دیتا۔

تشریح:

اس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں، تب تم کیسے عمل کرو گے، وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے، اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔
(مولانا شبیر احمد عثمانی)۔

۶۴- تغابن

• ذٰلِكَ بِاَنَّهُ كَانَتْ تَاتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْا اَبَشَرُ
يَهْدُوْنَنَا، فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنٰى اللّٰهُ، وَاللّٰهُ غَنِیُّ
حَمِيْدٌ (۶)۔

”اِنَّہ“ = ”اِنْ انسان۔“

توضیح:

کافروں کو عذاب دیا گیا اور اس لئے کہ:
حقیقت حال یہ تھی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں
لے کر آتے رہے تھے مگر انہوں نے کہا: کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انہوں
نے ماننے سے انکار کر دیا، اور منہ پھیر لیا، تب اللہ بھی ان سے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ تو ہے
ہی بے نیاز۔

۶۵- طلاق

• ”فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ“ الخ (۲)۔
 ”أَجَلَهُنَّ“ = أَجَلُ الْمَطْلَقَاتِ۔

توضیح:

پھر جب مطلقہ عورتیں انقضائے عدت کے قریب پہنچ جائیں تو یا تو ان کو اچھی طرح زوجیت میں رہنے دیا اچھی طرح سے علاحدہ کرو۔

• اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مَنْ وَّجَدَكُمْ وَلَا تَضَارُّوْنَ
 لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ، وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ
 حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ، فَأُولَهُنَّ
 أَجُورُهُنَّ، وَاتَّمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاسَرْتُم
 فَاسْتَرْضِعْ لَهُ أُخْرَى (۶)۔

”لَهُ“ = لِلْوَلَدِ، وَإِنْ لَمْ يَجْرُلْهُ الذَّكَرُ الصَّرِيحُ۔

توضیح:

طلاق شدہ عورتوں کو ان کی عدت کے زمانے میں ایسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو

جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں مل جائے اور انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں نہ ستاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک کہ ان کا وضع حمل نہ ہو جائے، پھر اگر وہ تمہارے لئے نو مولود کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی دودھ پلائی کی اجرت دو، اور بھلے طریقہ سے دودھ پلانے کا معاملہ طے کر لو، لیکن اگر تم نے ایک دوسرے کو مشکلوں میں ڈالا تو نو مولود کو کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی۔

● ”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَآ تَهَا“ الخ (۷)۔

”ہا“ = النفس۔

توضیح:

اللہ نے جس نفس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا اس نفس پر بار نہیں ڈالتا۔

۶۶- تحریم

• وَإِذَا أَسَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا، فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ، فَلَمَّا نَبَّاهُ بِهَ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا، قَالَ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (۳)۔

”نَبَّأَتْ بِهِ“ = بِالْحَدِيثِ ”أَظْهَرَهُ“ = أَظْهَرَ الْحَدِيثِ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى مُحَمَّدٍ ”بَعْضُهُ“ = بَعْضُ الْحَدِيثِ، ”نَبَّاهُ بِهَ“ = نَبَّأَ النَّبِيَّ زَوْجَتَهُ بِالْحَدِيثِ۔

توضیح:

اور یاد کرو جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو بیوی نے وہ راز کی بات دوسری بیوی کو بتادی جب اس نے اس راز کی بات کو افشا کی تو خدا نے اس افشار از سے اپنے پیغمبر کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر نے اس بیوی کو کچھ بات بتائی اور کچھ نہ بتائی، درگزر سے کام لیا تو جب پیغمبر نے اسے افشاء راز کی بات بتائی تو وہ پوچھنے لگیں کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی؟ پیغمبر نے کہا مجھے اس نے بتایا جو خوب جاننے والا اور خبردار ہے۔

• إِنَّ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا، وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (۴)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ، مَوْلَاهُ = مَوْلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

توضیح:

اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے کیوں کہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے مظاہر کیا تو جان رکھو کہ یقیناً اللہ ہی پیغمبر کا والی ہے اور جبریل اور سب مومنین صالحین بھی، نیز ان کے علاوہ جملہ فرشتے بھی پیغمبر کے مددگار ہیں۔

● عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَقَكُنَّ أَنْ يُدِلَّهَُٰ أَرْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَنَّ
مُسْلِمَتٍ مُّؤْمِنَةٍ قَتَلَتْ تَبَّتْ عَبْدَتٍ سَخِطَ تَبَّتْ
وَأَبْكَارًا (۵)۔

”رَبُّهُ“ = رب النبی، يُدِلُّهُ = یُبدل النبی۔

توضیح:

اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں کہ پیغمبر کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر پیدا دیدے۔

۶۷- ملک

- وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ، إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۱۳)۔
”بہ“= بالقول، اِنَّہ = اِن اللہ۔

توضیح:

اگر تم لوگ بات چپے چپے پوشیدہ طور پر کرو یا آواز بلند کرو اللہ دل کے بھیدوں سے خوب واقف ہے۔

- هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِّزْقِهِ، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (۱۵)۔
”رِزْقِهِ“= رِزْقِ اللہ، ”إِلَيْهِ“= اِلَى اللہ۔

توضیح:

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو زمین کی راہوں میں چلو پھرو اور خدا کا دیار رزق کھاؤ اور تم کو اسی کے پاس جانا ہے۔

- أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفًّا وَيَقْبِضْنَ، مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ، إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (۱۹)۔
”إِنَّهُ“= اِن اللہ۔

توضیح:

کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو سیکڑ بھی لیتے ہیں، رحمٰن کے سوا انہیں کوئی نہیں تھام سکتا، بے شک اللہ ہر چیز کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔

● اَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهُ، بَلْ لَّجُوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ (۲۱)۔
”رِزْقَهُ“ = رزق اللہ۔

توضیح:

اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو وہ کون ہے جو تم سب کو رزق دے، مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ نفرت اور سرکشی پر جمے ہوئے ہیں۔

● فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئُتِ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدْعُونَ (۲۷)۔

”رَاَوْهُ“ = راوا ما وعدوا من الحشر، اسی طرح ”به“ = بالوعد۔
آیت (۲۴) ”ذُرَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوگ وہ وعدہ دیکھ لیں گے کہ قریب آگیا ہے تو قرآن کا انکار کرنے والوں کے چہرے بُرے ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی وعدہ ہے جس کے تم خواستگار تھے اور پوچھتے تھے کہ کب آئے گا؟۔

۶۸۔ قلم

• اِنَّا بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا اَصْحَابَ الْجَنَّةِ، اِذْ اَقْسَمُوا
لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ، وَلَا يَسْتَشْنُونَ، فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ
مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ (۹۱ تا ۹۷)۔

”بَلَوْنَهُمْ“ = بلونا اہل مکہ ومن حولہا، ”يَصْرِمُنَّهَا“ يصر من الجنة
طاف علیہا، طاف علی الجنة۔

توضیح:

ہم نے اہل مکہ کی اسی طرح آزمائش کی جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی
جب باغ والوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہم اس باغ کا بار اُتار لیں گے انہوں نے
اپنے گروہ میں کسی اور کو ثمرہ کی تقسیم میں شامل نہیں کیا، سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ
تمہارے پروردگار کی طرف سے راتوں رات اس پر ایک آفت پھر گئی۔

• اِنَّ لَا يَدْخُلُهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَّسْكِينٌ (۲۴)۔

”لَا يَدْخُلُهَا الْيَوْمَ“ = لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔

توضیح:

آج یہاں اس باغ میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے۔

- عَسَى رَبُّنَا أَنْ يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ (۳۲)۔
”مِنْهَا“ = من الجنة۔

توضیح:

- امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ سے بہتر باغ عنایت فرمائے۔
سَلِّمُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ (۴۰)۔

توضیح:

اے نبی ان کافروں اور مشرکوں سے پوچھو! تم میں کون اس کا ضامن ہے کہ انہیں وہ کچھ ملے گا جس کا وہ حکم لگائیں۔

- یہاں سے آگے آیت (۴۷) تک ہر جگہ ضمیر مذکر غائب کا مرجع رسول و قرآن ہے۔
وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ (۵۱)۔
”إِنَّهُ“ = إِنَّ مُحَمَّدًا۔

توضیح:

- اور جب یہ کافر لوگ نصیحت کی بات سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں گویا وہ تمہیں اپنی نظروں سے تم کو اپنی جگہ سے پھسلادیں اور کہتے ہیں یہ شخص ضرور دیوانہ ہے۔
وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (۵۲)۔
”هُوَ“ = الذکر یعنی قرآن۔

توضیح:

یہ بے تکلی بات نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن تو سارے عالم کے لئے ایک نصیحت و آگاہی ہے۔

۶۹- حاقہ

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (۶) سَخَّرَهَا
عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا
صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (۷)۔

”سَخَّرَهَا“ = سخر اللہ الريح۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فی تلك الأيام والليالي۔

توضیح:

قوم عاد کا تیز طوفانی آندھی کے ذریعہ ستیاناس کر دیا گیا، خدا نے اس تیز طوفانی
آندھی کو ان لوگوں پر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط کئے رکھا، تم وہاں ہوتے تو دیکھتے
کہ وہ لوگ ایک مدت سے اس طرح پھڑپھڑے ہوئے مرے پڑے ہیں جیسے کھجور کے کھوکھلے
تنے ہوتے ہیں۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فی دیارھا۔

..... دیکھئے کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں اس طرح پھڑپھڑے اٹھ۔

ج۔ ”فِيهَا“ = فی الجهات۔

..... وہ لوگ طوفانی ہواؤں کے جھکڑ سے بکھر کر ادھر ادھر پڑے ہیں۔

د۔ ”فِيهَا“ = فی الريح۔

..... وہ لوگ ہوا میں اٹھ۔

آخری تخریج بعید از قیاس و قریب از خطاء ہے۔

• إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ لَنُجْعَلَهَا لَكُمْ
تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَأَعْيُنٌ (۱۲، ۱۱)۔

الف۔ ”نُجْعَلَهَا“ = نجعل الفعل الحادثة، تَعِيَهَا تعي الفعل۔

توضیح:

اور جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے نوح اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کر لیا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اس واقعہ کو یاد رکھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں۔

”نُجْعَلَهَا“ = نعجل کی تخریج ”الجاریۃ“ یعنی ”السفینۃ“ سے کرنے میں ضمائر میں تفلیک لازم آتی ہے اور یہ اس سیاق میں اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔
مقابلہ کیجئے سورہ قمر کی آیت (۱۵) فقرہ (۱)۔

• وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهَا
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ (۱۶، ۱۷)۔

”أَرْجَاءُهَا“ = أرجاء السماء، فَوْقَهُمْ = الملك یعنی الملائکۃ۔
الملك یہاں غالباً بطور اسم جنس استعمال ہوا ہے۔

توضیح:

روز قیامت آسمان پھٹ پڑے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی، فرشتے آسمان کے اطراف میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

”علی أرجائها“ سے مراد ”علی أرجاء الأرض“ لینا اور یہ کہنا کہ فرشتے زمین پر اتر کر اس کو ہر طرف سے سنبھالے رکھیں گے اور فوقہم سے فوق اہل القیامہ کہنا مشابہ

آیت کو محکم آیت میں تبدیل کرنے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔
اگر یہ بات صحیح ہو تو اس سے ع

این خن را نیست پایاں و فراع
اور بالآخر ع

ہر دلیے بے نتیجہ ہر خن بے اثر
يَلِيْتَهَا كَانَتْ الْقَاضِيَةَ (۲۷)۔
الف۔ "لِيْتَهَا" = لِيَتْ المَوْتَةُ۔

توضیح:

اے کاش موت ابد الابد کے لئے میرا کام تمام کر چکی ہوتی۔
ب۔ ہا، الحالة۔

اے کاش میری کچھلی حالت ہی ہمیشہ رہتی اور میں دوبارہ زندہ نہ ہوتا۔
ج۔ ہا: الحياة الدنيا۔

اے کاش میری دینوی زندگی ہمیشہ رہتی۔
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (۳۳)۔
"اِنَّهٗ" = اِنْ مِنْ اُوْتِيَ كتابه بشمالہ۔

توضیح:

وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيمٌ (۳۵)۔
"لَهُ" = لِمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ۔

توضیح:

وہ شخص جو اللہ پر ایمان نہیں لایا آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں۔
وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غُسْلَيْنِ (۳۶)۔

توضیح:

یہاں اس کے لئے صرف گندی بدبودار دھوون ہے۔

• لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ (۳۷)۔

”يَأْكُلُهُ“ = يَأْكُلُ الْغَسْلِينَ۔

توضیح:

یہ دھوون خطا کار ہی کھائیں گے۔

• إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۴۰)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْقُرْآنَ۔

توضیح:

بے شک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

نسبت القول إلى الرسول، لَأنَّه تَالِيهٖ وَمُبَلِّغُهُ وَالْعَامِلُ بِهِ۔

• وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ، قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ (۴۱)۔

”هُوَ“ = الْقُرْآنَ۔

توضیح:

اور یہ قرآن کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔

• لَا خِذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۴۵)۔

”مِنْهُ“ = مِنَ الرَّسُولِ۔

توضیح:

اگر یہ شخص ہمارے طرف سے کوئی جھوٹ بات بنالاتا تو ہم اس شخص کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔

● ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (۴۶)۔

”مِنْهُ“ = من الرسول۔

پھر اس کی گردن کی رگ کاٹ ڈالتے۔

● فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (۴۷)۔

”عَنْهُ“ = عن الفعل وهو القتل۔

توضیح:

پھر تم میں سے کوئی ہمیں ایسا کرنے، (اس کو قتل کرنے) سے روکنے والا نہ ہوتا۔

● وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ (۴۸)۔

”إِنَّهُ“ = إن القرآن۔

توضیح:

اور قرآن تو پرہیزگاروں کے لئے ایک نصیحت ہے۔

● وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ، وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى

الْكَافِرِينَ (۴۹، ۵۰)۔

”إِنَّهُ“ = إن التكذيب مرجع فحوائے کلام سے صاف عیاں ہے۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض قرآن کا انکار کرتے اور اس کو جھٹلاتے ہیں
یہ جھٹلانا یوم قیامت کا فروع کے لئے موجب حسرت ہوگا۔
● **وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (۵۱)۔**
”اِنَّهُ“ = ”اِنَّ الْقُرْآنَ“۔

توضیح:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ قرآن برحق اور قابل یقین ہے۔

۷۰۔ معارج

• تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (۴)۔

”إِلَيْهِ“ = اِلَى اللّٰه، مِقْدَارُهُ = مقدار اليوم۔

توضیح:

فرشتے اور روح صاحب درجات کی طرف ایک دن کی مدت میں چڑھیں گے جس کی مقدار (تمہارے حساب سے) پچاس ہزار برس ہوگی۔

انتباہ:

ضمیر زیر غور کا مرجع ”المكان الذي هو محل الملائكة“ بتانا یا ”إلى عرش الله“ بتانا غیر ضروری تکلف معلوم ہوتا ہے عربی میں اس کی گنجائش نظر نہیں آتی، والعلم عند الخبير۔

• إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (۶)۔

إن الكافرون يرون يوم القيامة بعيداً ضمیر منصوب کا اسم مذکور نہیں ہے، لیکن بیان صاف بتا رہا ہے کہ اس کا مرجع ”يوم القيامة“ ہے۔

توضیح:

قیامت کے دن کا آنا کافروں کی نگاہ میں دور ہے۔
 • يُبْصِرُونَهُمْ، يَوْمَ الْمُجْرِمِ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ
 بَيْنِيهِ (۱۱)۔

”ہم“ = الناس۔

يُبْصِرُونَ بصیغہ مجہول ہے، ”ہم“ ایسا مفعول ہے جس کا فاعل لفظوں میں مذکور نہیں۔

تقدیر: يُبْصِرُ اللَّهُ الناس۔

روز قیامت سب انسان کو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھائے گا۔

تشریح:

ایسا نہ ہو گا کہ لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے ہوں گے، اس لئے وہ ایک دوسرے کو نہیں پوچھ رہے ہوں گے، ہر ایک دیکھ رہا ہو گا کہ دوسرے پر کیا گزر رہی ہے مگر ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہو گی۔

انتباہ:

ضمیر ہر چند کے عام ہے مگر سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت کافروں اور مشرکوں کی ہو گی یا پھر گناہ گاروں کی، واللہ اعلم۔

• كَلَّا إِنَّهَا لَأَطْلَى (۱۵) نَزَّاعَةً لِّلشَّوْىِ (۱۶)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ جَهَنَّمَ، وَإِنْ لَمْ يَتَقَدَّمْ لَهَا ذَكَرٌ، يَفْسُرُ مَا بَعْدَ حَرْفِ

”إِنَّهَا“۔

توضیح:

دوزخ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

ب۔ ”اِنَّهَا“ = اِن الْحَقِيقَةِ۔

حقیقت یہ ہے کہ لٹی بھڑکتی ہوئی آگ، کھال ادھیڑ دینے والی ہے۔

۱۷- نوح

• قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالَهُ
وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا (۲۱)۔

”إِنَّهُمْ“ = ”ان منکری رسالتی، ان الکافرین مرجع لفظوں میں مذکور نہیں
فجوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

نوح نے کہا: میری رسالت کا انکار کرنے والے میرے کہنے پر نہیں چلے اور ایسے
کی پیروی کی جس کو اس کے مال نے کچھ نفع دیا اور نہ اس کی اولاد نے اس کو کوئی فائدہ پہنچایا
بلکہ اناس کو نقصان پہنچایا اور اس کے گھائے میں اضافہ ہی کرتے رہے۔

۷۲۔ جن

- قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (۱)۔
”اَنَّهُ“ = اَن الشان۔

توضیح:

- اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس وحی آتی ہے کہ فی الحقیقت جنوں کے ایک گروہ نے سنا تو کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔
- يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ، وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا (۲)۔
”بِهِ“ = بالقرآن۔

توضیح:

- قرآن بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے۔
- وَأَنَّهُ تَعَلَّى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا (۳)۔
”اَنَّهُ“ = اَن الشان۔

توضیح:

- حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بڑی ہے۔
وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا (۴)۔
”اَنَّهُ“= اُن الشان۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ خدا کے بارے میں ہمارے بے وقوف افترا پردازی کرتے تھے۔

- وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا (۶)۔
”اَنَّهُ“= اُن الشان۔

الف۔ زادوہم = اُن الانس زاد والجن طغياناً بهذا التعوذ۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے تو اس طرح انسانوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔

ب۔ زادوہم = زاد الأجنة الإنس خطيئة وإثمًا۔
انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعضوں کی پناہ مانگا کرتے تو جنوں نے ان انسانوں کی خطاؤں میں اور ان کے گناہوں میں اضافہ کیا۔

- وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَّنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا (۷)۔
الف۔ ”اَنَّهُمْ“= اُن رجلاً من الإنس۔

توضیح:

بیشک انسانوں نے بھی وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا۔

ب۔ ”إِنَّهُمْ“ = ”ان نفراً مِنَ الْجِنِّ“۔

بیشک جنوں میں سے ایک گروہ نے وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا الخ۔

وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ، فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا (۱۳)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالہدی، الہدی یعنی القرآن۔

توضیح:

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو اس ہدایت قرآن پر ایمان لے آئے۔

ب۔ ”بِهِ“ = باللہ۔

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔

ج۔ ”بِهِ“ = بمحمد ﷺ۔

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم محمد ﷺ پر ایمان لے آئے۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۱۹)۔

”عَلَيْهِ“ = علی عبد اللہ۔

توضیح:

واقعہ یہ ہوا کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لئے کھڑا ہوا تو بہت سے اس کے گرد

ہجوم کر لینے کو تھے۔

”عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهَرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنِ

ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ
رَصَدًا (۲۷)۔

”اِنَّهُ“ = اِنَّ اللّٰهَ، يَدَى الرّسول، خَلْفِهِ = خَلْفِ الرّسول۔

توضیح:

اللہ غیب کا جاننے والا ہے (تم سے جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ سب جانتا ہے) اللہ اپنے
غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، اس غیب سے اس رسول کو مطلع کرتا ہے جسے اس نے غیب کا
کوئی علم دینے کے لئے پسند کر لیا ہو، اللہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ مقرر کر دیتا
ہے۔

• لَيَعْلَمَنَّ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوا رِسْلَتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ
وَاحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸)۔

”لَيَعْلَمَنَّ“ = ليعلم الله، ”رَبِّهِمْ“ = رَبِّ الرّسول، لَدَيْهِمْ = لدى الرسل۔

توضیح:

تاکہ اللہ جان لے کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور یوں تو
رسولوں کے پاس جو کچھ ہے اللہ اس کو ہر طرف سے اپنے قابو میں رکھتا ہے اور اللہ نے ایک
ایک چیز گن رکھی ہے۔

۳۷- منزل

فَمِ الْيَلِ إِلَّا قَلِيلًا، نَصْفَهُ أَوْ انْقُصُ مِنْهُ قَلِيلًا، أَوْزِدْ عَلَيْهِ
وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (۴۳۲)۔

”نصفه“ = نصف الیل، ”منه“ = من النصف، ”علیه“ = علی النصف۔

توضیح:

تم رات کو نماز میں تھوڑا کھڑے رہو، رات کے آدھے حصہ تک یا اس آدھے
حصہ سے بھی کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ۔

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (۱۷)۔

توضیح:

اگر تم نہ مانو گے تو اس دن سے کیوں کر بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

يَا سَمَاءُ مُنْقَطِرُ بِهِ، كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا (۱۸)۔

الف۔ ”بہ“ = بالیوم، فی الیوم یا برائے طرف زماں۔

توضیح:

اس روز، اس وقت آسمان پھٹا جا رہا ہوگا، اس کا وعدہ پورا ہوگا۔

ب۔ بہ بحصول الیوم، مضاف محذوف، بابرائے سبب۔

جس دن کی ہولناکی سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا۔

ج۔ ”بہ“ = بأمر اللہ، مضاف محذوف، بابرائے الحاق۔

آسمان اللہ کے حکم سے پھٹا جا رہا ہوگا۔

د۔ ”وَعْدَهُ“ = وعد اللہ، اسم کی اضافت فاعل کی طرف۔

اور اللہ کا کیا وعدہ پورا ہو کر رہی رہے گا۔

ه۔ ”وعده“ = وعد ذلك الیوم اسم کی اضافت مفعول کی طرف۔

اللہ کا اس روز کا وعدہ واجب الوقوع ہے وہ تو پورا ہو کر رہی رہے گا۔

• إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ، وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، عَلِمَ أَنْ لَّنْ تَحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَّرْضَىٰ، وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ، وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (۲۰)۔

نصفه = نصف اللیل، ثلثه، ثلث اللیل، تُحْصُوهُ = تحسوا القيام، قَامَ کا

مصدر، منه = من القرآن یہ فحوائے کلام سے نمایاں ہے۔

توضیح:

اے رسول تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی

آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔
اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ ایسا ہی کرتا ہے۔

اللہ ہی رات اور دن کی مدت مقرر کرتا ہے اللہ کو معلوم ہے کہ تم کبھی بھی اپنے
قیام عبادت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں کر سکتے، اسی لئے اس نے تم پر مہربانی کی، لہذا قرآن
جتنا آسانی سے جتنی دیر پڑھ سکتے ہو پڑھا کرو، اسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ بیمار ہوں گے
اور کچھ اور لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر پر نکل جاتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں
لڑتے ہیں، لہذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔

۷۴- مدرثر

”وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ، وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْبَشَرِ“ (۳۱)۔

الف۔ ”ہی“ = الجنود، یہ اسم ضمیر سے قریب ترین ہے، جنود جمع ہے اس کا واحد
جند بالضم تنزیل میں کئی بار آیا ہے۔

توضیح:

تمہارے پروردگار کے لشکروں کو صرف پروردگار ہی جانتا ہے کوئی اور نہیں جانتا اور
مخلوق کے ان دیکھے لشکر انسان کے لئے نصیحت ہے۔

ب۔ ”ہی“ = السقر ای النار، اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے: ”سَأَصْلِيهِ
سَقَرٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ“۔

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشَرِ (۳۱)۔

اور اس دوزخ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

إِنَّهَا لَا تَخْلِدُ إِلَّا الْكِبَرِ (۳۵)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إن السقر۔

توضیح:

اور یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

ب۔ "إِنَّهَا" = "إن الساعة أى القيامة۔

اور قیامت بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

كَأَنَّ اللَّهَ تَذَكُّرُهُ (۵۴) فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرْهُ (۵۵)۔

"إِنَّهُ" = "إن القرآن"، "ذَكَّرْهُ" = "ذَكَرَ الْقُرْآنَ"۔

توضیح:

یہ قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

۵۷- قیامہ

• بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ (۵)۔

الف۔ ”امامہ“ = امام الإنسان۔

توضیح:

انسان چاہتا ہے کہ آئندہ بھی بد اعمالی کرتا رہے۔

مطلب شاید یہ کہ:

بد اعمالی کرنے والا توبہ کرنے میں کاہلی و سستی کرتا ہے۔

ب۔ ”امامہ“ = امام القيامة۔

بد اعمال شخص یوم قیامت میں بھی اپنی ضد پر قائم رہے گا اور ڈھٹائی کرتے ہوئے

جھوٹ بولے گا۔

ج۔ ”امامہ“ = امام الله۔

بد اعمال شخص اللہ کے سامنے میں بھی جھوٹ بولے گا اور نہیں شرمائے گا۔

یادداشت:

فجور، دروغ کے معنی میں شاذ نہیں ہے، قاموس میں اس کے شواہد نقل ہوئے ہیں۔

• لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ

وَقُرْآنَهُ، فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا
بَيَانَهُ (۱۹ تا ۱۶)۔

”یہ“ = بالوحی، بالقرآن۔

توضیح:

اے رسول اس وحی کو جلد یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس قرآن کو یاد
کر ادینا اور جمع کر ادینا ہمارا کام ہے، لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں، اس وقت تم اس قرآن
کی قرأت توجہ سے سنتے رہو، اس قرآن کا واضح مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

● وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ، وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ
بَاسِرَةٌ تَظُنُّ، أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ (۲۲ تا ۲۵)۔

جملہ مؤنث ضمیروں کا مرجع ”وجوہ“ اصحاب الوجوہ، جملہ چار آیتیں۔

توضیح:

روز قیامت کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، یہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے
ہوں گے، اور کچھ چہرے اُداس ہوں گے، یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ
ہوگا۔

● وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ (۲۸)۔

”اَنَّهُ“ = اَنَّ الوقت۔

توضیح:

آثار موت کے احساس پر انسان خیال کرے گا کہ اب جسم سے روح کے رخصت
ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

● فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى (۳۹)۔
”مِنْهُ“ = من المنی۔

توضیح:

یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا، پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب
مراتب پورے کر کے انسان بنادیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفہ
بیجان سے انسان عاقل بن گیا، پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کئے۔ جن میں
سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ کیا وہ قادر مطلق جس نے اولاً سب کو
ایسی حکمت و قدرت سے بنایا، اس پر قادر نہیں کہ دوبارہ زندہ کر دے؟ ”سبحانک اللہم
فبلی“ پاک ہے تیری ذات اے خدا! کیوں نہیں، تو بیشک قادر ہے۔

۷۶- دھر

- اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا (۵)۔
”مِزَاجُهَا“ = مزاج الشراب، مزاج لفظ شراب سے ظاہر ہیں۔
شراب مونث سماعی ہے۔

توضیح:

- نیک لوگ جنت میں شراب کے ایسے جام پئیں گے جن میں عرق کافور کی آمیزش ہوگی اور آگے اسی سورت کی آیت (۱۷) دیکھئے:
عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (۶)۔
”بِهَا“ = بالعین، ”يُفَجِّرُونَهَا“ = يفجرون العین، عین بمعنی چشمہ مونث سماعی، یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:
(کہف / ۸۴۔ طہ / ۴۰۔ قصص / ۱۳۔ مطفقین / ۲۸۔ غاشیہ / ۵ + ۱۲ اور اسی سورت کی آیت (۱۸)۔

توضیح:

یہ ایک بہتا چشمہ ہوگا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب نوشی کریں گے اور جہاں چاہیں گے اس کی شاخیں نکالیں گے۔

● وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا
وَأَسِيرًا (۸)۔

دیکھئے: بقرہ کی آیت (۱۷۷) فقرہ (۳۳)۔

● وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةٌ وَحَرِيرًا، مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى
الْأَرَائِكِ، لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا، وَذَانِبَةٌ
عَلَيْهِمْ ظِلَّلُهَا وَذَلَّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا (۱۲ تا ۱۴)۔

”جَزَاهُمْ“ = جزاء الأبرار، ”فِيهَا“ = (اول و دوم) فی الجنة۔

”ظِلَّلُهَا“ = ظلال الجنة، ”قُطُوفُهَا“ = قُطُوف الجنة۔

توضیح:

نیک لوگوں کو اللہ ان کے صبر کے بدلہ میں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا، جنت میں وہ اونچی مسندوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت میں انہیں دھوپ کی گرمی تکلیف دے گی نہ جاڑے کی تھر، جنت کی چھاؤں اور ان پر جھکی ہوئی ٹہنیاں سایہ کر رہی ہوں گی اور جنت کے پھل ہر وقت ان کے دست رس میں ہوں گے۔

● وَلَا تَطْعَمُ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كَفُورًا (۲۴)۔

”مِنْهُمْ“ = من الناس یعنی مِنَ الْاِثْمِیْنَ وَالْكَافِرِیْنَ۔

اِثْمًا اَوْ كَفُورًا سے ”ہم“ کی عمومیت باقی نہیں رہی۔

توضیح:

اور اے رسول! تم لوگوں میں سے کسی بد عمل یا حق کا انکار کرنے والے کی بات پر توجہ

مت کرو۔

۷۷-مرسلات

- اِنَّهَا تَرُمِيْ بِشَرِّ كَالْقَصْرِ (۳۲)۔
”اِنَّهَا“= النار، لفظ لہب چنگاری سے ظاہر ہے۔

توضیح:

- وہ آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی۔
كَانَہُ جِئِلَتْ صُفْرًا (۳۳)۔
”كَانَہُ“= كَانَ الْقَصْرِ۔

توضیح:

وہ محل گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔
یعنی ہر چنگاری ایک قصر جیسی بڑی ہوگی اور جب یہ بڑی بڑی چنگاریاں اٹھ کر
پھٹیں گی تو یوں محسوس ہوگا جیسے پیلے پیلے اونٹ اوچھل کود رہے ہیں (تفہیم القرآن حاشیہ)۔

۷۸-نبا

• إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا حَدَاقًا^(۱) وَأَعْنَابًا^(۲)، وَكَوَاعِبَ^(۳)
أَثَرَابًا^(۴)، وَكَأْسًا دِهَاقًا^(۵)، لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا
كِذْبًا (۳۵۶۳۲)۔

”فِيهَا“ = فی الحدائق ائی فی حِذَائِقِ الْجَنَّةِ مضاف محذوف۔

توضیح:

بے شبہ متقیوں کی کامرانی کا ایک مقام ہے، باغ اور انگور اور نوخیز کم سن لڑکیاں اور
چھلکتے ہوئے ساغر، وہاں ان باغوں میں وہ کوئی لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔

(۱) حَدَاقٌ: باغات، حدیقہ کی جمع، جس کے معنی اس باغ کے ہیں، جس کے گرد چار دیواری کھینچی ہو، باغ کا نام حدیقہ اس
مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ اپنی ہیئت و شکل میں حدیقہ یعنی آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے، جس طرح وہ گھری ہوئی اور بارونق
اور با آب و تاب ہوتی ہے اسی طرح حدیقہ ہوتا ہے، (لغات القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷۷)۔

(۲) أَعْنََابًا: واحد عَنَب، انگور، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں ”عنب“ انگور کو بھی کہتے ہیں، اور اس کے درخت کو بھی۔ علامہ
فیومی نے مصباح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب تک وہ تازہ رہتا ہے عَنَب کہلاتا ہے، اور جب خشک ہو جاتا ہے تو ”زبيب“
بولتے ہیں، (لغات القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۶۶)۔

(۳) كَوَاعِبَ: جمع، کواعب واحد، نوخیز شاب لڑکیاں جن کے پستان خوب ابھر آئے ہوں (راغب)، كَعَبَتِ الْجَارِيَةُ
كَعَفُونًا وَكَعُوفَةً وَكَعْفَانَةً (لازم لہر ضرب) لڑکی کے پستان ابھر آئے۔

(۴) أَثَرَابًا: ہم سن عورتیں عِتْرَت کی جمع۔

(۵) دِهَاقًا: بھرا ہوا، چھلکا ہوا، دَهَقَ سے جس کے معنی لالاب، پر ہونے اور چھلکنے کے ہیں، دَهَقَ الْكَاسَ دَهَقًا وَدِهَاقًا
پیالہ یا گلاس بھرا تا، جام کو چھلکا تا، (القاموس الوجید صفحہ ۵۴۸ جلد اول)۔

۷۹- نازعات

● فَارَهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى (۲۰)۔

”اراه“ = اری فرعون۔

توضیح:

موسیٰ نے فرعون کو بہت بڑی نشانی دکھائی۔

● ءَانتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ، بَنَاهَا، رَفَعَ سَمَكَهَا فَسَوَّاهَا،

وَاعْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا (۲۹ تا ۲۷)۔

”بنہا“ = بنی السماء اسی طرح اس آیت کے بعد کی دونوں آیتوں کی جملہ ضمیر

واحد مونث غائب کا مرجع ”سما“ ہے۔

کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا زیادہ سخت کام ہے یا آسمان پیدا کرنا؟ اللہ ہی نے آسمان

بنایا پھر اس کی چھت خوب اونچی کی پھر اس کا توازن قائم کیا، اس کی رات ڈھانکی اور اس کا

دن نکالا (تفہیم)۔

● كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبُثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا (۳۶)۔

”انہم“ = اَنَّ النَّاسَ، يَرَوْنَهَا = يرون الساعة ”ضحہا“ = ضحی العشیة۔

توضیح:

جب لوگ وہ بڑا ہنگامہ دیکھیں گے تو ایسا خیال کریں گے کہ گویا دنیا میں صرف ایک شام یا شام کی صبح تک ہی رہے۔

تشریح:

صرف ایک رات یا ایک دن۔

۸۰۔ عبس

عَبَسَ وَتَوَلَّى (۱) اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمَى (۲) وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ
يَزَّخِّي (۳) اَوْ يَدَّكُرُ فَتَنْفَعُهُ الذِّكْرَى (۴)۔

”جَاءَهُ“ = جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ”لَعَلَّهُ“ = لَعَلَّ الْأَعْمَى تَنْفَعُهُ = تَنْفَعُ الْأَعْمَى۔

توضیح:

ترش رو ہوئے اور بے رخی برتی کہ وہ اندھا اس کے پاس آگیا، تمہیں کیا خبر کہ وہ
اندھا شاید سدھر جائے، یا نصیحت پر توجہ کرے اور نصیحت اس اندھے کو نفع دے۔

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (۱۱) فَمِنْ شَاءَ ذِكْرُهُ (۱۲)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إِنْ الدَّعْوَةُ، ذِكْرُهُ = ذِكْرُ الدَّعَاءِ۔

توضیح:

یہ دعوت، (بلاوا) ایک نصیحت ہے، جو چاہے یہ دعاء (پکار) یاد رکھے۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = الْمَعَاتِبَةُ، ”ذِكْرُهُ“ = ذِكْرُ الْعِتَابِ۔

یہ خفگی ایک نصیحت ہے جو چاہے یہ توجہ دہانی یاد رکھے (اور آئندہ احتیاط برتے)۔

ج۔ ”إِنَّهَا“ = إِنْ الْمَوْعِظَةُ، ”ذِكْرُهُ“ = ذِكْرُ الْقُرْآنِ۔

یہ موعظت ایک نصیحت ہے جو چاہے قرآن یاد رکھے۔

۸۱- تنکویر

- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (۱۹)۔
”اِنَّهٗ“ = اِنْ الْقُرْآن۔

توضیح:

بے شک قرآن رسول کریم کا قول ہے۔
دیکھئے: حاقہ کی آیت (۴۰) فقرہ (۷)۔
یہاں رسول کریم سے جبرئیلؑ مراد ہیں جیسا کہ آگے مذکور ہے ”وَلَقَدْ رَاٰهُ
بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ“ (۲۳)، یعنی محمد ﷺ نے پیغامبر کو روشن افق پر دیکھا۔

- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (۲۴)۔
”هُوَ“ = محمد ﷺ۔

اور محمدؐ غیب کے اس علم کو اپنے ہی تک یا اپنے ہی پاس رکھنے والے نہیں ہیں،
دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔

- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (۲۵)۔
”هُوَ“ = قرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن پھٹکارے ہوئے شیطان کا کلام نہیں ہے۔

● اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِلْعٰلَمِيْنَ (۲۷)۔

توضیح:

قرآن کی نسبت جو احتمالات تم پیدا کرتے ہو، سب غلط ہیں، اگر اس کے مضامین و ہدایات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ یہ سارے جہان کے لئے ایک سچا نصیحت نامہ اور مکمل دستور العمل ہے جس سے ان کی داریں کی فلاح وابستہ ہے۔

۸۲- انفطار

وَّ إِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ، يُصَلُّونَهَا يَوْمَ الدِّينِ، وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ (۱۶ تا ۱۴)۔

”يُصَلُّونَهَا“ = يصلون جحیم، جحیم = دوزخ کا ایک نام، مؤنث سماعی ہے۔
هُم فجار = ”عنها“ = عن جحیم۔

توضیح:

بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے، جزا کے دن یہ بدکار لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے اور یہ وہاں سے ہرگز غائب نہ ہو سکیں گے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ، ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ، يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا، وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (۱۹ تا ۱۷)۔
”يَوْمُ الدِّينِ“ = يوم الحساب، يوم القيامة۔

توضیح:

یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آ سکتی، بس مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اس دن جتنے رشتے ناٹے خویشی اور آشنائی کے ہیں سب نیست و نابود ہو جائیں گے، سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے، کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کر سکے گا، عاجزی، چاپلوسی اور صبر و استقلال کچھ کام نہ دے گا ”إِلا من رحم الله“۔

۸۳۔ مطہقین

• یُسْقَوْنَ مِنْ رَحِیقٍ مَخْتُومٍ، خِتْمُهُ مِسْکٌ، وَفِیْ ذَٰلِكَ
فَلِیْتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ، وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِیمٍ (۲۵ تا ۲۷)۔
”خِتْمُهُ“ = ختام الرحیق، ”مِزَاجُهُ“ = مزاج الرحیق۔

توضیح:

نیک لوگوں کو سر بند خالص شراب پلائی جائے گی، اس شراب پر مشک کی مہر ہوگی تو
نعمتوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا شوق رکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ ان کو حاصل کرنے
کی کوشش کریں اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

• عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (۲۸)۔

دیکھئے: دھڑ کی آیت (۶)، نقرہ (۲)۔

• إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ،
وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ، وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ
انْقَلَبُوا فَكِهِينَ، وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ،
وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ (۲۹ تا ۳۳)۔

”بِهِمْ“ = بالمؤمنین، ”عَلَيْهِمْ“ = علی المؤمنین۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا وہ ان لوگوں پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ان کے ایمان دار ہونے پر ہنسا کرتے تھے اور جب اہل ایمان پر ان کافروں کا گزر ہوتا تو وہ مومنوں پر حقارت سے چشم زنی کرتے گزرتے اور جب اپنے گھر لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے اور جب کبھی مومنوں کو دیکھتے تو کہتے یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ یہ کافر مومنوں پر نگرہاں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔

۸۴- انشقاق

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ ^(۱) إِلَىٰ رَبِّكَ كَذًّا فَمُلِّقِيهِ (۶)۔
الف۔ ”مُلِّقِيهِ“ = مَلَاقِ الْكَدَحِ مضاف محذوف جزاء الكدح۔

توضیح:

اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے میں خوب کوشش کرتا ہے، سو تو اس کوشش کی جزاء سے جا ملے گا۔

مطلب یہ کہ جیسا عمل کر رہا ہے ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

ب۔ ”مُلِّقِيهِ“ = مَلَاقِ رَبِّكَ۔

اے انسان..... سو تو اپنے پروردگار سے ملنے والا ہے۔

تشریح:

رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے کوئی اس کی طاعت میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے، پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہ سہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دور چار ہوتا ہے۔

(۱) کَادِحٌ: اسم فاعل واحد مذکر، کَذَح مصدر واسم مصدر (باب فتح) کَفَضَ کَذَح لازم بھی ہے، ماور متعدی بھی، اول صورت میں کوشش کرنے اور مشقت اٹھانے کے معنی ہوں گے کَذَح فِي الْعَمَلِ اس نے کام کرنے میں کوشش کی، مشقت اٹھائی، کَذَح لِعَمَالِهِ اہل و عیال کے لئے کوشش کی، اگر متعدی ہو تو چھیلنے اور خراش پیدا کرنے کے معنی ہوں گے، کَذَح وَجْهَهُ اس کے چہرے کو چھیل دیا، آیت میں اول معنی مراد ہے دوڑنے والا، کوشش کرنے والا۔

۸۵- بروج

• وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ (۲۰)۔

الف۔ ”وَرَائِهِمْ“ = وراء الكافرين۔

توضیح:

اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

ب۔ ”وَرَائِهِمْ“ = وراء الناس۔

اللہ انسانوں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

• بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ، فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ (۲۱، ۲۲)۔

”هُوَ“ = قرآن عظیم۔

”فِي لَوْحٍ“ = هو فی الهواء فوق السماء السابعة۔

توضیح:

اس بَل سے پہلے بھی بر بنائے وضاحت قرینہ کچھ محذوف ہے، اس کو کھول دیجئے تو

پوری بات یوں ہوگی کہ یہ قرآن جس انجام سے تمہیں ڈرا رہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے، یہ ایک بزرگ و برتر کلام ہے، یہ شاعروں اور کاہنوں کے کلام

کی طرح کوئی ہوائی چیز نہیں ہے بلکہ یہ خدا کی نازل کردہ وحی ہے، اور اس کا منبع لوح محفوظ ہے،

جس تک کسی جن و انس کی رسائی نہیں ہے۔ (تذکر القرآن جلد ششم صفحہ ۲۹۴)۔

۸۶- طارق

• اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ (۸)۔

”اِنَّهٗ“= ”اِنَّ اللّٰهَ“، ”رَجْعِهٖ“= رجوع انسان یعنی اللہ قادر علیٰ بعث انسان بعد موتہ۔

توضیح:

الف۔ بیشک خدا انسان کے اعادے، (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے۔

ب۔ ”رَجْعِهٖ“= رجوع الماء الدافق، رد الماء فی الإحلیل۔

خوب یاد رکھو! اللہ اچھلتے پانی (منی) کے اعادے یعنی اس کے روکنے پر قادر ہے۔

• فَمَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ (۱۰)۔

”فَمَالَهُ“= فَمَا لِلْإِنْسَانِ، مالہ = ما لِلْإِنْسَانِ۔

روز قیامت انسان کی کچھ پیش نہ چل سکے گی، اور نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا۔

• اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (۱۳) وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۱۴)۔

”اِنَّهٗ“= ”اِنَّ الْقُرْآنَ“، هُوَ = قول الفصل۔

توضیح:

یہ قرآن کو باطل سے جدا کرنے والا ہے اور یہ قول بے تکی لوٹ پٹانگ بات نہیں ہے۔

۸۷- اعلیٰ

- وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ (۴) فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ (۵)۔
”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الْمَرْعَىٰ۔

توضیح:

اللہ ہی ہے جس نے چارہ اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا..... جس نے نباتات کو سبز رنگ میں اگایا پھر اس کو سیاہ کوڑا بنا دیا۔

- فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ (۹) وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَىٰ (۱۱)۔
”يَتَجَنَّبُهَا“ = يَتَجَنَّبُ الذِّكْرَىٰ۔

توضیح:

جب تک نصیحت کے سود مند ہونے کی توقع ہو نصیحت کئے جا۔
جو خوف رکھتا ہے (اور مال اندیش ہے) پادہ نصیحت قبول کرے گا اور بے وقوف
بد بخت نصیحت قبول کرنے سے گریز کرے گا۔

۸۸- غاشیہ

• لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (۶)۔

”لَهُمْ“ = لأصحاب النار دوسری آیت ”وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ“ سے ظاہر ہے، ”وجوہ“ جمع ہے اس کا واحد وجہ ہے، مراد شخص۔

توضیح:

دوزخیوں کو کوئی غذا نہیں ملے گی اگر کوئی ٹلی بھی تو مر جھائی ہوئی گھاس پات ہوگی۔

• لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُضِيطِرٍّ (۲۲)۔

”عَلَيْهِمْ“ = علی الناس۔

توضیح:

اے رسول تم نصیحت کئے جاؤ، تم لوگوں کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کرنے والے نہیں

ہو۔

• إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (۲۵، ۲۶)۔

توضیح:

بے شک لوگوں کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم ان سے باز پرس کرنے

(حساب لینے) کے ذمہ دار ہیں۔

۸۹- فجر

• اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ، اِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِي لَمْ
يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ، وَثُمُودَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ
بِالْوَادِ، وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ، الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ،
فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ، فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ (۱۳۶-۱۳۷)۔

الف۔ ”مِثْلُهَا“= قبیلہ، ”قوم“= قوم عاد، ”فِيْهَا“= فی البلاد،

”عَلَيْهِمْ“= علی قوم عاد و ثمود و فرعون۔

توضیح:

اے محمد آپ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد کے ساتھ کیا گیا، ان کی نافرمانی پر انہیں کیسی سخت سزا دی اور ان جیسا کوئی قبیلہ (کوئی قوم) کسی اور ملک میں پیدا نہیں کیا گیا تھا، اور ثمود کے ساتھ کیا کیا، انہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میٹھوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد برپا کیا تھا، آخر کار تمہارے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

ب۔ ”مِثْلُهَا“= مثل مدینۃ عاد ارم یا مثل عاد صاحبة ارم مضاف محذوف

”ارم“ اسم مؤنث معروف۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عا دارم کے باشندوں سے کیا کیا،
ان کے الخ۔

● فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (۲۵)۔

الف۔ ”عَذَابَهُ“ = عَذَابُ اللَّهِ۔

تقدیر: لَا يُعَذِّبُ كَعَذَابِ اللَّهِ أَحَدٌ۔

توضیح:

پھر یوم قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہوگا جیسا کہ خدا دے گا۔

ب۔ ”عَذَابَهُ“ = عَذَابُ الْكَافِرِ۔

تقدیر: لَا يُعَذِّبُ أَحَدٌ أَحَدًا مِثْلَ تَعَذِّيبِ هَذَا الْكَافِرِ۔

روز قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہوگا جیسا کہ کافر کو دیا جائے گا۔

● وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (۲۶)۔

حسب سابق یعنی۔

الف۔ لَا يُوثِقُ كَوِثَاقِ اللَّهِ أَحَدٌ۔

توضیح:

اور اس دن اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی اور نہیں۔

ب۔ لَا يُوثِقُ أَحَدٌ أَحَدًا مِثْلَ وَثَاقِ هَذَا الْكَافِرِ۔

اور اس دن کوئی کسی کو ایسا باندھنے والا نہیں ہوگا جیسا کہ کافر کو باندھا جائے گا۔

۹۱- شمس

• قَدْ مَدَّمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فَسَوَّاهَا (۱۴)۔

الف۔ ”سَوَّاهَا“ = سوی الأمة۔

سوی الأمة فی انزال العذاب بهم۔

قوم شمود پر عذاب نازل کرنے میں سب کو برابر کر دیا۔

مطلب شاید یہ کہ:

عذاب عام تھا، بچے، بوڑھے زن و مرد مال دار اور بے مایہ حتیٰ کہ نیک و بد سب

زمین کے برابر ہو گئے۔

ب۔ ”سَوَّاهَا“ = سَوَّى الدَّمْدَمَةَ، دَمْدَمَةَ، عَقُوبَةَ۔

شمود کے پروردگار نے ان کے (شمود کے) گناہوں کی وجہ سے ان پر عقیبت نازل

کی اور اس عقیبت کو شمود پر برابر کر دیا۔

مطلب یہ کہ:

اس عذاب سے قوم شمود کا کوئی شخص نہیں بچا۔

ملحوظہ:

نتیجہ کے لحاظ سے پہلی اور دوسری تخریج میں کوئی اہم فرق نہیں معلوم ہوتا۔

• ”وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا“ (۲۵)۔

الف۔ ”عقباھا“ = عقبی الدمدمہ۔

سوئی الدمدمہ غیر خالف عاقبتھا۔

اللہ نے ثمود کو الٹ مار کر پیوند خاک کر دیا اور اللہ کو اپنے نازل کئے ہوئے اس دمدمہ پر کسی بُرے نتیجہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

ب۔ ”عُقِبْهَا“ = عقبی الفعلہ۔

لایخاف اللہ عقبی فعلتہ مضاف محذوف۔

اللہ نے ثمود کے لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے الٹ مارا اور اس کو اپنے اس فعل کے کسی بُرے نتیجہ کا خوف نہیں تھا۔

ج۔ ”عُقِبَاھا“ = عقبی إهلاك الامۃ۔

لایخاف اللہ عاقبۃ إهلاكهم۔

اللہ کو ثمود کے ہلاک ہو جانے کے نتیجہ کا کوئی خوف نہیں تھا۔

مطلب یہ کہ :

لا یسئل ما یفعل: اللہ سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں اس پر کوئی حاکم نہیں۔

۹۷- قدر

• اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱)۔
الف۔ ”اَنْزَلْنَاهُ“ = اَنْزَلْنَا الْقُرْآنَ فَحَوَّاهُ كَلَامٌ سَمِیٌّ نَمَیَاں ہے۔

توضیح:

ہم نے قرآن قدر کی رات نازل کیا۔
ب۔ ”اَنْزَلْنَاهُ“ = اَنْزَلْنَا جِبْرِیْلَ۔
ہم نے جبریل کو قدر کی رات اتارا۔

انتباہ:

دوسری توجیہ کی بنیاد غالباً تفسیری اقوال ہیں۔

۱۰۰- عادیات

● فَاَلْمُغِيرَاتِ صُبْحًا، فَأَثَرُنَ بِهِ نَقْعًا، فَوْسَطْنِ بِهِ
جَمْعًا (۵ تا ۳)۔

”بِهِ نَقْعًا وَبِهِ جَمْعًا“ = وہ بالصبح بابرائے ظرفیت مرجع لفظ ”صبحًا“ سے
ظاہر ہے۔

توضیح:

گھوڑے صبح سویرے چھاپا مارتے ہیں، پھر اس وقت گرداڑاتے ہیں، پھر اس وقت
کسی مجمع میں جا گھستے ہیں۔

● وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸)۔

”إِنَّهُ“ = ”إِنْ الْإِنْسَانَ“۔

”لِحُبِّ“ = ”الْحُبُّ لَهُ فَيُخَلِّ بِه“۔

توضیح:

یعنی حرص و طمع اور بخل و امساک نے اس کو اندھا بنا رکھا ہے، دنیا کے زرو مال کی محبت
میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا، نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام
ہونے والا ہے۔